# میں مسلمان کیسے ہوئی؟

(از بلا)

از

محمد سعید دہلوی

ناشر

عارش کمپنی - C1/143 لاجپت نگر نئی دہلی 24

نام کتاب :۔ از بلا
مؤلف :۔ محمد سعید دہلوی
قیمت :۔

عارش کمپنی۔ C1/143 لاجپت نگر نئی دہلی 24

## پہلا باب

# ایک خوش منظر باغ

اسپین کے ایک مشہور باغ میں جو اپنی نزہت و ترو تازگی کے اعتبار سے رشک عدن تھا اور جس میں صبح و شام تفریح کرنے والوں کا جمگھٹا لگا رہتا تھا اس میں چند علماء ایک طرف بیٹھے ہوئے کچھ مذہبی گفتگو کر رہے ہیں اس وقت آفتاب سامان سفر باندھ کر روپوش ہونے کی تیاری کر رہا ہے۔ چڑیوں کے چہچہے قدرتی ترنم کے ساتھ چلنے پھرنے والوں کو مسرور کر رہے ہیں اور ایک عیسائی لڑکی جس کا نام تاریخ میں ازبلا آتا ہے اپنی چند سہیلیوں کے ساتھ باغ کے ایک گوشہ میں بیٹھی ہوئی قدرت کا نظارہ کر رہی ہے۔ ازبلا ایک پادری کی سترہ۱۷ اٹھارہ۱۸ سالہ دوشیزہ لڑکی ہے اور اپنے حسن و جمال اور قدرت کی بخششوں کی بدولت ایک حور جنت ہے جو دنیا میں کسی امیر یا مقبول ترین پیشوا کی تمناؤں اور آرزؤں کو پورا کرنے کے لئے بھیجی گئی ہے۔ مگر ازبلا کا باپ اسے مریم عذرا کی پاک روح کا پتلا بنا کر دنیا میں رکھنا چاہتا ہے۔ وہ نہیں چاہتا کسی سے اس کا عقد ہو۔ چونکہ حسن و جمال کی پوی ازبلا کو مذہبی تعلیم دی جا رہی ہے اس لئے مذہبی مسائل سے خاص اُنس رکھتی ہے اور اس قسم کے مذہبی مباحث میں ذوق و شوق سے حصّہ لیا کرتی ہے۔

باغ کے ایک گوشہ میں گلاب کے پھولوں کی کیاریوں میں بیٹھے ہوئے چند مسلمان جو صورت شکل سے بظاہر عالم دین معلوم ہوتے ہیں کسی مسئلہ پر گفتگو کر رہے ہیں۔

پہلا شخص:۔ پولوس رسول نے اپنے خط میں جو یہ لکھا ہے کہ شریعت ایک لعنت ہے۔
اور مسیح علیہ السلام نے آکر اس لعنت سے ہم کو چھڑایا، تو آخر اس کا مطلب کیا ہے۔
دوسرا شخص: (قہقہہ لگا کر) آپ اس مسئلہ کو مجھ سے سمجھنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ خود عیسائی
پادری بھی اس کو۔۔۔۔۔۔"
از بلا:۔ (جو قریب ہی اپنی چند سہیلیوں) کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔ اس "خود عیسائی
پادری بھی اس کو" کے جملہ کو سن کر چونک پڑی اور اپنی ایک تعلیم یافتہ سہیلی سے
بولی "دیکھو یہ مسلمان کچھ ہمارے مذہب کے متعلق گفتگو کر رہے ہیں۔ آؤ ذرا
خاموشی سے ان کی بات چیت سنیں۔"
سہیلی:۔ بہن جب سے یہ مسلمان یہاں آئے ہیں ہمارے مذہب کو ایک مستقل خطرہ
لاحق ہو گیا ہے۔"
از بلا:۔ "تم نے تو اپنی گفت گو شروع کر دی۔ ذرا خاموش رہو۔ ان کی باتوں کو سنو
دیکھو تو یہ کیا کہتے ہیں۔"
پہلا شخص:۔ یہ آپ نے کیا کہا، "خود عیسائی پادری بھی اس کو سمجھنے سے قاصر ہیں" کیا
وہ بغیر سمجھے بوجھے یوں ہی عیسائیت کو مانے جا رہے ہیں۔"
دوسرا شخص:۔ جی ہاں یہ سوال کسی بڑے پادری سے کر کے دیکھو، وہ تم کو کیا جواب
دیتا ہے۔ خیر یہ تو بعد کی بات ہے۔ یہ بتاؤ کہ پولوس کے اس فقرہ پر
جناب کو کیا اعتراض ہے؟"
عمر لمی:۔ (پہلے شخص کا نام) میرا اعتراض تو کوئی نہیں صرف اس کا مطلب سمجھنا چاہتا
ہوں، اور چونکہ آپ کو عیسائیوں سے گفت گو کا اکثر موقع ملتا رہتا ہے،
اور آپ نے ان کی کتابوں کو پڑھا بھی ہے۔ اس لئے میں آپ سے اس کا
مطلب سمجھنا چاہتا ہوں۔ میرا مطلب یہ ہے کہ جب شریعت ایک لعنت ہے،

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس لعنت سے عیسائیوں کو نجات دلانے کے لئے آئے تھے تو پھر چوری، زنا، اور ماں کی نافرمانی بھی جائز ہو جائے گی، حالانکہ کوئی بھی عیسائی چوری اور زنا کے جواز کا قائل نہیں ہے۔"

معاذ: (دوسرے شخص کا نام) شریعت کے لعنت ہونے کو چوری اور زنا سے کیا تعلق؟ میں آپ کے مطلب کو نہیں سمجھ سکا۔"

عمر لمی: ۔ میرا مطلب یہ ہے کہ توریت ایک شریعت ہے جس میں یہ شرعی احکام لکھے ہیں کہ چوری نہ کرو، زنا نہ کرو، اپنے پڑوسی کو نہ ستاؤ، اپنے ماں باپ کی نافرمانی نہ کرو، وغیرہ وغیرہ۔ جب شریعت ہی سرے سے لعنت ہو تو ان احکام پر عمل کرنا بھی لعنت ہوگا، کیونکہ یہ احکام بھی شریعت میں داخل بلکہ عین شریعت ہیں۔ اگر پولوس رسول کا قول صحیح ہو تو پھر عیسائیوں کو زنا، چوری، وغیرہ جرائم پر بھی عمل کرنا چاہیئے اگر وہ ہماری طرح ان چیزوں سے پرہیز کرتے ہیں تو وہ اس شریعت پر عمل کرتے ہیں جو ایک لعنت ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ چوری زنا، وغیرہ سے احتراز کرنے والے عیسائی سب ملعون ہیں کیونکہ وہ شریعت پر عمل کرتے ہیں۔"

معاذ: ۔" سبحان اللہ! آپ مجھ سے وہی اعتراض سمجھنا چاہتے ہیں جو خود میں عیسائیوں پر پیش کیا کرتا ہوں۔"

عمر لمی: ۔ کیا آپ نے یہ اعتراض کبھی عیسائیوں پر بھی کیا ہے۔ پھر ان کی طرف سے اس کا کیا جواب ملا"؟

معاذ: ۔" ہزاروں مرتبہ، پادری لوگ جواب کیا خاک دیتے۔ تاویلیں کر کے بغلیں جھانکنے لگتے ہیں۔"

اتنے میں مغرب کی اذان ہونے لگی۔ اور یہ دونوں عالم قریب کے ایک

حوض سے وضو کر کے نماز پڑھنے لگے۔ ازبلا نے اس دلچسپ گفتگو کو بہت غور سے سنا۔ چونکہ وہ بھی الہٰیات کے مسائل میں شدہ بُدہ رکھتی تھی اس لئے وہ اعتراض کے وزن کو سمجھ گئی۔ اس نے اپنے دماغ پر بہت زور ڈالا کہ اعتراض کا جواب اس کی سمجھ میں آجائے تاکہ وہ معاذ اور عمر لخمی کو سمجھا سکے۔ مگر باوجود انتہائی غور و فکر کے کوئی جواب اس کی سمجھ میں نہ آیا۔ اور اسی سوچ میں وہ اپنی سہیلیوں کے ساتھ یہ کہہ کر اُٹھ کھڑی ہوئی کہ ابا جان سے اس سوال کو ضرور حل کروں گی۔

ازبلا سہیلیوں کو ایک چوراہے پر چھوڑ کر قرطبہ کے مشرقی دروازے میں داخل ہو گئی۔

---

دوسرا باب

# ایک اہم سوال

نوجوان اور حسین لڑکی ازبلا نے قرطبہ کے مشرقی دروازہ میں داخل ہوتے ہی اس سڑک پر قدم رکھا جو سیدھی قصر الشہدا کو جاتی ہے۔ اس زمانہ میں اسلامی حکومت نے تمام اسپین کو آرائش و زیبائش کے لحاظ سے دلہن بنا رکھا تھا۔ شہر کی سڑکیں کشادہ اور خوشنما بنائی گئی تھیں۔ اور قریب قریب خوبصورت قمقمے لٹکائے گئے تھے جس کی روشنی میں (بقول ڈاکٹر ڈاپر) چلنے والا بیس[1] بیس[2] میل نکل جاتا تھا۔ قصر الشہدا کی صاف اور سیدھی سڑک پر قمقموں کی روشنی میں ازبلا خراماں خراماں اپنے گھر کی طرف چلی جارہی ہے۔ آج اس کی چال ڈھال میں غیر معمولی وقار بھی پایا جارہا ہے۔ اس کا معمول تھا کہ شام کی سیر و تفریح کے بعد جب وہ اپنے گھر واپس ہونے لگتی تو راستہ میں ایک دو اپنی سہیلیوں سے ضرور مل کر جاتی۔ مگر آج وہ وقار اور خاموشی کے ساتھ سیدھی گھر جارہی ہے۔ اور کسی گہرے خیال میں غوطہ زن ہے۔ آدھ گھنٹہ بعد اب وہ اپنے عالی شان مکان میں پہونچ گئی جہاں اس کی ملازمہ اس کے انتظار میں کھڑی تھی۔ ازبلا کو دیکھ کر ملازمہ نے جھک کر سلام کیا اور قدرے تاخیر کی وجہ دریافت کی۔ ازبلا نے معمولی سا جواب دے کر اس کی تسلی کردی اور گھر میں داخل ہو کر ایک آرام کرسی پر بیٹھ کر کتاب دیکھنے لگی۔ اتنے میں ملازمہ نے دسترخوان پر کھانا چنا اور پھر ازبلا کو کھانے کے کمرہ میں بلایا لیکن ازبلا اپنے خیال میں اس قدر محو تھی کہ اس نے ملازمہ کی کسی بات پر توجہ نہ کی اور کتاب پڑھتی رہی۔ اس وقت جس کتاب کا وہ مطالعہ کررہی تھی وہ انجیل مقدس تھی اور اس میں پولوس رسول

کے اس ہی خط کو غور سے پڑھ رہی تھی جس میں شریعت کو لعنت لکھا ہے۔ وہ بار بار اس کی عبارت کو پڑھتی تھی مگر مطلب سمجھ میں نہ آتا تھا اور جتنا اس پر غور کرتی اتنا ہی وہ اعتراض اور پختہ ہوتا جاتا تھا جو اس نے شام کو باغ کے ایک گوشہ میں دو مسلمانوں کی گفتگو میں سنا تھا۔ آخر جب اس کا دماغ تھک گیا اور اس عبارت کا کوئی حل اس کی سمجھ میں نہ آیا تو اس نے یہ کہہ کر کتاب رکھ دی کہ ابا جان کے بغیر یہ معمہ حل نہیں ہو سکتا۔ وہی اس گتھی کو آسانی سے سلجھا سکیں گے۔

اس نے اپنے دل میں کہا بھلا اس قدر فکر کی کیا ضرورت ہے یہ مسئلہ بھی کوئی ایسا مسئلہ ہے جو حل نہ ہو سکے۔ گو میں اس کو نہ سمجھ سکی اس وجہ سے یہ میری نظر میں اہم بن گیا مگر ابا جان اس کو پانی کی طرح صاف کر دیں گے۔ کیونکہ آج تمام اسپین میں علم الٰہیات کا ان سے بہتر تو کوئی عالم نہیں ہے۔ یہ کہہ کر وہ دسترخوان پر کھانا کھانے بیٹھ گئی۔ کھانے سے فارغ ہو کر پھر انجیل مقدس کا مطالعہ کرنے لگی۔ تھوڑی دیر بعد وہ بستر پر دراز ہو کر میٹھی نیند سو گئی۔

صبح اٹھتے ہی وہ گرجا گئی۔ کیونکہ آج اتوار کا دن ہے۔ گرجا سے واپسی پر لاٹ پادری نے اپنی پیاری بیٹی ازبلا کو بلایا اور دریافت کیا۔

پادری:۔ (لڑکی کا باپ) بیٹی! آج تم نے مدرسۂ الٰہیات میں انجیل کا کون سا سبق پڑھا۔ چونکہ تم انجیل مقدس کے اسرار پر آج کل عبور حاصل کر رہی ہو اس لئے تمہاری نظر میں جو مسئلہ مشکل معلوم ہوا کرے وہ مجھ سے دریافت کر لیا کرو۔

ازبلا: (ہاتھ کو بوسہ دے کر) آج میں نے انجیل یوحنا۔ باب ۳ کا ۲۱ واں درس پڑھا ہے۔ اگر مجھے اجازت دیں تو میں آپ سے ایک سوال کروں۔ کیونکہ اب تک وہ میری سمجھ میں نہیں آیا ہے۔"

پادری:۔ بیشک بیشک! بیٹی ضرور پیش کرو۔ میں ابھی تمہارے ذہن نشین

کرادوں گا۔"

ازبلا:" سوال یہ ہے کہ توریت میں ہمارے خداوند نے حضرت موسیٰؑ کی معرفت جو بارہ احکام دیے ہیں وہ شریعت ہی کے متعلق ہیں نا؟"

پادری:" ہاں ان سب کا تعلق شریعت سے ہے۔"

ازبلا:" دوسری بات یہ ہے کہ پولوس رسول اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں "شریعت ایک لعنت ہے۔"

پادری: ہاں شریعت لعنت ہے اور اس لعنت سے نجات دلانے ہی کے لئے تو خداوند یسوع مسیح دنیا میں آئے مصلوب ہوئے اور ہم کو شریعت کے عذاب سے نجات دلا گئے۔"

ازبلا:۔ اچھا تو معلوم ہوا کہ شریعت ایک لعنت ہے۔ ایسی لعنت جس سے نجات دلانے کے لئے ہمارے خداوند کو مصلوب ہونا پڑا تو گویا اس کے یہ معنی ہوئے کہ شریعت پر عمل کرنا بھی لعنت ہے۔"

پادری:" بالکل لعنت۔ اب مسیحیوں کو شریعت کے بجائے مسیح مصلوب پر ایمان لانے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ شریعت اس وقت تک تھی جب تک ہمارے خداوند مصلوب نہیں ہوئے تھے۔"

ازبلا:۔ تو کیا ہم کو پھر چوری کرنا بھی روا ہے۔"

پادری:۔ اس سوال کو شریعت سے کیا تعلق۔ دیکھو بیٹی ذرا سوچ سمجھ کر اعتراض کیا کرو۔" کوئی اور سنے گا تو تمہیں بیوقوف بنائے گا۔"

ازبلا:" معاف کیجیے میں شاید اپنا مطلب پوری طرح بیان نہ کرسکی میرا مطلب یہ ہے کہ وہ احکام جن کو ابھی ابھی آپ نے شریعت میں داخل کیا ہے اس میں ایک حکم یہ بھی ہے کہ چوری نہ کرو۔ دوسرا حکم یہ ہے کہ تم اپنے پڑوسی

کو نہ ستاؤ۔ تیسرا حکم یہ بھی ہے کہ اپنے ماں باپ کی نافرمانی مت کرو۔ اب یہ بھی احکام شریعت میں داخل ہیں۔ اور شریعت بقول پولوس رسول لعنت ہے۔ لہٰذا توریت کے احکام پر عمل کرنا (یعنی چوری نہ کرنا، زنا نہ کرنا بھی لعنت ہے) جس کے صاف معنی یہ ہوئے چوری نہ کرنا، اور ماں باپ کو نہ ستانا بھی ایک لعنت ہے۔"

پادری:۔ "بیٹی! ابھی تک تم نے شریعت کی تقسیم ہی کو نہیں سمجھا لیکن پہلے یہ تو بتاؤ کہ آخر تم نے یہ بیہودہ اعتراض کس سے سنا اور کس شیطان نے تمہارے دل میں یہ وسوسہ ڈال دیا۔"

باپ کے اس استفسار پر ازبلا نے باغ کی وہ تمام گفتگو سنادی جو عمر لخمی اور معاذ کے درمیان ہوئی تھی اور اس نے خود سُنی تھی۔

پادری:۔ "بیٹی"! تم جانتی ہو کہ یہ بدبخت مسلمان سخت کافر اور ہمارے مقدس دین کے ہمیشہ سے دشمن ہیں۔ مقدس کتابوں پر اعتراض شیطانی خیالات کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ بیٹی! فوراً توبہ کرو اور دیکھو آیندہ سے کسی مسلمان کی بات نہ سنو، یہ لوگ تو ملحد اور بے دین ہیں اور دوسروں کے سچے دین کو بدنام کرتے پھرتے ہیں۔ بیٹی ازبلا! تم کو ان کا مذہب بھی معلوم ہے ان کے مذہب میں خون ریزی عین ثواب ہے۔ دیکھو ہمارے ملک اسپین پر جہاد کر کے ان لوگوں نے کتنے بے گناہوں کو قتل کیا اور اپنے دین کی کس طرح جبراً اشاعت کرتے ہیں۔ مجھے اب یہ معلوم ہوا کہ مسلمانوں سے تم نے یہ اعتراض سنے ہیں۔ اگر خود تمہارے دل میں یہ اعتراض پیدا ہوتے تو میں حل بھی کرتا مگر بیٹی ان کافروں کی کس کس بات کا جواب دیا جائے۔

اب ازبلا بڑی پشیمان ہوئی اور دل ہی دل میں کہنے لگی کہ میں نے ناحق مُسلمانوں کا نام لیا ورنہ آج یہ مسئلہ ضرور حل ہو جاتا۔ اچھا کچھ ڈر نہیں اب میں یہ مسئلہ اپنے مقدس اُستاد سے دریافت کروں گی۔ چونکہ ان سے دوران سبق میں ایسے مسائل دریافت کیا کرتی ہوں جو میری سمجھ میں نہیں آتے۔ اس لئے حسب دستور یہ مسئلہ بھی ان کے سامنے پیش کر دوں گی۔

دوسرے روز ازبلا نے یہ ہی اعتراض اپنے استاد کے سامنے پیش کیا لیکن وہ بھی کوئی معقول جواب دے کر اس کو مطمئن نہیں کر سکے۔ اب تک بیچاری ازبلا یہی سمجھتی رہی کہ میرے قصور فہم کی وجہ سے یہ اعتراض حل نہ ہو سکا۔ ورنہ پیشوایان دین اس کو پانی کی طرح حل کر کے رکھ دیں گے۔ مگر اب اس کو معلوم ہوا کہ یہ مسئلہ کوئی معمولی مسئلہ نہیں ہے۔ چنانچہ اب اس کے دل میں شک و شبہ نے جگہ پائی اور اس کو روز بروز تقویت حاصل ہوتی گئی۔

---

## تیسرا باب

# ایک خط

کئی روز کے بعد شام کے وقت ازبلا اپنی چند ہم سبق لڑکیوں اور سہیلیوں کے ہمراہ پھر اس باغ میں گئی جہاں اس نے دو مسلمان عالموں کو مصروف گفتگو پایا تھا۔ ازبلا بیٹھی ہی تھی کہ اتنے میں عمر لمی اور معاذ بھی آگئے اور مختلف موضوع پر گفتگو کرنے لگے۔

عمر لمی:۔ "آج میں نے ایک عجیب دلچسپ خبر سُنی ہے"۔

معاذ:۔ (چونک کر) "وہ کیا؟"

عمر لمی:۔ "اس روز جو آپ نے پولوس رسول کے خط کی ایک عبارت پر اعتراض کیا تھا وہ کسی طرح قرطبہ کے سب سے بڑے پادری کے کانوں میں بھی پہنچا دیا گیا۔ جس کے باعث پادریوں میں ایک کھلبلی سی مچ گئی ہے۔ یہ بھی سُنا گیا ہے کہ بعض سعادت مند روحیں کچھ مذبذب بھی ہوگئی ہیں"۔

معاذ:۔ "اجی یہ تو گپ معلوم ہوتی ہے۔ ہماری گفتگو اس وقت کس نے سنی تھی"۔

عمر لمی:۔ "ہماری گفتگو کس نے سُنی۔ کیا پادریوں میں بغیر سُنے ہوئے یونہی ہل چل مچ گئی"۔

معاذ:۔ آخر ہلچل کی کوئی وجہ؟ کیا ہمارے اعتراض کو پادریوں نے پہلی مرتبہ سُنا ہے؟"

عمر لمی:۔ وجہ تو میں خود بھی نہیں بتا سکتا۔ البتہ کل جو کچھ سنا اور جس چیز نے عیسائی حلقوں میں ہلچل مچا دی ہے وہ ہمارا ہی اعتراض تھا۔ کیونکہ پادریوں میں اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے متعدد مجلسیں ہو چکی ہیں۔ اس واقعہ کی

خبر مجھے عیسائیوں کے ذریعہ سے حاصل ہوئی ہے۔"

معاذ :۔"صرف ایک ہی اعتراض پر عیسائیوں میں ہلچل مچ گئی۔ حالانکہ عیسائیوں کے تمام عقائد ایسے ہی خندہ آفریں ہیں۔ کیا یہ مسئلہ کوئی کم مضحکہ خیز ہے کہ گناہ کیا آدم نے اور سزا ملی سب کو۔ اور ان کی وجہ سے تمام انسان گنہگار ہو ہوگئے۔ کیا یہ مسئلہ بھی اپنے اندر کچھ معقولیت رکھتا ہے کہ گنہگاروں کے بدلہ میں ایک بے گناہ انسان کو سزا دی جائے اور ان گناہوں کو اٹھانے کے لئے خدا کا بیٹا دنیا میں آئے اور صلیبی موت مرے۔ کیا ایک کمزور اور ضعیف انسان کو خدا بنا دینا بھی کچھ کم کمال ہے۔ اگر ان تمام اعتراضوں کا جواب عیسائیوں کے پاس ہے تو وہ آئیں اور ہم کو سمجھائیں۔

عمر لمی :۔ (قہقہہ لگا کر) "اگر یہ نامعقول باتیں عیسائیوں سے ظاہر نہ ہوں تو ان کا کمال کس طرح معلوم ہو۔ معقول باتیں تو سب ہی کرتے ہیں مگر نامعقول باتیں ایجاد کرنے والا بھی تو کوئی ہو۔"

معاذ :۔"میرے خیال میں ہم کو اس ہلچل سے کوئی فائدہ ضرور اٹھانا چاہیئے۔"

عمر لمی :۔"تجویز بہت معقول ہے میری رائے یہ ہے کہ اس موقع پر ہم کو ایک پوسٹر شائع کر دینا چاہیئے۔ اور عیسائیوں کی تمام نامعقول باتیں اس میں لکھ دینی چاہئیں۔

معاذ :۔"بہت ٹھیک۔ میرے خیال میں یہ پوسٹر تمام اسپین کے تمام عیسائیوں میں کھلبلی مچا دے گا۔"

باغ کے ایک گوشہ میں ازبلا اور اس کی دو ہم سبق لڑکیاں اس گفتگو کو بڑے غور سے سن رہی تھیں اور مارے غصّہ کے دانت پیس پیس کر رہ جاتی تھیں۔ آخر ازبلا سے نہیں رہا گیا تو اس نے اپنی سہیلی سے کہا ہمیں

ان کے اعتراضوں کا ضرور جواب دینا چاہیئے۔ اور ہر طریقہ سے ان کو مطمئن کرنا چاہیئے۔ شاید خداوند یسوع مسیح ان کو اپنی طرف کھینچ لیں۔ اگر یہ مسلمان عیسائی ہو گئے، تو اسپین کے عیسائیوں کی یہ ایسی زبردست فتح ہوگی کہ پھر مسلمان تمام عمر سر نہ اٹھا سکیں گے۔ ازبلا نے آسمان کی طرف دیکھ کر کہا:۔ اے خداوندان کافروں اور مسیحی دین کے دشمنوں کو اپنی طرف کھینچ تاکہ تیری بزرگی دنیا پر ظاہر ہو۔

سہیلی:۔ بہن ازبلا! یہ کافر بڑے سخت ہیں۔ بھلا یہ لوگ شیطان کو چھوڑ کر خداوند یسوع مسیح کا دامن کس طرح پکڑ سکتے ہیں۔ مگر خرابی یہ ہے کہ ہمارے پادری بھی ان کافروں سے ڈرتے ہیں۔ کل ہی کی بات ہے۔ میں نے تمہاری تشویش کو دیکھ کر شریعت اور لعنت کے اعتراض کو اپنے حلقہ کے پادری صاحب کے سامنے پیش کیا تو انہوں نے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ ہم کو ان کافروں کی باتوں پر کوئی توجہ نہیں کرنی چاہیے۔ ان کا جواب بحث و مباحثہ نہیں بلکہ ان کا صحیح جواب تلوار ہے۔ بھلا جب ہمارے پادریوں کا حال یہ ہو تو پھر یہ مسلمان کیوں شیر نہ ہوں"۔

ازبلا:۔ "بات یہ ہے کہ ہمارے پادری ان کافروں کے منہ لگنا نہیں چاہتے اور خاموش ہو جاتے ہیں۔ ان کی خاموشی کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ ان کے سوالات کو حل نہیں کر سکتے۔ البتہ جب انھیں یہ معلوم ہوگا کہ اس سوال کے حل کرنے کے بعد بہت سے مسلمان عیسائی ہونے کو تیار ہیں تو وہ بڑی خوشی سے جواب دیں گے۔

سہیلی:۔ "اچھا تو پھر ایک تحریر ان مسلمانوں سے لے کر اپنے پادریوں سے دُو بدُو گفتگو کرانی چاہیئے تاکہ ایک طرف مسیحی علماء جواب دینے پر مجبور ہو جائیں تو دوسری طرف یہ کافر ہمارا مذہب قبول کرنے پر"۔

ازبلا:۔"بہت خوب! مگر کیا یہ مسلمان اس پر تیار ہوسکیں گے"؟

سہیلی:۔"کیوں نہیں! ابھی تم نے ان کی زبان سے کیا سُنا ہے"؟

ازبلا:۔"تو پھر کیا دیر ہے۔ ان کو یہیں مطلع کر دو کہ وہ ہمارے پادریوں سے گفتگو کرنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ تو میں ایک تحریر لکھ دیتی ہوں تم ان کو ابھی دے دو دیکھو پھر وہ کیا جواب دیتے ہیں"۔

سہیلی:۔"پہلے اپنے علماء سے تو دریافت کر لو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ کافر تو تیار ہو جائیں۔ اور ہمارے پادری تیار نہ ہوں"۔

ازبلا:۔ اگر یہ لوگ تحریر دے دیں کہ ہم جواب ملنے پر عیسائی ہو جائیں گے تو ہمارے علماء ضرور ان سے بحث کریں گے"۔

اس کے بعد ازبلا نے ذیل کی تحریر لکھی:۔

معاف فرمائیے گا۔ آپ کی پرائیویٹ گفتگو کو ہم نے بہت غور سے سُنا مگر چونکہ ہم کو بھی مذہبی مسائل سے کچھ دلچسپی ہے اس لئے آپ کو ہماری بے وقت مداخلت بیجا معلوم نہ ہوگی۔ آپنے ابھی اپنے ساتھی سے فرمایا ہے ؛ اگر عیسائی پادری شریعت اور لعنت کا تعلق ہم کو سمجھا دیں تو ہم عیسائی ہو جائیں گے۔ آپ عیسائیوں کو شریعت اور لعنت کے متعلق چیلنج بھی دینا چاہتے ہیں۔ لہٰذا ہم جو خداوند یسوع مسیح کی خادمہ ہیں آپ کے اس چیلنج کو بسروچشم قبول کرتے ہیں بشرطیکہ آپ اس امر کا تحریری وعدہ فرمائیں۔

(مسیحی دین کی ایک کنیز)

سہیلی نے جاکر اس تحریر کو عمر لمی کے حوالہ کیا۔ عمر لمی نے فوراً یہ پرچہ معاذ کو دکھایا اور خوش ہوکر ذیل کا جواب دیا۔

آپ کی تکلیف فرمائی کا شکریہ، میں اقرار کرتا ہوں کہ اگر آپ کے بزرگوں نے شریعت اور لعنت کے گورکھ دھندے کو سلجھا دیا تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں، میں مع اپنے ساتھیوں کے عیسائی ہوجاؤں گا۔ فرمایئے کہاں؟ کس جگہ؟ کس وقت؟ گفتگو کے لئے حاضر ہوں۔"

اسلام کا ادنیٰ خادم "عمر لمی"

ازبلا نے اس تحریر کو پڑھ کر یہ جواب دیا "وقت اور جگہ کے متعلق کل خود حاضر ہوکر اطلاع دوں گی۔" خادمہ

قرطبہ کے باغ سے نکلنے کے بعد ازبلا کو پہلی فکر یہ پڑی کہ وہ مسلمانوں سے گفتگو کے لئے کسی مسیحی عالم کو تیار کرے۔ چنانچہ وہ گھر جانے سے پہلے اپنے شفیق استاد کے پاس گئی اور اوّل سے آخر تک اُن کو تمام ماجرا سُنایا۔ استاد (جو خود بھی ایک پادری اور الٰہیات کا ماہر تھا) لڑکی کی پریشانی دیکھ کر اس کو بہت بُرا بھلا کہا اور فرمایا یہ مسئلہ بھی کوئی ایسا مسئلہ ہے۔ جس کے لئے اس قدر اضطراب کی ضرورت ہو۔ لڑکی نے عمر لمی کی وہ تحریر بھی استاد کو دکھا دی جو اس نے آج ہی شام کو باغ میں لکھ کر اس کے حوالہ کی تھی اور جس میں وعدہ کیا گیا تھا اگر اس سوال کو حل کر دیا تو وہ مع اپنے ساتھیوں کے عیسائی ہو جائیں گے۔ اس پر لڑکی کے استاد نے معاملہ کو آگے بڑھانا چاہا اور چند شہرۂ آفاق مسیحی علماء کی امداد کی ضرورت محسوس کی۔ چنانچہ انہوں نے ازبلا کو تسلی و تشفی دیکر رخصت کیا اور کہا کل دوپہر تک ہم گفتگو کے لئے وقت مقرر کر دیں گے۔ آج کی رات ازبلا نے بڑی بے چینی سے کاٹی رات بھر اس کے دماغ میں یہی سوال گھومتا رہا اور رہ رہ کر اس کو یہی خیال آتا تھا کہ دیکھئے کل کیا ہوتا ہے۔ اگر ہمارے علماء سے مسلمانوں کے

سوالات کے جواب نہ بن پڑے تو تمام اسپین میں عیسائیوں کی ناک ہمیشہ ہمیشہ کیلئے کٹ جائے گی۔ خدا خدا کرکے صبح نمودار ہوئی اور لڑکی اپنے معمولات سے فارغ ہو کر انجیل مقدس کا مطالعہ کرنے لگی۔ عین دوپہر کے وقت اپنی دو سہیلیوں کے ساتھ از بلانے پادری صاحب کے گھر کا رُخ کیا اور وہاں جا کر دیکھا کہ شہر کے بڑے بڑے پادری جمع ہیں۔ اور کسی کے پہنچنے کا انتظار کر رہے ہیں۔ اتنے میں ایک پادری صاحب تشریف لائے جن کی خدمت میں صدارت پیش کی گئی۔ اس کے بعد لڑکی کے استاد نے کھڑے ہو کر پہلے تو خداوند یسوع مسیح کی حمد و ثنا کی اور پھر اس اجتماع کی غرض و غایت بتائی۔ اپنے تمام علماء سے پُرزور مطالبہ کیا کہ ہمت سے کام لے کر مقابلہ کے لئے تیار ہو جائیں اور کافروں کو مسیحی بنانے میں کوشش کریں۔

ایک پادری: "میں تو خیال کر رہا تھا کہ خبر نہیں ہم کو کس لئے طلب کیا گیا ہے۔ کوئی اہم معاملہ ہوگا۔ مگر یہاں آکر معلوم ہوا کہ معاملہ نہایت معمولی ہے۔ ابھی اسی وقت اُن کافروں کو بُلا لیجئے ہم میں سے کوئی شخص ان کی تسلی کر دے گا۔"

دوسرا: بات یہ ہے کہ معاملہ تو کچھ زیادہ اہم نہیں ہے کیونکہ مسلمانوں سے ہمارے مناظرے ہمیشہ ہوتے ہی رہتے ہیں۔ مگر چونکہ یہ چیز مشہور کر دی گئی ہے کہ عیسائیوں کے پاس مسلمانوں کے اعتراض کا کوئی جواب نہیں ہے۔ اس لئے معاملہ اہم ہو گیا۔ اچھا تو گفتگو کے لئے کوئی وقت مقرر کر دیجئے۔"

ایک شخص: کل اتوار ہے اور بڑے گرجا میں تمام مسیحی جمع ہوں گے۔ اس لئے مسلمانوں کو گرجا ہی میں صبح کے وقت بلا لیا جائے۔ شاید روح القدس

ان کی رہنمائی کریں۔"

ایک پادری :۔ تجویز معقول ہے (ازبلا کی طرف دیکھ کر) مگر صاحبزادی کے والد بزرگوار جو اُسی بڑے گرجا میں نماز پڑھاتے ہیں موجود ہونگے۔ شاید وہاں کسی بات کے دریافت کرنے میں ہم کو دقت پیش آئے کیونکہ ہمارے اور مسلمانوں کے درمیان گفتگو کا واسطہ آپ ہی ہیں۔

دوسرا :۔" صاحبزادی کے والد تمام اسپین کے لاٹ پادری ہیں اور ہر شخص جانتا ہے کہ آج ان سے بڑھ کر کوئی شخص بھی مسیحی دین کے اسرار و رموز سے واقف نہیں اس لئے ان کی شرکت نہایت ضروری ہے"۔

میکائیل :۔" (لڑکی کا استاد) بے شک، بے شک۔"

غرض تمام لوگوں نے اس تجویز کو منظور کیا اور گفتگو کے لئے اتوار کا دن مقرر ہوا۔ ازبلا کے کہنے سے میکائیل نے ایک رقعہ بھی عمر لمی کے نام لکھ کر دے دیا۔ تاکہ وہ بلا تکلف گرجا میں آسکیں۔

آفتاب غروب ہونے میں قریب ڈیڑھ دو گھنٹے باقی ہیں۔ ازبلا باغ جانے سے پہلے ضروری کاموں سے فارغ ہو رہی ہے۔ اتنے میں اس کی دونوں سہیلیاں بھی آپہنچیں اور وہ ان کو ساتھ لے کر باغ کی طرف خراماں خراماں روانہ ہوئی۔ باغ میں پہنچ کر دیکھا کہ عمر لمی اور معاذ بیٹھے ہوئے ہیں اور آج غیر معمولی طور پر کچھ اور لوگ بھی ان کے ساتھ ہیں۔ ازبلا نے خود اپنے ہاتھ سے پادری میکائیل کا رقعہ معاذ کو دیا۔ اور سب نے اس کو کھول کر پڑھا :۔

معاذ :۔ (ازبلا کی طرف دیکھ کر) آپ کی تکلیف فرمائی کا بہت بہت شکریہ۔ اگر جانبین سے کسی کو بھی ہدایت ہوگئی تو اس کا اجر سب سے پہلے آپ کو ملے گا"۔

عمر لمی:۔ (دوسروں سے مخاطب ہو کر) یہ خاتون مسیحی فلسفہ کی ماہر اور علم الٰہیات کی فاضلہ ہیں۔ دیکھو کتنا اچھا شوق اور کتنا نیک جذبہ ہے کہ ہم کو کفر کی تاریکی سے نکالنے کی کوشش کر رہی ہیں۔"

ازبلا:۔" میں اپنے خداوند یسوع مسیح کی ادنیٰ خادمہ ہوں اور اس پر آپ سب کی شکر گذار ہوں کہ آپ نے ہماری دعوت کو قبول فرما لیا۔"

ایک مسلمان:۔ (خداوند یسوع مسیح کے الفاظ سن کر) استغفر اللہ! دیکھو عیسائی کیسے مشرک ہیں حضرت مسیح علیہ السلام کو خدا کہتے ہیں۔ یقیناً ان کی عقل ماری گئی ہے۔ ورنہ کہیں چلتا پھرتا انسان ........"

عمر لمی:۔" آپ نے تو یہیں بحث چھیڑ دی۔ اس کا فیصلہ تو کل بڑے گرجا میں ہو جائے گا۔ ازبلا سے مخاطب ہو کر:۔

آپ ہماری طرف سے پادری صاحب کو اطمینان دلا دیں کہ ہم صبح ناشتہ وغیرہ سے فارغ ہو کر بڑے گرجا میں حاضر ہو جائیں گے۔"

یہ سن کر ازبلا اپنی سہیلیوں کے ساتھ روانہ ہو گئی اور حسب معمول آج باغ میں نہیں بیٹھی کیونکہ اس کو گھر جا کر کل کی مجلس کے لئے بہت سے انتظامات اور مشورے کرنے ہیں۔

---

چوتھا باب

# پہلی مجلس

ادھر تو ازبلا اپنے مکان پہونچی۔ دوسری طرف عمر لمی اور معاذ نے گھر جاکر انجیل مقدس اور قرآن حکیم کا مطالعہ شروع کیا۔ اور جن ضروری امور پر اظہار خیال کرنا تھا ان کو یادداشت کی کتاب میں لکھ لیا۔ صبح اتوار کو معلوم ہوا کہ اس گفتگو کی شہرت تمام شہر میں پھیل گئی ہے اور عیسائیوں نے انتظام کیا ہے کہ سوائے چند مسلمانوں کے اور کسی کو گرجا میں داخل ہونے کی اجازت نہ دی جائے۔ چنانچہ صبح کو ایسا ہی ہوا۔ اور تمام مسلمانوں کو مایوس ہو کر گرجا سے واپس آنا پڑا۔ عمر لمی اور معاذ اور قرطبہ کے چند علماء اسلام گرجا گھر پہنچے اور اجازت ملنے پر اندر داخل ہوئے۔ اندر جاکر معلوم ہوا کہ قرطبہ کے بڑے بڑے پادری جمع ہیں اور مسلمانوں کی ہدایت کے لئے سجدہ میں پڑے ہوئے گڑگڑا کر دعا مانگ رہے ہیں۔ آخر تھوڑی دیر کے بعد گفتگو شروع ہوئی۔ ازبلا اور اس کی تمام سہیلیاں اس مجلس میں شریک ہیں۔

میکائیل: (ازبلا کا استاد) معلوم ہوا ہے آپ کو عیسائیت کے متعلق چند شکوک ہیں جن کے ازالہ کے لئے آپ تشریف لائے ہیں۔ اور آپ نے وعدہ بھی فرمالیا ہے کہ شافی جواب ملنے پر اسلام کو ترک کر کے مسیحی مذہب اختیار کرلیں گے۔"

عمر لمی: "ہمیں عیسائی عقائد و تعلیم کے متعلق کوئی شک نہیں ہے بلکہ کامل یقین ہے کہ وہ سراسر بے بنیاد ہے اگر آپ ہماری تسلی کردیں گے اور اپنے عقائد کو سمجھادیں گے تو بیشک ہم سب عیسائی ہونے کو تیار ہیں۔"

۔اس کے بعد میکائیل نے پادریوں میں سے ایک معمر شخص کو گفتگو میں حصّہ لینے کا اشارہ کیا اور وہ اشارہ پاتے ہی عمر لمی کے قریب آ بیٹھے۔ آپ کا اسم گرامی پطرس تھا۔ عربی علوم اور اسلامی کتب کے خاص ماہر سمجھے جاتے تھے۔ اسلام کے خلاف متعدد کتابیں لکھنے کا بھی آپ کو فخر حاصل تھا۔ غرض تمام اسپین میں مسلمانوں کے مقابلے میں آپ ہی کو قابل ترین متکلم سمجھا جاتا تھا۔ آپ نے عمر لمی سے ذیل کے الفاظ میں خطاب کیا۔

پطرس:۔ (بزرگانہ اور ساتھ ہی تحکمانہ لہجے میں) "میں نے سُنا ہے کہ آپ کو اس بات پر بڑا اعتراض ہے کہ پولوس رسول نے شریعت کو لعنت کیوں کہا۔ خیر یہ تو ایک ضمنی اور فروعی مسئلہ ہے، بنیادی اور اصولی مسائل پر گفتگو ہونی چاہیئے۔ آپ مسلمان ہیں اور قرآن پر آپ کا ایمان ہے۔ پس خداوند یسوع مسیح اور دین مسیح کا فیصلہ اسی قرآن پر ہونا چاہیئے۔

عمر لمی: میں نے تو اپنے پرچہ میں بحث کو متعین کر دیا تھا جیسا کہ آپ کو بھی اقرار ہے۔ لیکن اب آپ دوسرے مباحث میں پڑھنا چاہتے ہیں جب میں نے لکھ دیا ہے کہ شریعت اور لعنت پر بحث ہوگی تو پھر آپ کے لئے کیا عذر باقی رہ گیا"

پطرس:۔ "ہم آپ کے اصل سوال کا بھی جواب دیں گے۔ پہلے اصولی بات طے ہو جائے اور وہ بھی آپ کے قرآن سے۔ کیا آپ کے قرآن میں ہمارے خداوند یسوع کو روح اللہ، کلمۃ اللہ نہیں لکھا۔؟ کیا ان کے متعلق یہ نہیں آیا کہ وہ مردوں کو زندہ کیا کرتے تھے؟ اور بس اگر آپ کا ایمان قرآن پر ہے تو آپ کو خداوند یسوع مسیح کے ابن اللہ ہونے میں کیا شبہ رہ گیا"

عمر لمی:۔ "آپ نے تو ایک علیحدہ بحث چھیڑ دی جس کا میرے مقصد سے دور کا بھی

کوئی تعلق نہیں۔ میں تو شریعت اور لعنت کے مفہوم کو سمجھنا چاہتا ہوں، اگر آپ اس لئے تیار ہوں تو بحث کیجئے ورنہ ہمیں رخصت کیجئے۔"

پطرس:۔ "میں تو قرآن آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں اور چاہتا ہوں کہ پہلے اصولی بحث طے ہو جائے۔ لیکن آپ اصول سے گریز کر کے فروعات میں پڑنا چاہتے ہیں۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے پاس اس بات کا کوئی جواب نہیں۔"

عمر لمی:۔ "بہت خوب! آپ اصولی بحث بھی کرنا چاہتے ہیں۔ مگر اپنے مذہب سے ہٹ کر اور قرآن کریم کی پناہ لے کر۔ اگر اصولی بحث کرنی ہے تو آئیے پہلے ہم اس امر پر بحث کریں کہ حضرت آدمؑ نے گناہ کیا تھا یا نہیں۔ اگر ان کا گناہ ثابت ہو جائے تو پھر اس پر بحث ہوگی کہ وہ گناہ نسلاً بعد نسلٍ انسانوں میں منتقل ہوا یا نہیں؟ یعنی آدم کے گناہ کرنے سے تمام انسان فطرتاً گناہ گار ہوئے یا نہیں؟ اگر گناہ گار ہو گئے تو پھر اس پر گفتگو ہوگی کہ گناہوں کو کس طرح دور کیا جا سکتا ہے؟ پھر حضرت مسیح کی عصمت (از روئے اناجیل) پر بحث ہوگی۔ اس کے بعد آپ کو یہ ثابت کرنا ہوگا کہ مسیح خدا تھے۔ اور خدا ہی انسانوں کے گناہ اٹھا سکتا ہے۔ جب یہ تمام باتیں ثابت ہو جائیں تو پھر آپکو یہ ثابت کرنا ہوگا کہ مسیح مصلوب ہوئے اور تمام بے گناہوں کے بدلے تین دن جہنم میں رہے نہ یہ کہ قرآن آپ کے بارے میں کیا کہتا ہے۔"

پطرس:۔ یہ تمام باتیں فضول ہیں، ہم تو قرآن سے ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ مسیح روح اللہ، کلمۃ اللہ تھے۔ آپ نے مردوں کو زندہ کیا۔ پس مسیح مذہب حق ہے۔"

عمر لمی:۔ (از بلا کی طرف اشارہ کر کے) اچھا میں اس معاملہ میں آپ کو حکم تسلیم

کرتا ہوں۔ اور آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ ہم کو یہاں کس لئے بلایا گیا ہے"۔

(ازبلا کو مخاطب کرکے) بہن اس وقت تم کو فیصلہ کرنا ہوگا کہ میں نے اپنے پرچے میں کیا لکھا تھا اور تم کس لئے ہم کو یہاں لائی ہو"۔

ازبلا:۔ اصل گفتگو تو اسی بات پر ہے کہ شریعت لعنت ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو عیسائی اس کو اختیار کرکے کیوں ملعون بنتے ہیں۔ مگر مقدس باپ (پطرس) کا بھی اعتراض بجا ہے لیکن اس میں میرا فیصلہ یہ ہے کہ پہلے آپ کے اعتراض کا جواب دیا جائے۔ اس کے بعد مقدس باپ قرآن کی رو سے کچھ سوالات کریں"۔

عمرلمی:۔ "یہ میری مرضی پر موقوف ہے کہ میں آپ کے لئے وسیع میدان چھوڑ دوں۔ اچھا میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ جس وقت آپ نے میرے سوال کو حل کر دیا اسی وقت میں آپ کو عام سوالات کی اجازت دے دوں گا۔ مگر جب حسب وعدہ عیسائی ہو جاؤں گا تو پھر مزید سوالات کی ضرورت ہی کیا ہے"۔

پطرس:۔ اچھا جناب! اپنے سوال کو ذرا وضاحت سے بیان کیجئے کہ اس سے آپ کا مطلب کیا ہے"۔

عمرلمی:۔ "آپ میری ایک ایک بات کا جواب دیے جائیے۔ اس طرح مطلب خوب واضح ہو جائے گا۔ بتایئے توریت کا یہ حکم کہ زنا نہ کر، چوری نہ کر، قتل نہ کر، اپنے پڑوسی کو نہ ستا۔ وغیرہ وغیرہ شرعی احکام ہیں اور کیا ان کا شریعت سے تعلق ہے؟"

پطرس:۔ "ضرور تمام احکام شریعت ہی سے متعلق ہیں"۔

عمرلمی:۔ "اور شریعت کے متعلق پولوس رسول کا کیا فتویٰ ہے"؟

پطرس:۔ کیا فتویٰ ہے میں نہیں سمجھا"۔

عمرلمی:۔ "آپ خوب سمجھ گئے ہیں مگر جواب دینے سے گریز کرتے ہیں۔ یہ بتایئے

کہ پولوس نے شریعت کو لعنت کہا ہے۔؟"

پطرس:۔ پولوس رسول نے اس لحاظ سے شریعت کو لعنت کہا ہے کہ شریعت کا مغز خود خداوند یسوع مسیح کی صورت میں آگیا مغز کو چھوڑ کر چھلکے پر منہ مارنا حماقت نہیں تو اور کیا ہے۔"

عمر لمی:۔" میرا بھی یہی مطلب ہے کہ پولوس نے حضرت مسیح کو رُوح اور شریعت کو جسم قرار دے کر شریعت کو لعنت کہا ہے۔ چونکہ بقول آپ کے توریت کے اس حکم کا تعلق شریعت سے ہے۔ لہٰذا قتل اور زنا سے پرہیز کرنا بھی لعنت ہوا۔"

پطرس:۔ اصل بات یہ ہے کہ آپ بغیر روح القدس کی تائید کے ان اسرار کو سمجھ نہیں سکتے اور کچھ ضروری نہیں کہ جس مسئلہ کو آپ نہ سمجھ سکیں وہ فی نفسہٖ غلط بھی ہو۔ پولوس رسول نے جسمانی شریعت کو لعنت کہا ہے۔ نہ کہ ہر قسم کی شریعت کو۔"

عمر لمی:۔ تسلیم! بے شک پولوس نے جسمانی شریعت کو لعنت کہا ہے۔ اب آپ فرمائیے کہ زنا نہ کرنا، ، چوری سے پرہیز نہ کرنا، ماں باپ کو نہ ستانا وغیرہ جسمانی شریعت کے احکام ہیں یا باطنی روحانی اور اخلاقی شریعت کے۔"

پطرس:۔ آپ تو ایک بات پر اڑ گئے ہیں۔ سنیئے! پولوس کے مقابلہ میں خداوند یسوع مسیح کا قول مقدم ہے اور خداوند نے فرمایا ہے کہ تم توریت کے احکام پر عمل کرو۔" (دیکھو انجیل متی ۵/۱۹ تا ۱۱/۲۵)

عمر لمی:۔ گویا حصول نجات کے لئے توریت پر عمل کرنا ضروری ہے۔ اگر یہ سچ ہے تو پھر آپ نے خدا کے بیٹے کو صلیب پر مار کر کفارہ کا مسئلہ کیوں گھڑا؟ یعنی

جب توریت پر عمل کرنا ہی ضروری ٹھہرا تو پھر کفارہ کا یہ طوفان کیوں کھڑا کیا گیا۔ کیا مسیح کے کفارہ کے بعد بھی توریت کے احکام پر عمل کرنا ضروری ہے"؟

پطرس :۔"ہم کچھ نہیں جانتے سوائے اس کے کہ ہمارے خداوند نے توریت پر عمل کرنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ البتہ بغیر کفارہ کے شریعت پر عمل کرنے سے نجات نہیں مل سکتی"۔

عمر لمی :۔" تو موسیٰ، داؤد، سلیمان، ایوب، یوسف، نوح اور تمام انبیاء نجات سے محروم رہ گئے ہوں گے۔ کیوں کہ ان کے پاس نجات کا ذریعہ صرف شریعت کی تعمیل تھی۔ نیز ان انبیاء کی امتیں بھی نجات سے محروم ہوگئی ہوں گی"۔

پطرس :۔ مسیح سے پہلے نجات کا ذریعہ تو شریعت ہی تھی لیکن خداوند کے کفارہ نے اس طریقہ کو بدل دیا۔ اسکے بجائے کفارہ نجات کا ذریعہ ٹھہرا"۔

عمر لمی :۔" پہلے آپ نے پولوس رسول کے قول سے انکار کیا کہ شریعت لعنت نہیں اور پھر شریعت کے مدار نجات ہونے کا انکار کر دیا۔ کیا آپ اپنے اس قول کے ثبوت میں کہ "پولوس نے جو شریعت کو لعنت کہا ہے ٹھیک نہیں ہے"، کسی بزرگ کا قول پیش کر سکتے ہیں"؟

ایک شخص :۔ حضرات! اصل بات یہ ہے کہ ان مسائل پر گفتگو کرنا سراسر الحاد اور کفر ہے۔ یہ تمام باتیں غیبی اسرار سے تعلق رکھتی ہیں۔ پولوس رسول نے بیشک شریعت کو لعنت کہا اور ہے بھی شریعت لعنت لیکن آپ ان بھیدوں کو سمجھنے کی قابلیت نہیں رکھتے۔ ہماری نجات کا ذریعہ خداوند یسوع مسیح کی الوہیت اور کفارہ ہے۔ کیونکہ آپ گناہوں سے پاک اور خدائے مجسم تھے، جنہوں نے اپنے فضل و کرم سے ہمارے بدلے میں صلیب

کے مصائب اٹھائے اور ہم کو نجات دے گئے۔"

دوسرا شخص:۔"آپس میں تو نہ لڑو! آپ نے تو مقدس پطرس کی تردید شروع کر دی۔"

عمر لمی:۔ غلط اور بے بنیاد باتوں کا یہی حشر ہوا کرتا ہے۔ اب دوسرے صاحب نے کفارہ اور الوہیت کا مسئلہ چھیڑ دیا۔ پہلے شریعت اور لعنت کی بحث تو ختم ہو جائے۔"

پطرس:۔" آپ کو شافی جواب دیدیا گیا۔ آپ کو آٹھ روز کی مہلت دی جاتی ہے اگر اس کے اندر بھی آپ کے شکوک زائل نہ ہوں تو آپ پھر یہاں آ سکتے ہیں۔"

عمر لمی:۔" آپ شریعت کو لعنت نہیں سمجھتے اور آپ کے بھائی کہتے ہیں کہ شریعت لعنت ہے۔ اور پولوس نے سچ لکھا ہے۔ بتلایئے دونوں میں کون سچا ہے؟"

پطرس:۔" جو لوگ ایسا کہتے ہیں انھیں مسیحی دین کے اسرار کا علم نہیں ہے۔ اس لئے آپ ان کی باتوں کی طرف کوئی توجہ نہ دیں۔"

عمر لمی:۔ (از بلا کو مخاطب کر کے) آپ فرمایئے ان دونوں میں سچا کون ہے؟ اور کیا واقعی پولوس رسول نے شریعت کو لعنت لکھنے میں کوئی غلطی کی ہے۔"؟

از بلا:۔" میں تو آپ کی گفتگو سننے کے لئے یہاں آئی ہوں۔ اس لئے میں کسی کے معاملہ میں دخل نہیں دے سکتی۔ البتہ میں اپنے استاد میکائیل سے درخواست کرتی ہوں کہ آپ اپنی علمی قابلیت اور ذہانت سے اس مسئلہ کو سلجھانے کی کوشش کریں۔ کیونکہ ہمارے معزز مہمان تو کیا میں خود بھی اس کو اب تک نہیں سمجھ سکی! از بلا کے ان الفاظ سے تمام مجلس میں ایک بجلی سی کوند گئی اور ہر شخص ایک دوسرے کی صورت دیکھنے لگا۔ اتنے میں میکائیل اٹھے اور مجمع کو مخاطب کر کے یوں گویا ہوئے۔

میکائیل:۔ بھائیو! یہاں ہم ایمان کی چھان بین کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ اور بیشک یہ بڑا مبارک کام ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ دل میں خلوص اور سچائی کو قبول

کرنے کی تڑپ موجود ہو۔ ایمان کا معاملہ ایسا ہے کہ جس میں انسان اپنی کوشش سے کامیاب نہیں ہو سکتا جب تک خدا اس کی دستگیری نہ کرے۔ پس چاہیئے کہ ہم اور آپ خدا کے حضور میں عاجزی کے ساتھ دعاء کریں کہ وہ روح القدس کی تائید سے ہم پر اصل حقیقت واضح کر دے اور دین مسیحی کے اسرار ہم کو سمجھا دے۔ (تمام عیسائیوں کی طرف سے باواز بلند آمین!) بزرگو! شریعت لعنت ہے یا نہیں یہ ایک بیکار سی بات ہے۔ اصل میں بات یہ ہے کہ ہمارے محمدی بھائیوں کو عیسائیت کے اصول و عقائد کا علم نہیں ہے۔ اس لئے وہ بہکی بہکی سی باتیں کرتے ہیں۔ ہمارے مذہب کا خلاصہ دو لفظوں میں آجاتا ہے۔ خداوند یسوع مسیح کی الوہیت اور کفارہ۔ جس نے ان دو باتوں کو سمجھ لیا وہ گویا دین مسیحی کے کل اسرار سمجھ گیا۔ خدا باپ کی یہ کتنی بڑی مہربانی ہے کہ اس نے ہماری نجات کے لئے اپنے اکلوتے بیٹے کو بھیجا جس نے دنیا میں آکر ہماری خاطر تکلیفیں اٹھائیں اور بالآخر صلیب پر مارا گیا تاکہ ہمارے گناہوں کا کفارہ ہو۔ پس میں اپنے دوست عمر لمی اور ان کے ساتھیوں سے درخواست کروں گا کہ وہ شریعت اور لعنت کی فضول بحث چھوڑ کر خداوند یسوع کی ذات مقدس اور ان کے بے مثل کفارہ پر غور کریں اور دین مسیحی پر ایمان لائیں۔

عمر لمی :۔ ”یہاں ہم باتیں بنانے کے لئے نہیں آئے۔ ہم ایک اصول کے پابند ہیں۔ اور اصولی گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔ ہم نے پہلے ہی اپنے پرچہ میں موضوع بحث کو متعین کر دیا تھا جس کی شاہد یہ ہماری بہن از بلا ہیں۔ اب آپ چاہتے ہیں کہ میں اصل موضوع بحث کو چھوڑ کر مسیح کی الوہیت اور کفارہ پر تبادلہ خیال کروں۔ میں تو اس کے لئے بھی تیار ہوں۔ بشرطیکہ آپ یہ

لکھ دیں کہ شریعت کی بحث کو چھوڑ کر مسیح کی الوہیت اور کفارہ پر گفتگو کی جائے۔

پطرس:۔ ہمارا یہ مطلب نہیں کہ آپ ان مسائل پر گفتگو نہ کریں۔ بلکہ مقصد یہ ہے کہ فروعی باتوں کو چھوڑ کر اصولی باتوں پر غور کریں۔"

عمر لمحی:" پھر ہم کو آپ نے یہاں کیوں بلایا ہے؟ غور کرنے کے لئے گرجا اور مسجد کی کوئی ضرورت نہیں۔ اگر آپ گفتگو کرنا نہیں چاہتے تو صاف صاف فرما دیجئے تاکہ ہمارا وقت خراب نہ ہو۔"

میکائیل:۔ آپ کو مقدس پطرس کی تقریر سے غلط فہمی ہو گئی۔ ان کا یہ مطلب نہیں کہ گفتگو کا سلسلہ بالکل منقطع کر دیا جائے بلکہ مطلب صرف یہ ہے کہ آپ اصولی باتوں پر غور کر کے سوالات کر سکتے ہیں۔ اچھا اب دوپہر ہو گئی ہے۔ آپ کو کھانا بھی تناول کرنا ہوگا اس لئے فرمائیے دوبارہ کب تشریف لائیں گے؟

عمر لمحی:" بس یہی وقت بہت موزوں ہے۔ کیا معلوم آئندہ یہ مبارک موقع ملے یا نہیں۔"

میکائیل:" آپ کو نماز بھی تو پڑھنی ہوگی۔"؟

عمر لمحی:۔ نماز ہم اسی گرجا میں ادا کر لیں گے۔ اسلام میں نماز کے لئے مسجد کا ہونا شرط نہیں ہے۔"

پطرس:" میرے خیال میں آئندہ اتوار کو بحث پھر شروع کی جائے۔"

عمر لمحی:۔ میرا خیال تو یہ ہے کہ اس بحث کو ہرگز ملتوی نہ کیا جائے۔ شاید خدا تعالیٰ ہم کو ہدایت دے دے۔"

میکائیل:" اچھا کل اسی وقت پھر بحث شروع ہو اور دوپہر تک ختم کر دی جائے۔"

از بلا:" اگر بحث کو کل پر ملتوی کیا جاتا ہے تو دوپہر تک نہیں بلکہ شام تک

اس کو جاری رہنا چاہیئے تاکہ کوئی نتیجہ تو نکلے۔"

میکائیل:۔ ہرگز نہیں، کیا ہمیں اور کوئی کام کرنا نہیں ہے۔"

ازبلا:۔ میرے خیال میں اس کام سے زیادہ ضروری اور کوئی کام نہیں ہو سکتا۔"

غرض طے پایا کہ کل صبح سے لے کر دو پہر تک پھر یہ اجتماع ہو۔ یہاں یہ پہلی مجلس ختم ہو جاتی ہے اور عمرلجی تمام عیسائیوں کا شکریہ ادا کر کے اپنے گھر چلے جاتے ہیں۔ پادری اور ازبلا ابھی تک گرجا ہی میں بیٹھے ہوئے ہیں۔

ایک پادری:۔ افسوس ہے کہ آپ حضرات نے ان کافروں کو معترض بننے کا موقع دے دیا، اور دین مسیحی کا مذاق اُڑوایا۔ ان ملحدوں کا علاج صرف یہ ہے کہ ان کے سامنے قرآن کو پیش کیا جائے۔ مقدس پطرس نے ابتدا میں یہی طریقہ اختیار کیا تھا مگر افسوس وہ اپنی چالاکیوں سے نکل گئے اور شریعت کی بحث لے بیٹھے۔ اگر کل بھی یہی طریقہ جاری رہا تو ہم کو سخت زک اٹھانی پڑے گی۔ کیوں کہ جو چیز وہ دریافت کرتے ہیں وہ اسرار الٰہی میں سے ہے جس کو سوائے اولیا کے اور کوئی نہیں سمجھ سکتا۔"

میکائیل:۔" اصل میں بحث کی ابتدا ہی خراب ہوگئی۔ ورنہ قرآن سے ہی ان پر الزام دیا جاتا۔ کیا قرآن میں مسیح خداوند کو خالق اور زندہ کرنے والا نہیں لکھا؟ کیا اسی قرآن نے ان کو روح اللہ اور کلمۃ اللہ نہیں کہا؟"

پطرس:۔ مگر اب تو کل کے لئے بحث بھی متعین ہوگئی ہے کہ الوہیت مسیح اور کفارہ پر بحث ہوگی۔ دیکھو میں نہایت خوبی سے اس راستہ سے ان کو ہٹانا چاہتا تھا مگر میکائیل نے ان کو جما دیا۔"

میکائیل:۔ آپ مجھ پر الزام نہ لگائیے۔ یہ سب کچھ کیا کرایا آپ ہی کا ہے۔"

دوسرا:۔ آپس میں لڑنے سے کیا فائدہ؟ کل اگر خداوند کی الوہیت پر بحث ہوگی تو

دیکھا جائے گا۔ یہ مسیحی دین کوئی کچّا دھاگا تو نہیں ہے کہ ہاتھ لگایا اور ٹوٹ گیا"۔

غرض آپس کی ان گفتگوؤں کے بعد یہ تمام عیسائی، مجمع بھی گرجا سے نکلتے ہی چاروں طرف پھیل گیا۔ انہی کے ساتھ ازبلا اپنی سہیلیوں اور ہم سبق لڑکیوں کیساتھ گرجا سے نکل کر چلی اور راستہ میں سہیلیوں سے یوں گویا ہوئی:

ازبلا:۔ دیکھا مسلمانوں کی غیبت میں تو کہا جاتا ہے کہ وہ ہمارا مقابلہ کر ہی نہیں سکتے مگر سامنے سب کی حقیقت ظاہر ہوگئی۔ افسوس آج میرے والد نماز پڑھاتے ہی ایک ضروری کام کے لئے گھر تشریف لے گئے کیونکہ ان کو میکائیل اور پطرس کی علمی قابلیتوں پر اعتماد تھا ورنہ وہ ان کافروں کا منہ بند کردیتے"۔

سہیلی:۔ بات اصل یہ ہے کہ سوال ہی بڑا سخت ہے۔ اس میں آپ کے والد صاحب بھی بھلا کیا کر لیتے"؟

دوسری سہیلی:۔ میرے خیال میں تو ہمارے عقائد و اصول ہی کچے ہیں، ورنہ ہمارے تمام پادریوں کو اس قدر ذلت کیوں اٹھانی پڑتی"۔

ازبلا:۔ "توبہ! توبہ! تم تو صرف ایک ہی بحث میں مذبذب ہوگئیں؟ اجی ہمارے عقائد تو بڑے پکے ہیں۔ مگر ان کو کوئی سمجھانے والا بھی تو ہو۔ اچھا کل خداوند مسیح کی الوہیت پر گفتگو ہوگی۔ اس میں دیکھنا ان کافروں کی کیا گت بنتی ہے"۔

اتنے میں یہ تمام لڑکیاں ایک چوراہے پر پہونچ گئیں اور وہاں سے اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہوگئیں۔

## پانچواں باب

# دوسری مجلس

پیر کے روز گرجا میں پادریوں کی پھر آمد و رفت شروع ہو گئی۔ اور آج ازبلا کے ساتھ بہت سی مسیحی خواتین بھی آئیں تاکہ وہ بھی اس بحث کو سن کر لطف اندوز ہوں۔ تھوڑی دیر کے بعد عمر لمی، معاذ، اور دیگر چند علماء اسلام بھی آپہنچے۔ ان کے آتے ہی پادریوں کے چہرے متغیر ہو گئے اور وہ ایک دوسرے سے نہایت خاموشی کے ساتھ باتیں کرنے لگے۔ اتنے میں عمر لمی نے مجمع کو مخاطب کر کے فرمایا:۔

عمر لمی:۔ جیسا کہ کل طے ہو چکا ہے آج مسیح کی الوہیت اور کفارہ پر بحث ہو گی چونکہ بیک وقت ان مسائل پر پوری بحث نہیں ہو سکتی۔ اس لئے ان دونوں میں سے پہلے کسی ایک مسئلہ کو منتخب کر لیا جائے۔"

پطرس:۔ دونوں مسئلے درحقیقت ایک ہی ہیں اور دونوں کا آپس میں تعلق ہے۔ آپ جس مسئلے پر چاہیں تقریر کریں۔"

عمر لمی:۔ نے قرآن شریف سے سورۃ فرقان کی چند آیات تلاوت کیں۔ جن کے اثر سے ازبلا کے چہرے پر تغیر کے آثار نمایاں ہو گئے اور آخر میں تو اس پر اس قدر رقت طاری ہوئی کہ وہ بیہوش ہو کر گر پڑی۔ فوراً تمام سہیلیوں نے اسے پکڑ کر اٹھایا۔ پطرس اور میکائیل نے بیہوشی کی وجہ دریافت کی۔ مگر ازبلا بجائے جواب دینے کے اپنے سرخ اور نرم رخساروں پر آنسوؤں کی گرم گرم بوندیں ٹپکاتی رہی۔"

بڑی مشکل سے ازبلا کو ہوش میں لایا گیا۔ دریافت کرنے پر اس نے کہا کہ مجھ پر ایک ماہ سے غشی اور بیہوشی کے دورے پڑ رہے ہیں۔ آپ فکر نہ کیجئے اور بحث ونظر کی کارروائی کو جاری رکھئے۔ بعض پادریوں کو شبہ ہو گیا تھا کہ شاید ازبلا پر اسلام کا کچھ اثر پڑ گیا ہے۔ مگر ازبلا کی اس تصنع آمیز گفتگو سے یہ شبہ زائل ہو گیا۔ اور اب مجلس کی کارروائی پھر شروع ہوئی عمر لمی سکون کے بعد پھر کھڑے ہوئے۔

عمر لمی:۔ صاحبان! ہم سے کہا گیا ہے کہ مسیحی عقاید کا اصل اصول مسیح کی الوہیت اور کفارہ ہیں۔ اس وقت میں صرف کفارہ کے متعلق ایک بات دریافت کرنی چاہتا ہوں اسی میں مسیح کی الوہیت کا مسئلہ بھی حل ہو جائے گا۔ وہ بات یہ ہے کہ کفارہ کے لئے خدا کے بیٹے کی کیا ضرورت تھی۔ اس مقصد کے لئے کسی نیک انسان کو منتخب کر لیا جاتا جو تمام گناہگاروں کے بدلے میں صلیب پر چڑھ کر جان دے دیتا۔ آخر خدا کے بیٹے ہی کو کیوں مصلوب کیا گیا۔"

اس سوال کا جواب دینے کے لئے مقدس پطرس کو پھر منتخب کیا گیا۔ مگر ان کی حالت سخت زبوں تھی۔ انتہائی تذبذب کے عالم میں کھڑے ہوئے اور لڑکھڑاتی ہوئی زبان سے یوں ارشاد فرمایا:

پطرس:۔ کفارہ کے لئے خدا کے بیٹے ہی کی ضرورت تھی کیوں کہ تمام انسان خواہ وہ نبیؑ ہوں یا رسولؑ گناہگار ہیں اور ظاہر ہے کہ گنہگار گنہگاروں کا شفیع نہیں بن سکتا۔ چونکہ خداوند یسوع مسیح خدا کے اکلوتے بیٹے اور گناہوں سے پاک تھے۔ اس لئے انہی کو گنہگاروں کی خاطر مصلوب کیا گیا۔"

عمر لمی:۔ بہت خوب! مگر یہ فرمادیجئے کہ مصلوب کیا چیز ہوئی؟ یعنی مسیح کی خدائی مصلوب اور کفارہ ہوئی یا مسیح کی انسانیت۔ اگر مسیح کی خدائی مصلوب ہوئی تو معلوم ہوا کہ خدا کی ذات واحد نے صلیب کی تکلیفوں کو

برداشت کیا۔ اور خدا ہی کی ذات پر موت وارد ہوئی، گویا خدا مر گیا۔ اگر کہو کہ مسیح کی انسانیت مصلوب ہوئی اور اس نے تمام تکلیفیں برداشت کیں تو پھر آپ کا جواب بیکار ہو گیا۔ کیوں کہ اس صورت میں کسی انسان ہی کو صلیب پر چڑھانا مناسب تھا۔ نہ کہ خدا کو۔ اس لئے کہ دونوں صورتوں میں صرف انسانیت ہی کو مصلوب ہونا تھا نہ کہ خدائی کو۔"

پطرس:" بیشک خداوند یسوع مسیح کامل خدا اور کامل انسان تھا۔ یعنی اس میں دونوں چیزیں بخوبی موجود تھیں۔ لیکن اس کی انسانیت بھی اس کی الوہیت کی طرح گناہوں سے پاک تھی۔ اس لئے ان کا کفارہ ہونا ضروری تھا۔ چونکہ دوسرے انسان سب کے سب گنہگار ہیں۔ اس لئے وہ کفارہ نہیں ہو سکتے تھے۔"

عمرلمی:" گویا صرف اس لئے کہ دنیا میں کوئی بے گناہ انسان موجود نہ تھا جو کفارہ ہوتا، آسمان سے خدا ہی کو نیچے آنا پڑا۔ اور یہاں آکر بھی اس کی خدائی مصلوب نہ ہوئی بلکہ انسانیت ہی مصلوب ہوئی۔ اگر کفارہ کے لئے کسی بیگناہ انسان کی تلاش تھی تو خدا نے خود آنے کے بجائے ایک ایسا انسان پیدا کیوں نہ کر دیا جو بے گناہ ہوتا اور بجائے خدا کے خود صلیب پر مر کر کفارہ ہو جاتا۔"

پطرس:" خدا کے بھید خدا ہی جانتا ہے ہم کچھ نہیں بتا سکتے کہ اس نے ایسا کیوں نہ کیا۔ اور خود کیوں اس کام کے لئے دنیا میں آگیا۔ البتہ ایک بات معلوم ہوتی ہے یعنی خدا کا کفارہ کے لئے دنیا میں آنا اس کے کمال محبت وشفقت پر دلالت کرتا ہے۔ گویا خدا نے اپنے بندوں سے ایسا پیار کیا کہ اس نے اپنا اکلوتا بیٹا بھیج دیا۔ جو دوسروں کے بدلہ میں اپنی جان

فدیہ میں دے گیا۔ خدا کے بجائے کسی انسان کے بھیجنے سے یہ مقصد ہرگز پورا نہ ہو سکتا۔"

عمر علی :۔ "اگر خدا اپنے بندوں کو ایسا ہی پیار کرنا چاہتا تھا تو اس نے آغاز میں ہی اپنے بیٹے کو کیوں نہ بھیج کر سولی پر مار دیا! کیا حضرت عیسیٰ سے پہلے کی مخلوق سے کوئی تعلق نہ تھا؟ پھر اس نے اپنی محبت کا اظہار ہزاروں برس بعد کیوں کیا؟"

پطرس :۔ "اس راز کا ہم کو علم نہیں۔ خدا کے بھید خدا ہی جانتا ہے۔"

عمر علی :۔ میرا سوال بدستور باقی ہے۔ بھید بھید کہنے سے کچھ نہیں بنتا۔ ہاں تو فرمائیے کہ جب مصلوب انسانیت ہی ہوئی تو خدا کا خود آنا بیکار ثابت ہوا۔ کسی اور ہی انسان کو بھینٹ چڑھا دیا جاتا۔"

پطرس :۔ میں جواب دے چکا کہ اور انسان گنہگار ہونے کی وجہ سے کفارہ نہیں ہو سکتے تھے۔ مسیح کی انسانیت اس لئے کفارہ ہوئی کہ وہ معصومیت اور بیگناہی کا پیکر تھی۔

عمر علی :۔ چونکہ مسیح کی انسانیت معصوم اور بے گناہ تھی۔ لہذا ضروری ہوا کہ اس پر تمام انسانوں کے گناہ لاد دیے جائیں! پادری صاحب! آپ کی منطق میں تو کیا آپ خود بھی نہیں سمجھ سکتے۔ اچھا یہ تو بتائیے کہ اگر خدا کا اکلوتا فرزند بجائے دوسروں کے گناہوں کو سر پر اٹھانے کے دوسروں کے لئے کوئی ایسی نیکی کر جاتا جو سب کے گناہوں پر غالب آجاتی تو کیا حرج ہوتا؟ اس صورت میں نہ تو بے گناہ مسیح پر دوسروں کے گناہوں کا پشتارہ رکھا جاتا نہ وہ صلیب پر مرتا اور نہ الوہیت اور انسانیت کا جھگڑا کھڑا ہوتا؟ گناہ کا علاج نیکی ہے۔ مسیح کو یہاں آکر گناہوں پر غالب آنے کے لئے کوئی نیکی ایسی کرنی چاہئے تھی جو سب گناہوں کے لئے کافی ہوتی، نہ یہ کہ گناہ کا مقابلہ کرنے

کے لئے خودکشی کر لی جائے۔

پطرس: "ہم خدا کو کوئی مشورہ نہیں دے سکتے۔ اس نے جیسا چاہا ویسا کیا۔ خدا کو سبق پڑھانا آپ کی گستاخی ہے"۔

عمر لمی: یہ آپ کو معلوم ہے کہ حضرت مسیح حضرت مریم صدیقہ کے پیٹ سے پیدا ہوئے تو اس پیدائش کا تعلق انسان سے تھا یا خدا سے یعنی خدا پیدا ہوا یا انسان"؟

پطرس: "خدا تو پیدائش سے پاک ہے۔ مسیح کے اندر جو انسانیت تھی اس کی پیدائش ہوئی"۔

عمر لمی: "اور صلیب پر کون مرا۔ خدا یا انسان"؟

پطرس: "خدا مرنے سے بھی پاک ہے۔ صلیب پر انسان ہی مرا یعنی مسیح کی انسانیت"۔

عمر لمی: گویا پیدائش اور موت کا تعلق مسیح کی انسانیت سے ہے نہ کہ الوہیت سے"۔

پطرس: "بے شک بے شک"۔

عمر لمی: (بائبل کی کتاب ایوب کو ہاتھ میں لے کر) "دیکھئے ایوب کی کتاب ۱۵/۱۴ میں لکھا ہے کہ "جو عورت سے پیدا ہوا وہ گنہگار ہے"۔ اور چونکہ پیدائش الوہیت کی نہیں ہوئی بلکہ انسانیت کی ہوئی تھی۔ اس لئے حضرت ایوبؑ کے فیصلہ کے مطابق مسیح کی انسانیت بھی گنہگار ہوئی اور دیکھئے رومیوں کے ۶/۲۳ میں لکھا ہے کہ "گناہ کی مزدوری موت ہے"۔ یعنی موت اس بات کا ثبوت ہے کہ مرنے والا گنہگار ہے اور چونکہ بقول آپ کے حضرت مسیح کی الوہیت یا خدائی مصلوب نہیں ہوئی بلکہ مسیح کی انسانیت مصلوب ہوئی تھی اس لئے وہی انسانیت گنہگار بھی ثابت ہوئی۔ پس آپ کا یہ فرمانا کہ مسیح کی انسانیت مصلوب ہو کر کفارہ ہوئی تھی جو ہمارے ثبوت کے مطابق

گنہگار تھی۔ اس لئے پھر وہی سوال پیدا ہوتا ہے کہ خدا نے کسی اور گنہگار انسان کو مصلوب کیوں نہ کیا تاکہ خدا کی خدائی تو محفوظ رہتی۔ دوسرے بقول آپ کے گنہگار انسان دوسرے گنہگاروں کا کفارہ نہیں ہو سکتا۔ اس لئے مسیح کفارہ نہ ہوئے۔

پطرس: (گھبرا کر اور پسینہ پسینہ ہو کر) ہم کہہ چکے ہیں کہ یہ سب خدا کے بھید ہیں۔ خدا نے جس طرح چاہا کیا ہم یا آپ اعتراض کرنے والے کون؟"

عمر لمی: اگر خدا کے بھید پر ہی آپ کے مذہب کا دارومدار ہے تو ہم کو آپنے یہاں کیوں بلایا۔ اور دو ہفتوں سے ہمارا اور اپنا قیمتی وقت کیوں ضائع کیا؟"

چونکہ ازبلا الٰہیات کے مسائل سے خاص دلچسپی رکھتی تھی۔ اس لئے اس نے اس تمام گفتگو کو بڑے غور سے سنا اور دل ہی دل میں پادریوں پر دانت پیستی رہی کہ جب ان سے کوئی جواب نہیں بن پڑتا تو خدا کے بھیدوں میں پناہ لینے لگتے ہیں۔ اتنے میں پادری میکائیل اٹھے اور یوں فرمایا:

میکائیل: "صاحبو! آج دین مسیح اور دین محمدؐ کا مقابلہ ہے۔ مگر تم جانتے ہو کہ دین محمدی کیا ہے؟ دین محمدی نے چار چار عورتوں سے نکاح ضروری قرار دیا۔ اس نے غیر مسلموں کو عام طور پر قتل کرنے کا حکم دیا۔ اسلام کے پیغمبر نے گیارہ گیارہ عورتوں سے شادیاں کیں اور........؟

عمر لمی: "اگر آپ سے ہمارے سوالات کا جواب بن نہیں پڑتا تو صاف صاف فرمایئے پھر اسلام کے متعلق جو کچھ اعتراضات ہوں پیش کیجئے ہم سب کا جواب دینے کے لئے تیار ہیں۔ کیا آپ کے یہی اخلاق ہیں کہ گھر پر بلا کر جواب دینے کے بجائے دل آزار تقریریں کی جائیں؟ ازبلا کی طرف اشارہ کر کے) آپ ہی فرمایئے کہ کیا پادری صاحبان کا یہ طریقہ مناسب ہے؟"

یہ سنتے ہی ازبلا سے رہا نہ گیا۔ فوراً کھڑی ہو گئی اور اس نے بھرائی ہوئی

اور مرعوب آواز میں چند الفاظ کہے۔

از بلا۔ " میں نے اوّل سے لے کر آخر تک اس گفتگو کو سُنا اور مجھے افسوس ہے کہ
نہ تو مقدس پطرس نے ان سوالات کا کوئی جواب دیا اور نہ میکائیل نے
عمر لمی کا مطالبہ بالکل صحیح ہے یا توان کے سوالات کا جواب دیا جائے۔
یا اپنی شکست کا اقرار کیا جائے۔ مگر میرے خیال میں آپ سے نہ تو اقرار ہوگا
نہ انکار۔ اس بحث کو یہیں ختم کر دیا جائے تاکہ عیسائی مذہب کی ہنسی نہ اُڑے
اور آپ حضرات کی رہی سہی علمیت کا پردہ بھی فاش نہ ہونے پائے۔ حیرت کی
بات ہے کہ .........."

پطرس:۔ ازبلا! تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہوگیا ہے؟ تم اس قدر بیہودہ گوئی
پر کیوں اتر آئی ہو؟ (لوگوں کی طرف مخاطب ہوکر) یقیناً اس لڑکی کے
سر پر شیطان سوار ہوگیا ہے۔ یہ خداوند یسوع مسیح سے دُور جا پڑی ہے۔
اور تعجب نہیں کہ یہ پاگل ہوگئی ہو۔"

ازبلا: مجھ غریب پر غصّہ اُتارنے کے بجائے بہتر یہ ہے کہ آپ یا تو مسلمانوں کے
سوالات کا جواب دیں یا گفتگو بند کر دیں۔ مجھ پر جتنے الزام لگائے گئے ہیں
میں ان کا یہاں جواب دینا نہیں چاہتی۔ اگر میری حق گوئی کا یہی صلہ ہے تو
چلئے آپ مجھے پاگل ہی تصوّر کر لیجئے۔

میکائیل: (ازبلا کا استاد) لڑکی! خاموش نہیں رہتی۔ بک بک کیسے چلی جاتی ہے؟
ہم نے مسلمانوں کے جملہ سوالات کے جواب دے دیے۔ اگر تجھ کو ہمت ہے تو
میدان میں آکر جواب دے لے۔"

ایک پادری:" اجی معلوم ہوتا ہے کہ یہ اندر ہی اندر کافر ہوگئی ہے۔ بھلا یہ مسلمانوں کے
سوالات کا جواب کیا دیگی۔ اس گستاخ لڑکی کے والد محترم کو کل واقعات کی
اطلاع کر دینی چاہیئے۔ اور اس کو اس کے کیفر کردار تک پہنچانا چاہیئے۔

کیتھرائن۔(ازبلا کی سہیلی) "افسوس ہے کہ آپ لوگوں نے انصاف سے کام نہیں لیا۔ بیچاری ازبلا پر سب ٹوٹ پڑے۔ کوئی اس کو پاگل ثابت کر رہا ہے اور کوئی اس کو دھمکی دے رہا ہے۔ مگر اصل بات پر کوئی توجہ نہیں کرتا۔ ازبلا بالکل ٹھیک کہتی ہے کہ تم لوگوں سے عمر لمی کے سوالات حل نہیں ہو سکے۔ مگر اس کا مطلب یہ تو نہیں ہے کہ مسیحی دین جھوٹا ہے بلکہ تم لوگ نا قابل ہو اور اپنی نا قابلیت سے مسیحی دین کو بدنام کر رہے ہو"۔

پطرس:۔ "ان لڑکیوں کو یہاں سے باہر نکال دو۔ ان کمبختوں کو کس نے کہا ہے کہ ہماری باتوں میں دخل دیں"۔

عمر لمی:۔ "اگر آپ مجھے بولنے کی اجازت دیں تو میں آپ حضرات کو ازبلا کا مطلب سمجھا دوں"۔

میکائیل:۔ "آپ ہماری باتوں میں دخل نہ دیجئے۔ یہ ہمارے گھر کا معاملہ ہے"۔

دوسرا پادری:۔ "اگر ازبلا اور کیتھرائن دونوں کافرہ ہو گئی ہوں تو"؟

میکائیل:۔ خیر ابھی ہم یہ نہیں کہہ سکتے میرے خیال میں یہ لڑکیاں نادان ہیں۔ یہ چاہتی ہیں کہ اس گفتگو کا جلد فیصلہ ہو جائے حالانکہ ایسے معاملات مہینوں بلکہ برسوں میں طے ہوا کرتے ہیں"۔

غرض مجلس میں ان دو لڑکیوں کی نسبت طرح طرح کی چہ می گوئیاں ہونے لگیں اور ان پر الزامات تراشے جانے لگے۔ اس ہنگامہ کو دیکھ کر عمر لمی نے اپنی سُریلی آواز میں سورۂ مریم کی چند آیات تلاوت کیں جن کو سن کر تمام مجلس میں سناٹا چھا گیا۔ بڑے بڑے پادریوں نے اپنے کانوں میں انگلیاں دے لیں کہ کہیں قرآن حکیم کا دل پر اثر نہ ہو جائے۔ چونکہ سورۂ مریم میں سیدنا مسیح اور ان کی والدۂ مطہرہ کی تعریف کی گئی ہے اور

الزامات سے ان کو بری قرار دیا گیا جو ان پر یہودی عائد کیا کرتے تھے چنانچہ تمام عیسائیوں پر سورۂ مریم کا خاص اثر پڑا خصوصیت سے ازبلا کا چہرہ تمتما اٹھا۔ لیکن اس نے اس دفعہ ضبط سے کام لیا اور استقلال کے ساتھ بیٹھی سنتی رہی۔ تلاوت قرآن کے بعد ازبلا اٹھی اور یوں گویا ہوئی۔

ازبلا:۔ حضرات! آپ گواہ رہیں کہ میں مسیحی دین پر قائم ہوں میں سچی مسیحی ہوں اسلئے نہیں چاہتی کہ مسیحی ذلیل ہوں میرا یہ مطلب نہیں کہ سوالات کا ہمارے پاس کوئی حل نہیں ہے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ ہمارے مقدس پادری جواب دینے کی طرف توجہ نہیں فرماتے۔ کیوں کہ ان کا خیال ہے کہ مسیحی عقائد کے سمجھنے کے لئے روح القدس کی تائید درکار ہے۔ اور مسلمان اس بات کو ہماری کمزوری پر محمول کرتے ہیں۔ امید ہے کہ ان الفاظ سے میری نسبت غلط فہمیاں دور ہو جائیں گی۔ اب میری درخواست ہے کہ گفتگو کا سلسلہ جاری کیا جائے۔"

ایک پادری: "ہم کو ہرگز ہرگز ان کافروں سے گفتگو کی ضرورت نہیں ہے۔ موجودہ گفتگو سے ہی ہمارے ایمان میں خلل آ گیا ہے۔ میرا منشا تو یہ ہے کہ ان کافروں کو اس گرجا سے فوراً نکال دیا جائے۔"

دوسرا: "جوش میں گفتگو نہ کیجئے۔ غور و فکر کے ساتھ معاملہ کو طے کیجئے۔ میری بھی یہی رائے ہے کہ گفتگو کو ختم کیا جائے کیونکہ اس سے کوئی فائدہ نہیں۔"

عمر لمی:۔ "اے میرے بزرگو! تم کو اپنے خداوند کی تعلیم پر بڑا ناز تھا کہ ایک گال پر طمانچہ مارنے والوں کے سامنے دوسرا گال پھیر دیا جائے لیکن یہ کیا ہے جو میں دیکھ رہا ہوں؟ کیا ہم زبردستی یہاں آئے ہیں؟ کیا آپ نے ہم کو یہاں نہیں بلایا؟ اب بھی اگر آپ صفائی سے کہہ دیں کہ آپ گفتگو نہیں کرنا چاہتے تو ہم فوراً یہاں سے چلے جائیں گے۔ لیکن میں آپ کو بتا دوں کہ ہم اتمام حجت کر چکے ہیں اور خدا ہماری کوششوں کو ضائع

نہیں فرمائے گا۔ اب بتائیے ہم جائیں یا آپ گفتگو کرنا چاہتے ہیں؟

پطرس: "مولوی صاحب! بات یہ ہے کہ آپ مسیحی دین کی حقیقتوں کو سمجھنے والے نہیں نہ آپ اس غرض سے یہاں آئے ہیں۔ اگر آپ کو گفتگو کا سلسلہ جاری رکھنا ہے تو آپ کو ہمارے سوالات کا جواب دینا پڑے گا"۔

عمر لمحی۔ بہت اچھا! آپ کو پوری آزادی کے ساتھ اجازت دیتا ہوں کہ جو چاہیں سوال کریں۔ ہم ٹھنڈے دل سے جواب دیں گے۔

پطرس: کیا قرآن میں انجیل کی تعریف بیان ہوئی ہے؟ کیا آپ کا ایمان انجیل مقدس پر ہے"؟

عمر لمحی: بیشک انجیل کی تعریف قرآن شریف میں آئی ہے اور ہم سب مسلمانوں کا ایمان انجیل، توریت اور زبور۔ اور دیگر صحائف انبیاء پر ہے"۔

پطرس: پھر آپ ہماری ان انجیلوں کو کیوں تسلیم نہیں کرتے؟"

عمر لمحی: اس لئے کہ یہ انجیل نہیں ہیں۔ اگر کوئی شخص کسی افسانہ کا نام انجیل رکھ دے تو اس کا ماننا اس لئے لازم نہیں آتا کہ اس کا نام انجیل ہے۔ قرآن حکیم نے جس انجیل کی تعریف کی ہے اس کو ہمارے سامنے پیش کریں۔

پطرس: کیا قرآن کی انجیل اور ہے اور ہماری انجیل اور؟ اس کا ثبوت؟

عمر لمحی: اس لئے کہ قرآن حکیم نے اصل انجیل کی تعریف کرکے اس انجیل کی تکذیب کی ہے اور اس کی غلط بیانیوں کی اصلاح فرمائی ہے"۔

پطرس: مثلاً ہماری انجیل کی وہ غلط بیانیاں کیا ہیں؟

عمر لمحی: مثلاً متی کی انجیل ۴۶ ۱۲/۵۰ میں حضرت مریم کو کافر لکھا ہے مگر قرآن ان کو "صدیقہ" کے لقب سے یاد کرتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ کافرہ نہ تھیں بلکہ مومنہ اور صالحہ تھیں۔ اسی طرح انجیل متی ۴۶ ۱۲/۵۰ میں حضرت

مسیح علیہ السلام کی نسبت لکھا ہے کہ وہ سخت گستاخ اور اپنی ماں کی بے ادبی کرنے والے تھے۔ حالانکہ توریت میں ماں کی تعظیم و تکریم کا سخت حکم ہے۔ مگر قرآن کریم اس کی تردید کرتا ہوا کہتا ہے کہ وَبَرًّا بِوَالِدَتِي (یعنی حضرت مسیح فرماتے ہیں کہ میں اپنی والدہ کا تابعدار ہوں اور مجھے ان کے ساتھ نیکی کرنے کا حکم ہوا ہے۔ یا مثلاً انجیل میں لکھا ہے کہ حضرت مسیح ملعون تھے اور اسی لعنت کی وجہ سے وہ صلیب پر چڑھا دیئے گئے مگر قرآن کریم نے روح اللہ اور کلمۃ اللہ اور وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ (یعنی دین اور دنیا دونوں میں صاحب عزت) قرار دیا ہے (مسیح کے ملعون ہونے کے ثبوت میں دیکھو کتاب گلیتون ۳/۱۲)

ایک آواز: آپ غلط کہتے ہیں۔ انجیل میں تو ان کو خداوند لکھا ہے!"

عمر لمی: بے شک لکھا ہے اور اسی پر تعجب بھی ہے کہ آپ کے نزدیک خدا بھی ملعون ہو سکتا ہے۔ گویا آپ نے مسیح کو خدا مان کر ان پر لعنت بھیجی اور ذرا خیال نہ کیا کہ خدا تعالیٰ جو تمام خوبیوں کا مرکز اور تمام کمالات کا سرچشمہ ہے وہ کس طرح لعنت کا مستحق ہو سکتا ہے۔ حقیقی لعنت کا مستحق تو شیطان ہے نہ کہ خدا، لیکن اسلام نے حضرت مسیح کو خدا نہیں بلکہ انسان مانا۔ مگر ساتھ ہی ان کو گناہوں سے پاک اور معصوم بھی فرمایا۔ اب آپ ہی فرمائیے کہ ملعون خدا بہتر ہے یا معصوم اور پاک انسان؟

پطرس: بحث تو اس پر ہے کہ آپ اناجیل کو کیوں نہیں مانتے۔ آپ نے لعنت کی بحث چھیڑ دی۔ اگر آپ کے پاس کوئی اصل انجیل ہے جس کی قرآن نے تصدیق کی ہے تو اس کو ہمارے سامنے پیش کیجئے۔

عمر لمی: آپ کو ہم سے مطالبہ کرنے کا کوئی حق نہیں۔ ہاں پہلے آپ اپنی اناجیل کو

موضوع جعلی اور بناوٹی تسلیم کیجئے اس کے بعد اصل انجیل کا مطالبہ کیجئے میں نے ثابت کر دیا ہے کہ قرآن حکیم موجودہ اناجیل کا مصدّق نہیں بلکہ مکذّب ہے اور اس نے ان تمام غلطیوں کو کھول کر بیان کر دیا ہے جو موجودہ اناجیل میں موجود ہیں۔ بھلا بتائیے وہ اناجیل بھی قرآنی اناجیل ہو سکتی ہیں جس میں مسیح کو خدا بتایا گیا ہو اور ان کو سولی پر چڑھا کر مار بھی دیا گیا ہو؟ قرآن کہتا ہے، مسیح نے فرمایا اِنِّی عَبْدُاللّٰہِ میں اللہ کا بندہ ہوں مَا قَتَلُوْہُ وَمَا صَلَبُوْہُ مسیح نہ قتل کیے گئے اور نہ سولی پر چڑھائے گئے۔ تو قرآن نے آپ کی انجیلوں کی تصدیق کی یا تکذیب"؟

پطرس: کیا قرآن میں خداوند مسیح کو روح اللہ اور کلمۃ اللہ نہیں لکھا؟ کیا یہ اس بات کی دلیل نہیں کہ وہ انسانیت سے بالاتر تھے"؟

عمر لحمی: بیشک لکھا ہے کہ مسیح کلمۃ اللہ تھے۔ مگر قرآن کہتا ہے کہ اللہ کے کلمے بیشمار ہیں۔ چنانچہ فرمایا اگر سمندر سیاہی بن جائے اور درخت قلمیں تب بھی اللہ کے کلمے نہیں لکھے جا سکتے کیونکہ وہ بیشمار ہیں پس حضرت مسیح بھی خدا کے بے شمار کلمات میں سے ایک کلمہ ہیں۔ رہا مسیح کا روح اللہ ہونا سو اس سے بھی یہ لازم نہیں آتا کہ وہ انسانیت سے بالاتر یعنی خدا تھے کیونکہ حضرت آدمؑ کے متعلق بھی یہی الفاظ قرآن کریم میں آئے ہیں۔ جیسا کہ فرمایا فَاِذَا سَوَّیْتُہٗ وَنَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ جب میں نے آدمؑ کو پورا بنا لیا تو پھر اس میں روح پھونکی پس حضرت مسیحؑ بھی آدمؑ ہی کی طرح ہیں۔ اگر وہ خدا ہیں تو آدم اور ان کی تمام ذرّیت بھی خدا ہے"۔

پطرس: "اگر قرآن میں آدم کو بھی روح اللہ کہا گیا ہے تو یہ قرآن کی غلط بیانی ہے۔ خداوند یسوع کے سوا کوئی روح اللہ نہیں ہے"۔

عمر لمی: آپ کے نزدیک تو سارا ہی قرآن غلط ہے چونکہ آپ نے قرآن حکیم سے حضرت مسیح کی خدائی کو ثابت کرنا چاہا تھا اس لئے میں نے قرآن ہی سے بتایا کہ مسیح خدا نہیں۔ اگر روح اللہ ہونے سے وہ خدا ہو سکتے ہیں تو حضرت آدمؑ بھی خدا ٹھہرتے ہیں۔ مگر آپ کے نزدیک یہ قرآن کی غلطی ہے تو آپ قرآن کو پیش ہی کیوں کرتے ہیں"؟

ازبلا: "مگر آپ محمدؐ صاحب کو خدا کیوں مانتے ہیں؟ حالانکہ انھوں نے دنیا میں خونریزی کی بنیاد ڈالی اور کافروں کو قتل کرنے کا حکم دیا"

عمر لمی: "استغفراللہ! میں اس عقیدہ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں! ہم اپنے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف انسان مانتے ہیں۔ مگر تمام انبیاء کے سردار اور تمام نیکوں کے سرتاج ہیں۔ ہمارے عقیدے کا خلاصہ یہ ہے:۔
لا الٰہ الاّ اللہ محمدٌ رسول اللہ۔ یعنی اللہ ایک ہے اور محمدؐ اللہ کے رسُول ہیں۔ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا مانے وہ کافر اور اسلام سے خارج ہے۔ رہا یہ کہ حضورؐ نے دنیا میں خون ریزی کی بنیاد ڈالی سو یہ بالکل غلط ہے البتہ حضورؐ نے کفار سے جہاد ضرور کیا۔ اور اس لئے کیا کہ کفار آپؐ کو اور آپؐ کے لائے ہوئے مذہب کو نیست ونابود کرنا چاہتے تھے اور جو لوگ ایسے نہیں تھے ان کو ہاتھ بھی نہیں لگایا۔ قرآن کہتا ہے کہ اللہ کے راستہ میں صرف ان لوگوں سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں"۔

پادریوں نے ایک مدت تک یورپ کو اسلام کی نسبت غلط فہمی میں مبتلا رکھا ہے۔ اور اس پر اس طرح کے الزامات لگائے ہیں۔ یہی پادری مسلمانوں کو یہ کہہ کر بدنام کیا کرتے تھے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا مانتے ہیں۔
(ازبلا کا مندرجہ بالا سوال اسی غلط فہمی کا نتیجہ تھا)

میکائیل: آپ بار بار کہتے ہیں کہ ہماری انجیلیں اصلی نہیں ہیں حالانکہ ان کو ان حواریوں نے روح القدس کی تائید سے لکھا جن کی قرآن بھی تعریف کرتا ہے۔ اور ان کو مومن قرار دیتا ہے۔ پھر انجیلوں کی صداقت پر تمام دنیا کے عیسائی گواہی دیتے آئے ہیں۔

عمر لمجی:۔ سوال تو یہی ہے کہ جن حواریوں کی طرف یہ انجیلیں منسوب ہیں انھیں نے ان کو مرتب کیا ہے یا بعض مشرکین نے از خود لکھ کر ان کی طرف منسوب کر دیا ہے اور خود عیسائیوں کا بھی اتفاق نہیں ہے کہ حواریوں نے ہی ان انجیلوں کو مرتب کیا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ خواہ حواری مرتب کریں یا کوئی رسول مرتب کریں۔ اسلام مرتب شدہ انجیلوں کا قائل نہیں ہے۔ وہ تو اس انجیل کی تعریف کرتا ہے جو براہ راست حضرت مسیحؑ کو خدا کی طرف سے بذریعہ وحی دی گئی۔ چنانچہ قرآن کہتا ہے: وَآتَيْنَاهُ الْإِنْجِيلَ ہم نے حضرت مسیحؑ کو انجیل دی خود حضرت مسیحؑ فرماتے ہیں کہ آتَانِيَ الْكِتَابَ مجھ کو خدا نے کتاب دی ہے۔ اس کے مقابلے میں آپ خود اقرار کرتے ہیں کہ انجیلوں کو حواریوں نے مرتب کیا مگر قرآن انجیل کا براہ راست خدا کی طرف سے حضرت مسیحؑ پر نازل ہونا بیان کرتا ہے۔

گفتگو یہیں تک ہونے پائی تھی کہ ازبلا کے والد صاحب (لاٹ پادری) تشریف لے آئے اور انہوں نے آتے ہی پادریوں کو مندرجہ ذیل الفاظ میں ڈانٹ بتائی۔

لاٹ پادری: تم لوگوں نے یہ کیا اکھاڑا جمایا ہے؟ کافروں سے مقدس گرجا گھر میں بیٹھ کر گفتگو کرتے ہو اور عیسائیوں کے عقائد اور ایمان کو خراب کرتے ہو۔ روزانہ میرے پاس عیسائی آ کر آپ کی ناقابلیت کا رونا روتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بہت سے مسیحی مذبذب ہو گئے ہیں۔ اور خود تمہاری لڑکی

آز بلا میں آزادی پیدا ہو گئی ہے (از بلا کی طرف دیکھ کر) لڑکی تجھ کو کس نے یہاں آنے کے لئے کہا اور تجھ کو ان مباحث سے کیا غرض ؟ تو چھپ چھپ کر قرآن کا مطالعہ کرتی ہے ۔ ہم کو تیری تمام حرکتیں معلوم ہیں۔ خیر یہ تو نادان لڑکی ہے لیکن تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ گرجا میں بیٹھ کر ان کافروں کے منہ لگتے ہو اور خداوند مسیح کی رُوح کو ناخوش کرتے ہو۔ اگر آئندہ تم نے پھر یہ حرکت کی تو میں تم کو معزول کر دوں گا"

لاٹ پادری کی اس ڈانٹ ڈپٹ سے تمام پادریوں کے حواس باختہ ہو گئے اور از بلا کا چہرہ فق ہو گیا کسی کی کیا مجال کہ وہ لاٹ پادری کو سمجھاتا۔ آخر ایک عیسائی نے جرأت کی اور لاٹ پادری صاحب کو مخاطب کر کے یوں گویا ہوا :۔

ایک پادری: میرے مقدس باپ ! آپنے جو کچھ فرمایا وہ بالکل درست ہے ۔ واقعی ان کافروں سے گفتگو کرنے میں سوائے نقصان کے اور کوئی فائدہ نہیں۔ لیکن اے باپ ! کیا آپ ہم کو تمام اسپین میں ذلیل کرنا چاہتے ہیں ؟ کیا آپ کا منشا ریہ ہے کہ اسپین میں عیسائیت کا خاتمہ ہو جائے ۔؟ خداوند یسوع مسیح کی قسم اگر اس موقع پر ہم نے ان کافروں کی روک تھام نہ کی تو ہم تمام ہسپانیہ میں شکل نہ دکھا سکیں گے میں یہ بھی عرض کر دوں کہ مسلمانوں کے اعتراضات کا ہم میں سے کوئی جواب نہ دے سکا ۔ اگر آپ میری عاجزانہ درخواست کو قبول فرمالیں تو میں یہ عرض کروں گا کہ بغیر آپ کی امداد کے مسلمانوں کے سوالات حل نہیں ہو سکتے ۔کیونکہ آج تمام اسپین میں آپ کی مقدس ذات کے سوا کوئی ایسا مسیحی خادم نہیں ہے جو اس فرض کو انجام دے سکے اور جواب دے کر کافروں کا منہ توڑ دے ۔اگر آپ نے اس وقت مسیحی دین کی حمایت نہ کی تو اے مقدس باپ ! اس کا نتیجہ ہمارے

اور مسیحی دین کے لئے خطرناک نکلے گا اور ہمارے مُبلّغ ہر جگہ ذلیل و خوار کیے
جائیں گے۔ کیا میں امید کروں کہ آپ خداوند یسوع مسیح کی امداد سے ان
مسلمانوں کے سوالات کو حل کرنے پر آمادہ ہوں گے"؟

لاٹ پادری: تم نے ان مسلمانوں کو بلا کر خود اس معاملہ کو اہم بنا لیا ہے۔ اور مجھے
افسوس ہے کہ تم لوگ مسلمانوں کے بچہ سوالات کا بھی جواب نہ دے
سکے۔ اور الٰہیات کے مسائل پڑھ پڑھ کر اور جاہل بن گئے۔ کیا یہ مسلمان
صحیح جواب پانے پر راہ راست پر آسکتے ہیں"؟

میکائیل: جی ہاں! وعدہ تو ان کا یہی ہے کہ وہ اسلام کو ترک کر کے عیسائی
مذہب اختیار کر لیں گے۔ اور اس مطلوب کی ایک تحریر بھی انہوں نے
لکھ کر ہم کو دے دی۔

لاٹ پادری: (عمر لمی سے مخاطب ہو کر) فرمایئے آپ کے سوالات کیا ہیں"؟

عمر لمی: اگر جناب اطمینان کے ساتھ میری باتوں کو سُنیں تو عرض کروں۔ آپ نے
ہم غریبوں کے ساتھ جو سلوک کیا ہے اور جس مسیحی اخلاق کا آپ نے مظاہرہ
کیا ہے اس کا تقاضہ تو یہ ہے کہ میں آپ سے کوئی بات نہ کروں مگر چونکہ
میں حق کی تلاش میں ہوں اور چاہتا ہوں کہ آپ کے وسیلہ سے ہدایت
کی روشنی حاصل کروں۔ اس لئے آپ سے گفتگو کرنے کا خواہشمند
ہوں۔ بشرطیکہ آپ اطمینان سے میری گفتگو سنیں"۔

لاٹ پادری:۔ جناب آپ ہماری تلخ گوئی سے رنجیدہ نہ ہوں۔ اگر آپ کو ہماری
باتوں سے کوئی تکلیف پہونچی ہے تو میں سب کی طرف سے معافی
چاہتا ہوں۔ بیشک آپ حق کے دلدادہ معلوم ہوتے ہیں اور یقیناً
خداوند مسیح کی ذات آپ کی دستگیری اور رہنمائی کرے گی۔ اچھا آپ

میرے مکان پر کل کسی وقت تشریف لائیں۔ وہاں اطمینان سے آپ کے شکوک وشبہات کا ازالہ کیا جائے گا (پادریوں کی طرف مخاطب ہو کر) آپ حضرات بھی ضرور آیئے تاکہ آپ کو مسلمانوں کے سوالات کے جوابات کا علم ہو جائے اور آئندہ آپ ان کو جواب دے سکیں۔ (عملی سے) بس آپ کل صبح آجایئے میرا غریب خانہ آپ کے لئے کھلا ہے"!

## چھٹا باب

# تیسری مجلس

ناظرین کرام کو یہاں یہ بھی بتادینا چاہیئے کہ لڑکی ازبلا مجالس مناظرہ کے علاوہ اس سلسلہ میں کیا کرتی رہی اور اس کا کیا شغل رہا۔ اس دوران میں ازبلا کا مشغلہ سوائے زیر بحث مسائل کے اور کچھ نہ تھا۔ مطالعۂ کتب، سیر و تفریح، سہیلیوں سے ملاقات وغیرہ سب اس مشغلہ کی نذر ہو گئی تھیں۔ عمرلمی اور پادریوں کی گفتگو سے وہ اس نیتجہ پر پہونچ گئی کہ مسلمانوں کے سوالات کا جواب پادریوں کے پاس نہیں ہے۔ غرض وہ عیسائیت کی طرف سے بالکل مذبذب ہو گئی اور کوئی دلیل اس کو اس کے عقیدے پر قائم نہ رکھ سکی۔ اس دوران میں وہ کئی دفعہ عمرلمی سے مخفی طور پر ملی اور مذہب اسلام کے متعلق معلومات حاصل کرتی رہی۔ عمرلمی اور ازبلا کے باپ (لاٹ پادری) کی گفتگو بھی اس کے مکان پر ختم ہو گئی اور اس پر ایک ماہ سے زیادہ گزر گیا۔ مگر وہ برابر تحقیق میں مشغول ہے کئی دفعہ عمرلمی کی وساطت سے اس نے قرطبہ کے قاضی اسلام زیاد بن عمرؒ سے بھی ملاقات کا شرف حاصل کیا اور اُن سے اپنی تسلی کرتی رہی۔ زیاد بن عمر اسلام کے ایک متبحر عالم ہونے کے علاوہ بڑے زاہد، عبادت گزار، شب بیدار اور خدا ترس بزرگ تھے اور اسپین کے مسلمان ان کو ولی اللہ سمجھتے تھے۔ ان سے کئی بار کی ملاقات نے ازبلا کے قلب پر خاص اثر کیا اور اس کو اسلام سے محبت ہو گئی اور اجمالی طور پر سمجھ گئی کہ اسلام دین حق ہے اور عیسائیت گمراہی اور ضلالت کا مجموعہ ہے۔

قرطبہ کے بڑے گرجا (کیتھڈرل) میں لاٹ پادری نے عمرلمی سے کہا تھا کہ تم کل میرے مکان پر آنا اور ساتھ ہی تمام پادریوں کو بھی دعوت دی تھی۔ اس لئے دوسرے دن صبح کو عمرلمی اپنے چند رفقاء اور علماء کے ہمراہ لاٹ پادری کے مکان پر پہنچ گئے۔ پادری صاحب نے ان کو بڑی عزت سے ایک خاص کمرے میں بٹھایا اور گفتگو سے پہلے فواکہات سے تواضع کی۔ اس اثناء میں ۴۰ سے زائد دیگر مسیحی علماء بھی آن پہونچے۔ تھوڑی دیر کے بعد لاٹ پادری نے عمرلمی سے یوں خطاب کیا:۔

لاٹ پادری: "مجھے معلوم ہے کہ آپ کیا سوال کریں گے لیکن میں فروعات اور طول طویل بحث میں نہیں پڑوں گا۔ میں تو دو ایک بات کرنا چاہتا ہوں تاکہ دنوں کے بجائے گھنٹوں اور گھنٹوں کے بجائے منٹوں میں نتیجہ نکل آئے۔ میرا مطلب یہ ہے کہ اسلام اور مسیحیت کو ان کی تعلیم سے پرکھا جائے جس کی تعلیم اعلیٰ ہو وہی مذہب سچا۔ کیوں ٹھیک ہے نا؟"

عمرلمی: "مجھے کسی بات میں عذر نہیں ہے۔ آپ جس معیار پر چلنا چاہیں چلیں، میں تیار ہوں۔ واقعی اسلام اور مسیحیت کی تعلیم ہی سے حق و باطل کا فیصلہ ہو سکتا ہے"

لاٹ پادری: "شاباش! شاباش! یقیناً روح القدس کی تائید تمہارے شامل حال ہے۔ اور تم بہت جلد گمراہی سے نکل کر ہدایت کی طرف آ جاؤ گے۔ اچھا تم نے میرے مقرر کردہ معیار کو تسلیم کر لیا ہے اب میں آگے چلتا ہوں۔ دیکھو مذہب میں ایک تو تفصیلات ہوتی ہیں اور دوسرے اصول یا اس کا خلاصہ۔ میں مسیحی مذہب کا خلاصہ تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں جو ایک لفظ سے زیادہ نہیں ہے اس کے مقابلہ میں تم کو بھی ایک ہی لفظ میں اسلام کا خلاصہ پیش کرنا ہوگا۔ کیا تم کو یہ منظور ہے؟"

عمر لمی:۔ آپ فرمایئے، مجھے آپ کی ہر بات منظور ہے۔

لاٹ پادری: (پادریوں کی طرف دیکھ کر) دیکھو گفتگو اس کو کہتے ہیں کہ ایک ہی لفظ میں فیصلہ ہو جائے (عمر لمی سے) اچھا سنو! مسیحی مذہب کا خلاصہ ہے "محبّت" دیکھو محبّت ایک لفظ ہے جس میں مسیحی مذہب کا خلاصہ آگیا ہے اب تم کو بھی ایک ہی لفظ میں مذہب اسلام کا خلاصہ پیش کر دینا چاہیئے۔

عمر لمی: مجھے اس بات پر فخر ہے کہ اسلام نے بھی اپنی تعلیم کا خلاصہ ایک ہی لفظ میں بتایا ہے اور جو تمام اصول اور فروع پر حاوی ہے۔ اسلامی تعلیم و احکام کا خلاصہ ہے۔ "توحید"۔

لاٹ پادری: اگر اسلامی تعلیم کا خلاصہ توحید ہے تو محبّت اس سے خارج ہو گئی نیز توحید کو تو ہم بھی اپنے مذہب کا خلاصہ کہتے ہیں"؟

عمر لمی: اگر توحید آپ کے مذہب کا خلاصہ ہے تو آپ کو یہی پیش کرنا چاہیئے تھا، آپ نے توحید کی بجائے "محبّت" کو عیسوی مذہب کا خلاصہ کیوں بتایا؟ رہا یہ کہنا کہ توحید کو مذہب کا خلاصہ تسلیم کرنے سے محبت خارج ہو جاتی ہے، غلط ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ محبّت پیدا ہی ہوتی ہے توحید سے۔ اگر توحید کو اس کی شرائط کے ساتھ تسلیم نہ کیا جائے تو محبّت بے معنی چیز رہ جاتی ہے صرف محبّت کو خلاصہ مذہب قرار دینے کے معنی یہ ہیں کہ توحید کا بالکل انکار کر دیا جائے یا اس کو مذہب کا خلاصہ قرار نہ دیا جائے۔

لاٹ پادری: بات یہ ہے کہ محبت ہی سے توحید پیدا ہوتی ہے نہ کہ توحید سے محبّت!

عمر لمی: یہ آپ کی بالکل الٹی منطق ہے۔ اگر محبّت سے توحید پیدا ہوتی ہے تو معلوم ہوا کہ محبت ایک بے معنی لفظ ہے کیونکہ بغیر توحید کے یعنی بغیر خدا کی معرفت کے جو محبّت پیدا ہوگی اس میں خدا کی محبّت تو شامل نہ ہوگی۔

کیونکہ خدا کی محبّت موقوف ہے اس کی معرفت پر اور حقیقی معرفت کا نام ہی توحید ہے۔ لہٰذا خالی خولی محبت سے خدا کی محبّت ہرگز ثابت نہیں ہو سکتی"۔

لاٹ پادری: آپ نے طول طویل گفتگو شروع کر دی میرا مطلب تو یہ ہے کہ اسلام میں محبّت کا کوئی درجہ نہیں"۔

عمر لمی: "آپ غلط فرماتے ہیں اگر اسلام میں محبّت کا کوئی درجہ نہیں تو سمجھو کہ دنیا میں محبّت ہے ہی نہیں۔ ہاں یہ سچ ہے کہ عیسائی مذہب میں محبّت کا نام و نشان بھی نہیں ہے صرف زبانی محبّت، محبّت کا دعویٰ ہے لیکن اس کا نہ تو کوئی معیار ہے اور نہ ثبوت"۔

لاٹ پادری: دیکھئے ہماری آسمانی کتابوں کا مشہور مقولہ ہے کہ خدا محبت ہے کیا یہ محبت کا ثبوت نہیں۔

عمر لمی: یہ سب زبانی جمع خرچ ہے۔ جب تک محبّت کا کوئی معیار مقرر نہ کر دیا جائے اس وقت تک محبّت کے نظریہ کو تسلیم نہیں کیا جا سکتا"۔

لاٹ پادری: وہ معیار ذرا آپ ہی بیان فرمایئے؟ کیا ہماری کتابوں میں خدا کو باپ نہیں کہا گیا؟ کیا باپ کو اولاد کی محبّت نہیں ہوتی۔؟

عمر لمی: بات یہ ہے کہ محبّت، محبّت کہنے سے کچھ نہیں بنتا جب تک کہ اس کی کل شرائط پوری نہ ہو جائیں۔ اگر کسی شخص کو کسی سے محبّت ہے تو جبتک مصائب اٹھا کر اور اپنی جان و مال کی قربانی کر کے وہ اپنی محبت کا ثبوت پیش نہ کرے گا۔ اس وقت تک اس کو محبّ صادق نہیں کہا جا سکتا۔

اس لئے اسلام نے محبّت کا معیار اطاعت اور پیروی کو قرار دیا ہے، جو جانی و مالی قربانی کا دوسرا نام ہے۔ قرآن مجید میں خدا تعالیٰ نے فرمایا، قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔

اے نبی کہہ دو کہ اگر تم کو خدا کی محبت کا دعویٰ ہے تو میری اتباع کرو۔ اس امتحان میں پورا اترنے کے بعد خدا تم سے محبّت کرے گا۔ پس اس آیت نے

محبت کا ایک معیار قرار دے دیا ہے جس نے جھوٹی اور سچی محبت کا فرق واضح کر دیا۔ لیکن آپ کے ہاں محبت کا کوئی معیار ہی نہیں۔ ہر بوالہوس اٹھ کر کہہ سکتا ہے کہ مجھے خدا سے محبت ہے۔"

لاٹ پادری: آپ نے پھر وہی لمبی چوڑی بحث شروع کر دی۔ میں چاہتا ہوں کہ ہر بات مختصر اور جامع ہو اور اس کا دو ٹوک فیصلہ ہو جائے! اچھا بتایئے کہ آپ کی کتاب میں بھی خدا کو باپ کہا گیا ہے جو محبت کا اعلیٰ مقام ہے؟ پس اسی پر فیصلہ ہو جائے گا۔

عمر لمی: اگر اسلام خدا کے لئے "باپ" یا "آب" (اب کے معنی باپ) کا لفظ استعمال کرتا تو اس کی تعلیم کے نقص پر یہ سب سے بڑی دلیل ہوتی۔ اسلام نے اس گمراہ کن لفظ کو سرے سے اللہ کے لئے استعمال ہی نہیں کیا، البتہ اس کے مقابلہ میں وہ لفظ استعمال فرمائے "جو باپ" کے مفہوم سے بدرجہا اعلیٰ مفہوم رکھتے ہیں"

لاٹ پادری: تم بڑے گستاخ ہو لفظ "باپ" کو گمراہ کن کہتے ہو۔؟ اچھا جلد بتاؤ کہ باپ کے مقابلہ میں اسلام نے خدا کے لئے کون سا بہتر لفظ استعمال کیا ہے (یہاں لاٹ پادری صاحب کی گردن کی رگیں مارے غصہ کے پھول گئیں اور منہ میں جھاگ آنے شروع ہو گئے)

عمر لمی: خفا ہونے کی کوئی بات نہیں۔ خدا کے لئے لفظ باپ کو میں نے اس لئے گمراہ کن کہا کہ اس لفظ نے شرک کی بنیاد ڈال دی اور لوگوں نے خدا کیلئے بیٹے تجویز کر لیے۔ آپ بھی تو حضرت مسیحؑ کو خدا مانتے ہیں نا؟ رہا لفظ "باپ" کے مقابلہ میں کوئی بہتر لفظ جس کو اسلام نے خدا کے لئے استعمال کیا ہے تو لیجئے وہ لفظ "رب" ہے۔ رب کے معنی ہیں اس ذات کے جو ابتدا سے

لے کر انتہا تک تربیت کرتا ہے۔ اور اس کی تربیت کبھی ختم نہیں ہوتی بس اسلام نے خدا کے لئے لفظ رب استعمال کر کے یہ بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی حال میں بھی تربیت کا تعلق منقطع نہیں کرتا لیکن لفظ باپ یا اَبْ میں یہ خرابی ہے کہ باپ ایک زمانہ تک اپنے بچہ کی تربیت کرتا ہے پھر وہ اس سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ باپ اختیاری امور میں بچہ کی تربیت کرتا ہے۔ بے لبسی کی حالت میں اس کی تربیت کام نہیں دیتی مثلاً اگر بچہ بیمار پڑ جائے تو باپ اس کی بیماری کو دور نہیں کر سکتا لیکن خدائے تعالیٰ کی تربیت میں یہ بات نہیں وہ ہر چیز پر قادر ہے اور اس کو کوئی چیز عاجز کرنے والی نہیں ہے۔ اس لئے وہ ہر اعتبار سے دائمی تربیت فرماتا ہے۔ بس ثابت ہوا کہ اَبْ (یعنی باپ) کے مقابلہ میں رب (یعنی پالنہار) خدا کی شان کے شایان ہے۔ دوسرے لفظ رَبْ خدا کی توحید کا مظہر ہے اور اَبْ (یعنی باپ) دنیا میں شرک کا سرچشمہ ہے“۔

لاٹ پادری: رب کے جو اثرات آپ نے بتائے ہیں اُن کا تو دنیا میں کوئی ثبوت نہیں ملتا لیکن باپ کی محبت کے مشاہدہ سے آپ انکار نہیں کر سکتے پھر بھلا ایسے بے معنیٰ لفظ کو کون تسلیم کر سکتا ہے جس کا دنیا میں کوئی ثبوت نہ ہو؟ کیا باپ کی محبت کے اثرات سے آپ انکار کر سکتے ہیں“۔؟

عمر لمی: افسوس ہے کہ کفارہ کے عقیدہ نے آپ لوگوں کی عقلوں پر پردہ ڈال دیا ہے ورنہ آپ ایسا نہ فرماتے۔ ہم روزانہ دیکھتے ہیں کہ انسان ماں کے پیٹ میں پرورش پاتا ہے۔ حالت طفلی، جوانی اور بڑھاپے میں بھی اس کی تربیت ہوتی رہتی ہے گویا ابتدا سے لے کر انتہا تک اس کی تربیت ہوتی ہے۔ کیا یہ کام رَبْ کا نہیں ہے؟ اور کیا آپ اس کا روزانہ مشاہدہ

نہیں کرتے"؟

لاٹ پادری: انجیل مقدس میں آتا ہے کہ خدا باپ نے جہاں والوں سے ایسی محبت کی کہ اس نے اپنا اکلوتا بیٹا انسانوں کے لئے قربان کر دیا۔ اس سے بڑھ کر محبت کا اور کیا ثبوت ہوگا کہ باپ اپنی محبوب ترین چیز کو محبت کی خاطر قربان کر دے"

عمر لمی: انجیل کے اس بیان سے ہی آپ کے دعوے کی تردید ہو جاتی ہے یعنی آپ کے نزدیک باپ وہ ہے جو اپنے معصوم اور بے گناہ بچّہ کو ناپاک اور گنہگار انسانوں کی خاطر ذبح کر ڈالے؟ گویا باپ کی محبت اس طرح ظاہر ہوئی کہ اس نے اپنے معصوم بچّہ ہی کو ذبح کرا دیا مگر رب ایسا نہیں ہے۔ رب تو وہ ہے جو کسی پر ظلم نہیں کرتا، بلکہ ظلم کرنے والے ہی کو سزا دیتا ہے۔ جیسا کہ قرآن حکیم نے فرمایا: لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی "کوئی شخص کسی دوسرے شخص کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ لیکن آپ کے باپ نے اپنے ہی بچہ کو ذبح کر ڈالا۔ اگر یہ کوئی محبّت ہے کہ معصوم اور بے گناہ بچّہ کو سولی پر چڑھا کر مار ڈالا جائے تو ایسی محبت اور ایسے باپ کو ہمارا سلام ہے"۔

لاٹ پادری: دوسرے پادریوں کی طرف مخاطب ہو کر) میں تو سمجھا تھا کہ واقعی یہ شخص خداوند یسوع مسیح کی طرف رجوع کرنا چاہتا ہے مگر اب معلوم ہوا کہ یہ تو سخت کافر ہے۔ میں نے اب تک جتنی باتیں کیں وہ سب خاص معرکے کی باتیں تھیں مگر یہ لوگ ان کو کیا سمجھیں (عمر لمی سے) آپ کا دل تو سیاہ ہو گیا ہے۔ خداوند یسوع مسیح تم کو قبول کرنا نہیں چاہتے۔ اچھا اب تم یہاں سے چلے جاؤ، تم کو مجھ سے کوئی واسطہ نہیں خواہ مخواہ پریشان کرنے کے لئے آگئے۔ (پادریوں سے) آپ بھی ان لوگوں سے اب کوئی تعلق نہ رکھیں۔ تم نے دیکھا کہ کیسے ضدی اور ہٹ دھرم لوگ ہیں۔ ایک بات بھی مان کر نہیں دیتے۔

عمر لمی: مگر جناب........"

لاٹ پادری: پس خاموش رہو معلوم ہو گیا تمہارا کیا ارادہ ہے اور تم کس مقصد کے لئے ہم سے گفتگو کرتے ہو۔ یہ کہہ کر لاٹ پادری صاحب اپنے مسیحی اخلاق کا ثبوت دیتے ہوئے بالائی کمرہ میں چلے گئے اور عمر لمی اور دیگر علماء "نَصْرٌ مِّنَ اللّٰہِ وَفَتْحٌ قَرِیْبٌ" کا نعرہ لگاتے ہوئے باہر نکل آئے۔

عمر لمی اور دیگر علمائے اسلام لاٹ پادری کے مکان سے نکل کر اور حق کی فتح کا نعرہ لگاتے ہوئے اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔ چونکہ لڑکی ازبلا لاٹ پادری صاحب کی بیٹی تھی اس لئے نہایت خاموشی کے ساتھ وہ طرفین کی گفتگو سنتی رہی۔ اس کے ہمراہ اس کی سہیلیاں اور دیگر معزز مسیحی خواتین بھی اس گفتگو سے لطف اندوز ہو رہی تھیں۔ شام کے وقت جب سہیلیوں کا دوبارہ اجتماع ہوا تو انہوں نے صبح کی گفتگو پر اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اس آخری گفتگو کو سن کر ازبلا کا رہا سہا عقیدہ بھی ختم ہو گیا۔ اور وہ اچھی طرح سمجھ گئی کہ عیسائیت محض ایک ڈھونگ ہے جس کی نہ کوئی بنیاد ہے اور نہ اصول۔ پہلی مجلسوں میں تو وہ خیال کرتی رہی کہ میکائیل اور پطرس وغیرہ ناقابل ہیں اور میرے والد (لاٹ پادری) مسیحی دین کی حقیقت سے خوب واقف ہیں اس لئے اگر ان سے کوئی جواب نہیں پڑتا تو والد محترم تو ان کا منہ توڑ جواب دیں گے لیکن جب اس آخری گفتگو کو اس نے سنا تو بالکل ناامید ہو گئی اور اس کو یہ فیصلہ کر لینا پڑا کہ عیسائی مذہب کی بنیاد مکڑی کے جالے کی طرح کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔

اس واقعہ کو ایک ماہ سے زائد ہو چکا ہے۔ ازبلا کے عقائد میں زبردست انقلاب پیدا ہو گیا ہے۔ اب وہ خفیہ طریق پر عمر لمی اور ان کی وساطت سے دیگر علماء، زیاد اور قرطبہ کے اساطین علم و فضل سے ملاقات کر چکی ہے۔ قرآن کریم کا

وہ اب بہت زیادہ مطالعہ کرنے لگی ہے اور اس کے دل پر اسلام کی صداقت نقش ہوتی جارہی ہے۔ اب وہ قرآن کریم اور انجیل کا مطالعہ اس نظر سے کرتی ہے کہ صداقت کی حامل کون سی کتاب ہے اور کون سی کتاب اوہام پرستی کا مجموعہ ہے۔ اس نے توحید، نبوت، قرآن، نجات، کفارہ، شفاعت اور حقیقت گناہ، انسانی اعمال، اور اس کے نتائج پر اپنی عقل و سمجھ کے مطابق کافی غور کرلیا ہے غرض اب وہ عیسائیت کی حلقہ بگوش نہیں رہی، بلکہ وہ آستانۂ اسلام پر سر جھکا چکی ہے لیکن کبھی کبھی اس کو یہ خیال بھی آجاتا ہے کہ میں جس مذہب کو بچپن سے مانتی آئی ہوں اس کو کس طرح چھوڑوں۔ اسلام قبول کرنے کے بعد خبر نہیں کیا کیا افتاد پڑے، کیسے کیسے مصائب پیش آئیں، ماں، باپ، رشتہ دار اور بھائی بہنوں کو چھوڑنا پڑے گا لیکن میری زندگی کیسے گذریگی؟ پھر خود ہی کہتی کہ حق کی خاطر تو مصائب برداشت کرنا ہی پڑیں گے۔ اگر میں حق کو پہچان کر کر اس کا اعلان نہ کروں اور اس کا اقرار نہ کروں تو میں خدا کی نظر میں مجرم ٹھہرونگی۔

ایک روز عمر لمی کو ازبلا کی اس پریشانی کا حال معلوم ہوا تو انہوں نے خفیہ طریقہ سے کہلا بھیجا کہ وہ قرآن حکیم کی اس آیت کو صبح اور شام دس دس بار پڑھ لیا کرے اور قرآن مجید کا مطالعہ جاری رکھے۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہ پریشانی جلد رفع ہو جائیگی۔ آیت یہ ہے: رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّ اجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا۔ اے میرے رب مجھے سچائی کے ساتھ داخل کر اور سچائی کے ساتھ نکال اور اپنی سرکار سے مجھے پختگی عنایت کر اور میری دستگیری فرما۔

چنانچہ ازبلا نے ایسا ہی کیا اور روزانہ صبح و شام اس آیت کریمہ کا ورد کرتی رہی اس آیت کی تلاوت سے اسے محسوس ہوا کہ کوئی غیبی طاقت اس کے قلب اور دماغ کو مطمئن کررہی ہے اور اس کے دل کا خوف زائل ہو رہا ہے اس فوری اثر سے اس کے ایمان کو اور زیادہ تقویت حاصل ہوئی وہ قرآن کریم اور اسلام کی اور بھی زیادہ دلدادہ ہوگئی۔

ساتواں باب

# اہل اللہ کی مجلس

جس زمانہ کا ہم واقعہ بیان کر رہے ہیں اس وقت مسلمانوں نے تمام اسپین میں مدرسے اور مسجدیں تعمیر کرنی شروع کر دی تھیں، اسلام کے بڑے بڑے علما اور فقہا اسپین کی سرزمین میں آ گئے تھے۔ خاص قرطبہ میں درس و تدریس کا سلسلہ جاری ہو گیا تھا۔ زیاد بن عمر ایک بہت بڑے محدث، فلسفی اور مفسر تھے اور ساتھ ہی عبادت و ریاضت میں یکتائے زمانہ تھے۔ ان کی دیانتداری، پاکبازی اور بے ریا عبادت کی وجہ سے تمام قرطبہ ان کا عاشق تھا۔ دن کو آپ درس و تدریس میں مشغول رہتے اور رات کو ان کے مکان پر علما اور عمال حکومت کا جمگھٹا لگا رہتا۔ آپ کا مکان جامع قرطبہ سے ملحق تھا۔ اس لئے نماز عشاء سے فارغ ہوتے ہی تمام علم دوست ان کے مکان پر آ جاتے تھے۔

ایک روز یہ صحبت گرم تھی اور اتفاق سے بڑے بڑے علما اور شعراء حاضر تھے کہ اتنے میں حضرت شیخ زیاد بن عمر تشریف لائے انھیں دیکھ کر تمام لوگ سروقد کھڑے ہو گئے اور بیٹھنے کے بعد آپ نے تمام لوگوں کی خیریت پوچھی اور عُمر لمی سے مخاطب ہو کر فرمایا:

زیاد بن عمر: بھئی! تمہاری کوششوں کو خدا بار آور کرے۔ تم نے کفر کے گھر میں گھس گھس کر حق کا پیغام پہونچایا اور کفار کو شکست دی۔ بہرحال تم نے اتمام حجت کر دی۔"

عمر لمی: "حضرت! یہ سب جناب کی دُعا اور توجہ کا اثر ہے ورنہ میں تو ایک معمولی اور

کمزور مسلمان ہوں آپ کی دُعا سے آزبلا دل سے مسلمان ہوگئی ہے۔ چونکہ وہ آپ سے ملاقات کی خواہش مند تھی اس لئے وہ آج آپ سے شرف ملاقات کرنے کے لئے آگئی ہے"۔

زیاد بن عمر:" ہیں! کیا آزبلا یہاں موجود ہیں"؟

عمر لخمی: جی ہاں! برابر والے مکان میں اُن کو ٹھہرا دیا گیا ہے۔ اگر اجازت ہو تو حاضر خدمت کیا جائے۔

زیاد بن عمر:" ہاں ہاں! بیشک جب وہ ملاقات کے لئے آئی ہیں تو انھیں بلا لو"۔

اسد: (حاضرین میں سے ایک شخص) واللہ یا سیدی! یہ بڑا کام ہوا ہے اور تمام قرطبہ کے عیسائیوں میں ہلچل مچ گئی ہے۔ مگر کیا صرف آزبلا ہی اسلام کیطرف مائل ہوئی ہیں یا اُن کے ساتھ اور بھی ہیں"؟

عمر لخمی: اس امر کے متعلق آزبلا آپ کو خود بتائیں گی"۔

دوسرا شخص: میں نے سُنا ہے کہ عیسائی آزبلا کو قتل کرنا چاہتے ہیں۔

عمر لخمی: آزبلا نے اب تک بڑی رازداری سے کام لیا ہے، اور سوائے شبہ کے کسی شخص کو یقین نہیں کہ وہ مسلمان ہوگئی یا ہونے کا ارادہ ہے۔ پھر قتل کرنے کے معنی سمجھ میں نہیں آتے"۔

زیاد بن عمر:" اچھا اب آزبلا کو بلا لو۔ ان کی زبان سے یہ دلچسپ داستان اچھی معلوم ہوگی (تھوڑی دیر بعد آزبلا مجلس میں آجاتی ہے۔ اور زیاد بن عمر کو گاؤ تکیے سے لگا دیکھ کر اشارہ سے سلام کرکے کونے میں بیٹھ جاتی ہے۔ اور تمام حاضرین اس کو اس کی ہمت و جرأت پر مبارک باد دیتے ہیں۔)

زیاد بن عمر:" بیٹی آزبلا! میں تمہاری حق پرستی پر تم کو مبارک باد دیتا ہوں کہ خدا نے تم کو کفر کی تاریکی سے نکال کر اسلام کی دولت سے نوازا۔ اور تثلیث کے گورکھ دھندے

سے نکال کر توحید کے صاف راستہ پر تمہارا قدم جمایا۔ بیٹی! یہ بڑا پُرخطر راستہ ہے اور اس میں ثابت قدم رہنا بڑے بہادر انسان کا کام ہے لیکن جن لوگوں کے دلوں میں اسلام اپنا آشیانہ بنالیتا ہے اُن کے سامنے بڑی سے بڑی تکلیف بھی دنیا کی کوئی حیثیت نہیں رکھتی اور خدا ان کی رہنمائی کرتا ہے"۔

ازبلا: "مقدس باپ.........."۔

زیاد بن عمر: بیٹی! یہ الفاظ اب تم کو ترک کرنا پڑیں گے۔ اسلام میں پاپائیت نہیں ہے اسلام نے علماء کو وہ درجہ نہیں دیا جو عیسائیت نے پادریوں کو دیا ہے یہاں تو کامل مساوات ہے اور علماء کا صرف اتنا ہی فرض ہے وہ کتاب حکیم اور سنت نبوی کے مُطابق مسلمانوں کی رہنمائی کرتے رہیں اور مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اس معاملہ میں علماء کی پیروی کریں نہ یہ کہ ان کو خدا بنالیں یا سفید وسیاہ کا مالک بنادیں"۔

ازبلا (شرماکر) اب آپ ہی مجھے تلقین فرمائیے کہ میں آپ کو اور دیگر پیشوایانِ اسلام کو کن الفاظ والقاب سے یاد کروں"۔

زیاد بن عمر: "بیٹی! ہمارے اور دیگر مسلمانوں کے لئے "اے بھائی" (یا اخی) کے لفظ سے خطاب کیا کرو۔ اگر اس سے زائد کچھ کہنا چاہو تو یا سیّدی کہہ دیا کرو"۔

ازبلا: "بہت اچھا! آئندہ میں آپ کے ہر حکم کی تعمیل کروں گی یا سیّدی! یہ اللہ تعالےٰ کا فضل وکرم ہے کہ اس نے اپنی اس کنیز[1] کو حق وصداقت کا راستہ دکھایا۔ اور تثلیث وصلیب پرستی کی لعنت سے چھڑایا۔ اس ھدایت کا وسیلہ یہ میرے روحانی استاد اور مربی عمر لخمی ہیں جنھوں نے قرطبہ کے تمام پادریوں کو انکے

---

[1] یعنی لونڈی۔

گھروں میں جا جا کر تبلیغ کی اور ان کے ذریعہ میرے کانوں نے سچائی اور حقیقت کو سُنا میرا دل ان کو دُعا دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ عمر لمی کو دین و دنیا کی نعمتوں سے مالا مال کرے اور آپ کی دُعا سے میری زندگی اور موت اسلام پر ہو" (اس پر تمام مجمع نے آمین کہی)

زیاد بن عمر: "بیٹی! اللہ تعالیٰ تم سے کوئی بڑی خدمت لینا چاہتا ہے۔ اور یقیناً تمہاری ذات سے مسلمانوں کو بہت زیادہ فائدہ پہونچے گا۔ یہ تو بتاؤ کہ تم نے کسی اور خاتون کو بھی اپنا ہمراز اور ہم عقیدہ بنایا"؟

ازبلا: "جی ہاں یا سیدی! میری چار سہیلیاں اور ہیں جو عیسوی مذہب سے برگشتہ ہو گئی ہیں اور اسلام کی طرف ان کا میلان ہے۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ کل یا پرسوں ان کو بھی اپنے ہمراہ لاؤں گی تاکہ وہ یہاں آکر آپ سے فیض حاصل کریں اور ان کے دلوں میں اسلام کے متعلق جو شکوک باقی رہ گئے ہیں وہ بھی دور ہو جائیں"۔

عمر لمی: "میری بہن! وہ آپ کی کون سی سہیلیاں ہیں۔ واللہ ہم کو تو پتہ بھی نہیں اور نہ آپ نے ان کا کوئی تذکرہ کیا"۔

ازبلا: "الہیات میں جو میرے استاد میکائیل ہیں ایک تو انہی کی صاحبزادی ہیں اور تین سہیلیاں اور ہیں۔ یہ سب کی سب مباحثوں میں برابر شریک ہوتی رہی ہیں"۔

عمر لمی: "کیا وہ واقعی دل سے مسلمان ہو چکی ہیں اور عیسائیت کی خامیوں کو انہوں نے تسلیم کر لیا ہے"؟

ازبلا: "عیسائیت کی خامیاں تو ان سب پر اچھی طرح ظاہر ہو چکی ہیں۔ اور اسلام کی حقانیت کا بھی دل سے اعتراف کرتی ہیں۔ مگر ابھی اتنی جرأت نہیں کہ وہ اپنے موروثی مذہب کو چھوڑ کر اسلام کی حقانیت کا اعلان کر دیں"۔

زیاد بن عمر: "خیر اللہ تعالیٰ ان میں اس بات کی بھی جرأت پیدا کردے گا جس کی تم متمنی ہو۔ ہم بھی اُن کے لئے خدا سے دُعا کریں گے"۔

عمر لخمی: "میکائیل کی صاحبزادی کو بھی کسی روز یہاں لے آئیں تا کہ ان کے شبہات کو بھی دُور کر دیا جائے"۔

ازبلا: "بس کل یا پرسوں ضرور اپنے ہمراہ لاؤں گی۔ اور اگر یہ چاروں لڑکیاں میرے ہمراہ نہ آئیں تو میرانو (میکائیل کی لڑکی کا نام) کو تو ضرور اپنے ہمراہ لاؤں گی"۔

زیاد بن عمر: "بیٹی ایس تم سے پھر کہتا ہوں کہ تمام شبہات کو دور کر کے اسلام قبول کرنا، کسی لالچ یا فریب میں آکر ہرگز ہرگز مسلمان نہ ہونا۔ اس لئے کہ اسلام تو خلوص چاہتا ہے اور قرآن حکیم کہتا ہے کہ ایک مسلمان کی زندگی اور موت، عبادت و ریاضت، نشست و برخاست، سونا اور جاگنا، غرض ہر چیز اللہ کے لئے ہو۔ اور اسی کی خوشنودی اور رضامندی ہماری زندگی کا نصب العین ہو۔

ازبلا: "یا سیدی! میں اللہ تعالیٰ کو گواہ کر کے کہتی ہوں کسی لالچ اور طمع سے اسلام کے استانہ پر نہیں آئی اور نہ میرا منشا حصول دولت اور جاہ و حشمت ہے آج تمام قرطبہ بلکہ تمام اسپین میں میرے والد کو جو عزت حاصل ہے وہ آپ بھی جانتے ہیں"۔

زیاد بن عمر: "جزاک اللہ! اللہ تعالیٰ تم کو استقامت بخشے اور تم پر اپنی رحمتیں نازل کرے"۔

عمر لخمی: "اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے کہ جس کو قبول کرنے کے بعد انسان پر خدا کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور اس کے تمام گناہ بخش دیے جاتے ہیں"۔

ازبلا: (مسکرا کر) میرے تمام گناہ تو ہفتہ وار ہمارے قرطبہ کے پادری صاحب جو محکمۂ احتساب (انکویزیشن) کے انچارج ہیں معاف کر دیتے ہیں۔ اس لئے میں (سر جھکا کر) معصوم اور بے گناہ پہلے ہی سے ہوں"۔

زیاد بن عمر: "یہ محکمۂ احتساب کیا بلا ہے؟ اور پادری صاحب کا گناہوں کو بخش دینا کیا معنی رکھتا ہے؟ کیا آپ کے ہاں انسان بھی گناہ بخش دیا کرتے ہیں؟"

ازبلا: "(شرم وندامت کے ساتھ) یا سیدی! یہ داستان بڑی دلچسپ ہے اور شاید آپ لوگوں کے لئے بالکل نئی ہو۔ کیونکہ آپ کو عیسائی مذہب کے اندرونی حالات سے واقفیت نہیں ہے۔"

زیاد بن عمر: کیا ہم کو ان واقعات اور معاملات سے آپ مطلع کریں گی؟ اس قسم کے دلچسپ معاملات تو ضرور سننا چاہئیں۔ اور آپ سے بہتر ان کو کون بیان کر سکتا ہے۔"

ازبلا: "یا سیدی! عیسائیوں میں یہ قاعدہ ہے کہ ہر عیسائی ہر ہفتہ گرجا میں حضرت مسیح علیہ السلام کی قربان گاہ کے سامنے بڑے پادری کے رو برو اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہے۔ اور پادری صاحب اس کے گناہوں کو معاف کر دیتے ہیں کیونکہ مسیحی مذہب کے مطابق بڑے پادری کو گناہوں کے بخشنے کا اختیار ہے کیونکہ وہ حضرت پطرس کا جانشین سمجھا جاتا ہے۔"

زیاد بن عمر: استغفر اللہ! لاحول ولا قوۃ الا باللہ! کیا انسان بھی خدا کے سوا گناہوں کو معاف کر سکتا ہے۔ اہا! اسی وجہ سے قرآن حکیم نے عیسائیوں کو یہ الزام دیا ہے کہ: عیسائیوں نے اپنے احبار اور رہبان کو خدا کے سوا اپنا رب بنا رکھا ہے۔ (حیرت سے) کیا پادری تمام گناہوں کے بخشنے کا اختیار رکھتے ہیں"؟

ازبلا: "جی ہاں! بشرطیکہ گناہوں کی معافی کا خواہشمند اپنے تمام خفیہ اور علانیہ گناہوں کا پادری صاحب کے سامنے اقرار کرے۔ اگر اس نے کوئی بات چھپالی تو اس کی معافی نہیں ہے۔"

آٹھواں باب

# پردے کی باتیں

گفتگو کے دوران میں ازبلا کے بعد عمرلمی نے کہا:

عمرلمی: تو گناہوں کی معافی کے لئے ہر قسم کی سیاہ کاریوں کو بیان کرنا پڑتا ہوگا۔
اچھا آپ کس طریقہ سے معافی طلب کیا کرتی تھیں"؟

ازبلا: (شرم سے نیچی نگاہ کرکے) ہر شخص کو ایک معینہ تاریخ پر قرطبہ کے بڑے گرجا میں جہاں آپ کا اور میکائیل اور پطرس کا مباحثہ ہوا تھا) حاضر ہونا پڑتا ہے۔ اور ............"

عمرلمی "کیا لڑکیوں کو بھی حاضر ہونا پڑتا ہے"

ازبلا: جی ہاں! ہر بالغ لڑکی اور لڑکا وہاں حاضر کیا جاتا ہے اور پادری صاحب ایک ایک سے دریافت کرتے ہیں کہ اس نے اس ہفتہ کون کون سے گناہ کیے ہیں۔ بیان اور اقرار کرنے کے بعد پادری صاحب سر پر ہاتھ پھیر کر فرماتے ہیں کہ "جاؤ خداوند یسوع مسیح کی برکت سے تمہارے تمام گناہ معاف ہوئے"

عمرلمی: ہر شخص سے خلوت میں دریافت کیا جاتا ہے یا سب کے سامنے"؟

ازبلا: "ہر شخص سے اگر گناہ کا اقرار علیحدہ کرایا جاتا تو یہ رسم اتنی شرمناک نہ ہوتی۔ مگر وہاں تو ہر شخص سے تمام لوگوں کے سامنے اقرار کرایا جاتا اور گناہوں کی معافی کا پروانہ دیا جاتا ہے"

عمرلمی: "استغفر اللہ! یعنی کنوارے لڑکے اور لڑکیوں کے سامنے"؟

ازبلا: جی ہاں! اور یوں کہتے (شرم سے سر جھکا کر) کہ کنوارے لڑکوں اور لڑکیوں سے بھی سب لوگوں کے روبرو، ان کے گناہوں کا اقرار کرایا جاتا ہے اور سب سنتے ہیں!

عمرلحمی: الٰہی توبہ! گناہوں کے اقرار میں تو بڑی بڑی شرمناک باتیں بھی ظاہر ہوتی ہونگی۔ فرض کرو کہ کسی شخص نے چوری کا ارتکاب کیا تو اس کو عام لوگوں کے سامنے اقرار کرنا ہوتا ہوگا"۔

ازبلا: ایک بات کیا ہر بڑے سے بُرے فعل کا علانیہ اقرار کرنا پڑتا ہے۔ اگر کوئی شخص اقرار نہ کرے اور معاملہ کو چھپا جائے تو پھر اس کے گناہ معاف نہیں ہوتے اور وہ جہنم کا وارث ہو جاتا ہے"۔

عمرلحمی: تو اس طریقہ سے کنوارے لڑکوں اور لڑکیوں کے اخلاق پر تو بہت ہی بُرا اثر پڑتا ہوگا"؟

ازبلا: کیوں نہیں؟ مگر رومن کیتھولک عیسائیوں کے ہاں تو گناہوں کو کوئی اہمیت نہیں دی جاتی۔ کیونکہ گناہوں کی معافی کا طریقہ بہت سہل ہے۔ جس نے لوگوں کو گناہ کرنے پر اور دلیر کر دیا ہے"۔

ایک شخص: (مجلس میں سے) عام لوگوں کے گناہوں کو تو پادری صاحب معاف کر دیتے ہیں۔ لیکن اگر خود پادری صاحب کسی گناہ کا ارتکاب کر بیٹھیں تو ان کے گناہوں کو کون معاف کرتا ہے"۔

زیاد بن عمر: (مسکرا کر) شاید پادری صاحبان گناہ کرتے ہی نہیں"!

اس کے بعد حضرت زیاد بن عمر مجلس کو چھوڑ کر بالاخانہ میں تشریف لے جاتے ہیں اور یاد الٰہی اور ذکر و اذکار میں مشغول ہو جاتے ہیں۔

ازبلا: (آنکھیں نیچی کر کے اور شرم و ندامت کے ساتھ) آپ کو کیا معلوم کہ ہمارے

پیشوا خصوصاً رہبان کیا کیا گل کھلاتے ہیں اور ان کی زندگی کس قدر معصیت اور گناہوں سے پُر ہوتی ہے"

عمرلمی: اچھا! کیا پیشوایان مذہب کی زندگیاں عام لوگوں کی زندگیوں سے بھی زیادہ خراب ہوتی ہیں؟ ازبلا تم کیا کہہ رہی ہو دیکھو مسلمان ہونے کے یہ معنیٰ نہیں کہ تم کسی پر غلط الزام لگاؤ۔ قرآن حکیم میں بہتان لگانے کی سزا بڑی سخت ہے"

ازبلا: جی ہاں! بیشک آپ کو یہی خیال کرنا چاہیئے۔ کیونکہ آپ راہبانہ زندگی کی سیاہ کاریوں سے واقف نہیں ہیں اور چونکہ آپ ان سیاہ کاریوں کا تصور بھی نہیں کر سکتے اس لئے آپ میرے بیان کی تکذیب کریں یا اس کو باور نہ کریں تو اس میں آپ کا کوئی قصور نہیں ہے"

عمرلمی: "کیا واقعی ایسی ہی بات ہے؟ اگر ہے تو تفصیل سے بیان کرو"

مجلس کے تمام حاضرین نے ازبلا سے درخواست کی کہ وہ عیسوی مذہب کے ان خفیہ حالات پر ضرور روشنی ڈالیں تاکہ اسلام کی بے بہا نعمتوں کے اندازہ کرنے کا ہمیں موقعہ ملے"

ازبلا: "آپ جانتے ہیں کہ عیسائی مذہب میں ترکِ دُنیا اور رہبانیت کی زندگی پر بہت زور دیا گیا ہے۔ اسی وجہ سے ہمارے اکثر پادری راہب یا تارک الدنیا ہوتے ہیں۔ وہ حصول نجات کے خیال سے بڑی بڑی مشقتیں جھیلتے ہیں۔ اور طرح طرح سے اپنے جسموں کو آزار پہونچاتے ہیں۔ اسی طرح عیسائی عورتیں بھی راہبہ یا نن بن جاتی ہیں (نن اُن عورتوں کو کہتے ہیں جو حضرت مریمؑ کے نقش قدم پر چل کر ہمیشہ کیلئے تجرّد کی زندگی بسر کریں) لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ راہب اور راہبہ اپنی عصمت کو محفوظ نہیں رکھ سکتے

راہب اور پیشوایان دین بھی خراب ہوتے ہیں اور ننیں بھی اکثر حالتوں میں غیر عفت پرست بن جاتی ہیں۔ اعتراف گناہ کی یہ جو رسم ہے اس میں اکثر راہبوں کو اپنی خواہشات نفسانی کے پورا کرنے کا اچھا موقع مل جاتا ہے۔ ننوں میں بھی بکثرت یہ اخلاقی مرض پیدا ہو جاتا ہے۔ بعض راہب تو اپنی ماں اور بہن تک ..... (یہاں ازبلا شرم کے مارے پانی پانی ہو جاتی ہے)۔

تمام مجمع: "لاحول ولاقوۃ الا باللہ، استغفر اللہ! اللہ کی پناہ۔ توبہ توبہ !!!"

عمر لمی: "یہ باتیں صرف اس لئے ہوتی ہیں کہ تجرد اور رہبانیت کی زندگی کو عیسائی مذہب میں افضل قرار دیا گیا ہے جو فطرت اور قانون الٰہی کے بالکل خلاف ہے۔ عیسائیت کے باطل ہونے کی یہ بھی زبردست دلیل ہے کہ وہ انسان کو ایسی تعلیم دیتا ہے جو فطرت کے خلاف ہے اور جس پر انسان ہرگز عمل نہیں کر سکتا اسی واسطے اسلام کے داعی صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا تھا کہ "لارہبانیۃ فی الاسلام" اسلام میں رہبانیت یا ترک دنیا نہیں ہے۔ پھر فرمایا: النکاح من سنتی فمن رغب عن سنتی فلیس منی" نکاح کرنا میرا طریقہ ہے۔ اور جس نے میرے طریقہ سے منھ پھیرا وہ مجھ میں سے نہیں ہے: قرآن حکیم فرماتا ہے کہ: رہبانیت کو لوگوں نے خود ہی اختیار کر لیا ہے حالانکہ ہم نے ان پر اس بات کو لازم نہیں کیا تھا لیکن وہ لوگ رہبانیت کو نباہ نہ سکے اور رہے بھی یہی بات کہ جو چیز فطرت اور قانون کے خلاف ہو گی اس کو کون نباہ سکتا ہے"۔

ازبلا: کیا اسلام نے رہبانیت اور ترک دنیا سے منع فرمایا ہے"؟

عمر لمی: "بیشک اور ابھی تم نے قرآن و حدیث کا فیصلہ کیا سنا ہے"؟

---

لہ لیکی کی تاریخ اخلاق یورپ جلد ۲۔ ملاحظہ ہو ۱۲

یہاں ازبلا پر رقت کی حالت طاری ہو جاتی ہے اور اسلام کی عظمت اس کے دل میں اور زیادہ بڑھ جاتی ہے۔

ایک شخص: ہاں تو راہب حرام و حلال، جائز و ناجائز میں کوئی تمیز نہیں کرتے"۔

ازبلا: باتیں تو بہت زیادہ شرمناک ہیں، مگر آپ اسی سے اندازہ لگا لیجئے کہ جب ماں اور بہن کی عزت بھی اس کے ہاں محفوظ نہیں رہ سکتی تو وہ کیا کچھ نہ کرتے ہونگے"۔ مسٹر لیکی نے اپنی کتاب "تاریخ اخلاق یورپ" میں بڑی شرح و بسط کے ساتھ راہبوں اور عام پادریوں کی سیاہ کاریوں کو بے نقاب کیا ہے اور لکھا ہے کہ دنیا کا کوئی اخلاقی جرم ایسا نہ تھا جس کا وہ ارتکاب نہ کرتے ہوں حتیٰ کہ اپنی ماں اور بہن سے بھی........

ایک شخص: کیا ننوں (مجرد عورتوں) کی اخلاقی حالت بھی ایسی ہی ہے"۔

ازبلا خدا محفوظ رکھے! ان کی حالت تو راہبوں سے بھی زیادہ ناگفتہ بہ ہے نہایت بے شرمی سے...... خود یوروپین مؤرخین نے اس واقعہ کو تسلیم کیا ہے کہ ننوں کے ایک مدرسے کے حوض کو جب اس کو صاف کرایا گیا تو کئی ہزار بچوں کی کھوپڑیاں نکلیں جو بغرض اخفائے زنا اس میں ڈال دی گئی تھیں"۔

عمر لمی: اصل میں تمام فساد کی جڑ کفارہ کا عقیدہ ہے جس نے عیسائیوں کو گناہ کرنے کا لائسنس دے دیا ہے"۔

ازبلا: "بیشک آپ نے خوب سمجھا، حقیقت میں کفارہ کے عقیدہ نے گناہ کا خوف ہی دل سے نکال دیا ہے اور ہر شخص یہ سمجھنے لگا کہ ارتکاب گناہ کے بعد پادری کے روبرو اعتراف جرم کرنے سے ہر قسم کی خطائیں معاف کرا لیں گے۔

عمر لمی: اللہ اکبر! اسلام کی فضیلت اور حقانیت کا پتہ یہیں سے چلتا ہے اسلام نے جہاں کفارہ کی تردید فرما کر نجات و فلاح کو اعمال صالحہ پر مبنی قرار

دیا تو ساتھ ہی قرآن نے یہ اصول بھی مقرر کر دیا کہ (ترجمہ) جس شخص نے ذرّہ برابر بھی بھلائی کی ہوگی وہ اس کو ضرور دیکھے گا اور جس نے ذرّہ بھر برائی کی ہوگی وہ اس کا ضرور مزہ چکھے گا۔"

ایک شخص: (ازبلا سے) غالباً آپ کو یہ معلوم ہوگا کہ عیسائیوں کو ارتکاب جرم پر کفارہ نے آمادہ کیا ہے۔ مگر اس کی ایک اور وجہ بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ عیسائی تمام انبیاء کو گنہگار مانتے ہیں اور ان کی نسبت خیال کرتے ہیں کہ وہ اپنی زندگی میں ہر قسم کا گناہ کرتے رہے ہیں"۔

ازبلا: یہ بات تو غلط معلوم ہوتی ہے کیونکہ انبیاء علیہم السلام کو بھی گنہگار مان لیا جائے تو گناہوں سے نفرت دلانے کے لئے پھر اور کون سی جماعت رہ جاتی ہے اور پھر انبیاء کو کیا حق رہ جاتا ہے کہ وہ لوگوں کو گناہوں سے بچنے کی ہدایت کریں"؟

عمر لحمی: "بیشک آپ کا یہ خیال صحیح ہے مگر اس کا کیا علاج کہ عیسائی انبیاء علیہم السلام کو بُت پرست (نعوذ باللہ) زانی اور کذّاب تک تسلیم کرتے ہیں"؟

ازبلا: یا اخی! کیا واقعی عیسائیوں کا انبیاء کے متعلق یہی عقیدہ ہے اور کیا وہ ان کو بُت پرست اور کذاب بھی مانتے ہیں؟ اگر ایسا ہے تو ان کی کس کتاب میں لکھا ہے"؟

عمر لحمی: "میری بہن! ابھی آپ کو کیا معلوم ہے کہ عیسائی قوم کے خیالات کیا ہیں۔ اور وہ گناہوں کا پروانہ حاصل کرنے کے لئے انبیاء پر کیسے کیسے سنگین الزام لگاتی ہے۔ چونکہ تم نے ابھی اپنی الہامی کتابوں کو غور سے نہیں پڑھا اس لئے آپ کو ہماری باتیں سن سن کر حیرت ہوتی ہے۔ میں تم کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر اسلام کا ظہور نہ ہوا ہوتا اور نیکوں کے سردار سید المرسلین

تشریف لاکر یہود و نصاریٰ کی غلط کاریوں کا پردہ فاش نہ کرتے تو آج انبیاء علیہم السلام کی عصمت و نبوت کا ڈھونڈھے سے بھی پتہ نہ چلتا۔"

ازبلا:۔ کیا عیسائی ایسے بے غیرت ہوگئے ہیں کہ انبیاء کو گنہگار تسلیم کرتے ہوئے بھی ان پر ایمان رکھتے ہیں میرے خیال میں شاید آپ کو غلط فہمی ہوگئی ہے۔ میں نے تو آج تک کسی سے بھی نہیں سنا کہ انبیاء نے بُت پرستی بھی کی ہے یا انہوں نے جھوٹ بھی بولا ہے۔ کیا عیسائیوں کی مذہبی اور الہامی کتابوں سے آپ بھی اپنا دعویٰ ثابت کرسکتے ہیں"؟

عمرلمی: بیشک! آپ کی الہامی کتابوں........"

ازبلا: "میری الہامی کتابوں میں؟ میری مذہبی اور الہامی کتاب تو قرآن عزیز ہے"۔

عمرلمی: "میرا مطلب یہ ہے کہ عیسائی ہونے کی حالت میں جن کتابوں کو آپ الہامی یقین کرتی تھیں ان میں یہ تمام باتیں لکھی ہیں"

ازبلا: سخت حیرت ہے! براہ کرم ذرا اس کا ثبوت پیش فرمائیے"۔

عمرلمی: میں پھر کہتا ہوں کہ عیسائیوں کی کتابوں میں انبیاء کو (نعوذ باللہ) زناکار، کذاب اور بت پرست لکھا ہے۔ دیکھو لوط علیہ السلام کی نسبت لکھا ہے کہ انہوں نے اپنی سگی بیٹیوں سے زنا کیا! (توریت ہاتھ میں اٹھا کر) دیکھو کتاب پیدائش باب ۱۹، آیت ۳۶، حضرت داؤد علیہ السلام کی نسبت لکھا ہے کہ انہوں نے ایک غیر عورت سے ہمبستری کی دیکھو سموئیل ۲ باب ۱۱ آیت ۴، پھر شمعون پیغمبر کی بابت لکھا ہے کہ وہ ایک غیر عورت سے خراب ہوئے اور دوسری عورت سے آشنائی کی (نعوذ باللہ) دیکھو کتاب قاضیون باب ۱۶"

تمام حاضرین: استغفر اللہ! خدا لعنت کرے یہود و نصاریٰ پر، استغفر اللہ! استغفر اللہ! (ازبلا مارے شرم کے پانی پانی ہوگئی اور زبان سے کچھ نہ کہہ سکی۔)

عمر لمی: اچھا اور سنو! عیسائیوں کی الہامی کتابوں میں انبیاء کو جھوٹا بھی لکھا ہے یعنی
وہ باوجود نبی ہونے کے جھوٹ بولا کرتے تھے۔ اول شمعون نبی نے جھوٹ
بولا اور ایک عورت کو تین بار غلط بات بتائی۔ دیکھو کتاب قاضیون باب ۱۶۔ دوم
ایک مقدس پیغمبر نے (جن کا نام بائبل میں ظاہر نہیں کیا گیا) جھوٹ بولا۔ دیکھو
اول سلاطین باب ۱۳۔ ایک اور نبی نے بھی جھوٹ بولا۔ دیکھو اول سلاطین
باب ۲۰ میسحا پیغمبر نے بھی جھوٹ بولا۔ دیکھو اول سلاطین باب ۲۲ آیت ۱۵۔ یرمیاہ
پیغمبر نے بھی جھوٹ بولا، دیکھو کتاب یرمیاہ باب ۳۸ (از بلا سے) تم پطرس
رسول کو تو خوب جانتی ہو گی۔ اس کو عیسائی کیا مانتے ہیں؟
ازبلا:۔ تمام عیسائی پطرس رسول کو رسول اور نبی مانتے ہیں اور تمام بڑے بڑے
پادری پطرس رسول کے ہی جانشین سمجھے جاتے ہیں۔ اسی لئے ان کو
گناہوں کے بخشنے کا بھی اختیار ہے"۔
عمر لمی: بالکل ٹھیک!! اچھا کیا چاروں انجیلوں میں اسی پطرس کے متعلق نہیں لکھا
کہ جب دشمنوں نے حضرت مسیح کو گرفتار کر کے پطرس کو بھی گرفتار کرنا چاہا تو اس نے
حضرت مسیح پر تین دفعہ لعنت بھیجی اور سفید جھوٹ بولا کہ میں اس (مسیح) کو نہیں جانتا"۔
ازبلا: "بے شک ایسا ہی لکھا ہے اور میں نے تو انجیلوں کو اپنے استاد میکائیل
سے سبقاً سبقاً [1] پڑھا ہے"۔
عمر لمی:۔ اچھا اب تیسری بات کا ثبوت لو کہ انبیاء نے عیسائیوں کے نزدیک
بت پرستی کی۔ کتاب خروج (یہ توریت کا چوتھا حصہ ہے) باب ۳۲ آیت ۴
میں لکھا ہے کہ حضرت ہارونؑ نے قوم سے بت بنوائے اور لوگوں کو بت پرستی
کی تلقین کی۔ کتاب اول سلاطین باب ۱۱ میں لکھا ہے کہ حضرت سلیمانؑ

---

[1] یعنی ہر روز انجیل کا سبق لیا کرتی تھی۔

نے اپنی بیوی کے کہنے سے آخری عمر میں بت پرستی کی اور اس طرح وہ مرتد اور مشرک بن گئے۔ (نعوذ باللہ)"

از بلا: "الٰہی توبہ! الٰہی توبہ!!"

عمر لحمی: دیکھو میرے ہاتھ میں یہ بائبل موجود ہے میں نے آیتوں پر نشان لگا دیے ہیں ان کو تم بھی ایک نظر دیکھ لو کہ میں غلط تو نہیں کہہ رہا ہوں (از بلا نے بائبل کے اوراق کو الٹ پلٹ کر وہ تمام حوالے پڑھ ڈالے جو عمر لحمی نے پیش کیے تھے) ان حوالوں کے پیش کرنے سے میرا مقصد یہ ہے کہ عیسائی دلیری اور جرأت کے ساتھ ہر قسم کے گناہوں کا ارتکاب اس لیے کرتے ہیں کہ نعوذ باللہ انبیاء کرام بھی انکے نزدیک ایسے گناہ کرتے تھے اور وہ سمجھتے ہیں کہ جب انبیاء اور صلحاء بڑے بڑے گناہ حتیٰ کہ زنا کر کے بھی اپنے منصب نبوت سے نہ گرے تو ہم بھی سیاہ کاریوں کی وجہ سے خدا کے نزدیک معتوب نہیں ہو سکتے۔

از بلا: کیا قرآن مجید نے انبیاء کرام کو بالکل معصوم لکھا ہے"

عمر لحمی: قرآن کریم کا یہی تو سب سے بڑا کمال ہے کہ اس نے یہود و نصاریٰ کے غلط خیالات و الزامات کی پر زور تردید کی اور فرمایا کہ انبیاء کرام گناہ کرنا تو کیا وہ گناہ کا ارادہ بھی نہیں کرتے دیکھو قرآن شریف کی سورۂ ہود پارہ ۱۲ رکوع ۷ یعنی وہ گروہ انبیاء جس چیز سے منع کرنے آتے ہیں وہ اسکے کرنے کا ارادہ بھی نہیں کرتے نیز قرآن حکیم نے تمام انبیاء کو صالحین میں شمار کیا ہے"

از بلا: "کیا قرآن مجید میں یہ نہیں لکھا کہ آدم علیہ السلام نے ممنوعہ درخت کا پھل کھایا۔؟ کیا خدا کے حکم کی خلاف ورزی گناہ نہیں ہے"؟

عمر لحمی: گناہ کی تعریف یہ ہے کہ جان بوجھ کر کسی قانون کی خلاف ورزی کی جائے۔ بھول چوک سے اگر خلاف ورزی ہو جائے تو اس کو گناہ نہیں کہتے۔ مثلاً روزہ دار کو روزہ کی حالت میں کھانا پینا حرام ہے لیکن اگر کوئی بھول کر

کچھ کھا پی لے تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا اور نہ وہ گنہگار ہوتا ہے اسی طرح آدم علیہ السلام نے بھی ممنوعہ پھل کھایا تھا جیسا کہ قرآن شریف میں سورۂ طٰہٰ پارہ ۱۶ رکوع ۱۵ ملاحظہ فرمایئے جس میں کہا ہے یعنی ہم نے آدمؑ سے عہد لیا تھا لیکن وہ بھول گئے اور ہم نے ان میں ارادہ نہیں پایا"

ازبلا:" سبحان اللہ! آج معلوم ہوا کہ آدم علیہ السلام کا کوئی گناہ نہ تھا ورنہ پادری صاحبان تو اکثر مسلمانوں پر یہی سوال کیا کرتے ہیں کہ قرآن میں حضرت آدمؑ کو گنہگار لکھا ہے! (یکایک گھڑی دیکھ کر) اوہو! وقت بہت گزر گیا۔ اب مجھے گھر چلا جانا چاہیئے۔ والد صاحب (لاٹ پادری) اور والدہ میرا شدید انتظار کر رہی ہوں گی! ابھی میں نے کھانا بھی نہیں کھایا ہے "

عمر لحمی:" اگر آپ فرمائیں تو کھانا یہیں حاضر کر دیا جائے۔ حضرت مخدوم زیاد بن عمر کا سفرۂ عام (دستر خوان) ہم سب لوگوں کے لئے بچھے گا، آپ بھی اس میں شریک ہو جائیں۔ کیا یہ میری درخواست قبول کی جائے گی"

ازبلا:" آپ کا بہت بہت شکریہ! کھانا تو گھر ہی جا کر کھاؤں گی کیونکہ والدہ صاحبہ کا دستور ہے کہ جب تک میں سیر و تفریح سے فارغ ہو کر گھر نہ پہنچ جاتی اس وقت تک وہ کھانا نہیں کھاتیں وہ ہمیشہ میرے ہی ساتھ کھاتی ہیں"

عمر لحمی:" آخر وہ کب تک آپکو اپنے ساتھ کھلائینگی۔ ایک نہ ایک روز یہ راز فاش ہو کر رہیگا"

ازبلا: خیر اسوقت کی بات اسی وقت کیلئے چھوڑ دیجئے اور اسوقت جانیکی اجازت دیجئے"

عمر لحمی: اچھا آپ سہیلیوں کو کب اپنے ہمراہ لائیں گی"

ازبلا:۔ اگر موقع ملا تو کل، ورنہ پرسوں تو ضرور حاضر ہوں گی اور سہیلیوں کو بھی ہمراہ لاؤں گی۔ آپ دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ان کو بھی میری طرح صراط مستقیم کی ہدایت کرے۔ تمام حاضرین" آمین"

نواں باب

# گھر کی باتیں

زیاد بن عمر کی اس مبارک اور نورانی مجلس سے ازبلا نکلی اور سیدھی اپنے مکان کے لئے اس سڑک پر ہولی جو "قصر الشہداء" سے سیدھی "سوق العصافیر" کو جاتی ہے اور جہاں سے ازبلا کا مکان چند قدم کے فاصلہ پر رہ جاتا ہے وہ اس مجلس کی علمی گفتگو سے اس قدر مسرور ہے کہ اس کو دنیا و مافیہا سے کچھ خبر نہیں اور وہ خاموشی اور وقار کے ساتھ خراماں خراماں نیچی نظر کیے چلی جارہی ہے آدھ گھنٹہ کے بعد ازبلا اپنے مکان پر پہنچی جہاں ان کی والدہ انتظار کی گھڑیاں گن رہی تھیں پہلے والدہ نے تاخیر سے پہنچنے کی وجہ دریافت کی۔ اور ملازمہ سے دستر خوان بچھانے کو کہا ازبلا اپنی ایک سہیلی کا نام لے کر اور یہ ظاہر کر کے کہ اس سے ملاقات میں ذرا تاخیر ہو گئی کھانا کھانے بیٹھ گئی کھانے سے فارغ ہوتے ہی اس کے والد صاحب (لاٹ پادری) بھی پہنچ گئے۔ رات خیریت سے گذری۔

صبح کا سہانا وقت ہے قرطبہ کی مساجد میں مؤذن اذان دے رہے ہیں کیسی پیاری صدا ہے اور کیسے پر سکون وقت میں اللہ کا نام بلند کیا جارہا ہے اور کس انداز سے غافل اور بے خبر بندوں کو اللہ رب العزت کی یاد کے لئے بیدار کیا جارہا ہے۔ سبحان اللہ کیا دلنواز نغمہ ہے اللہ اکبر اللہ اکبر۔ اللہ بہت بڑا ہے، اللہ بہت بڑا ہے۔ لوگر جاؤں بھی گھڑیال بجنے شروع ہوئے۔ کیسی بے ہنگم

اور بے معنی آواز ہے! کہاں اللہ اکبر کا دلدوز نغمہ اور کہاں ٹن ٹن۔ ٹن ٹن۔ سچ ہے ہر مذہب کا حال اس کی رسومات سے معلوم ہوتا ہے۔ نمازی مسجدوں سے باہر نکلنے شروع ہوئے۔ مزدوروں، تاجروں، اور کاشتکاروں نے بازاروں منڈیوں اور میدانوں کی راہ لی اور چڑیوں کا چہچہانا کسی قدر کم ہوا۔

اذانوں کی آواز سن کر ازبلا بستر سے اٹھ کر دارالمطالعہ میں چلی گئی (یعنی گھر کے کتب خانہ میں) اور ایک میز پر بیٹھ کر کچھ کتابوں کا مطالعہ کرنے لگی۔ اتنے میں مقدس پطرس اور میکائیل بھی تشریف لے آئے۔ ازبلا ان کو دیکھ کر سروقد کھڑی ہو گئی اور اس بڑے کمرہ میں ان کے ساتھ چلی آئی جو ملاقات کرنے کے لئے مخصوص تھا۔ تھوڑی دیر میں ازبلا کے والد صاحب بھی آ کر اسی کمرہ میں بیٹھ گئے اور ازبلا کی والدہ کو بھی بلا لیا گیا۔ ازبلا اس غیر متوقع اور عجیب اجتماع کو دیکھ کر سہم گئی اور اس کو شبہ ہو گیا کہ شاید ان حضرات کو میرے لئے مدعو کیا گیا ہے اور شاید اسلام سے میرے تعلق کا حال ان پر ظاہر ہو گیا ہے۔ اس وقت ازبلا کے چہرے پر ایک رنگ آتا اور ایک جاتا تھا۔ قلب کی کیفیت دگرگوں ہو گئی اور وہ فوراً پانی پینے کے بہانہ سے وہاں سے اٹھ کر دوسرے کمرہ میں چلی گئی۔

لاٹ پادری نے ازبلا کی ماں، پطرس اور میکائیل کو مخاطب کر کے کہا:
"آپ کو معلوم ہے کہ لڑکی ازبلا کس حال میں ہے؟ اور وہ کس طرح میری ذلت اور رسوائی کے سامان کر رہی ہے۔ اسی چیز پر غور کرنے کے لئے میں نے آپ کو تکلیف دی ہے۔"

پطرس: "ہیں خیر تو ہے کیا بات ہے؟"

لاٹ پادری: "بس خیر ہی خیر ہے کچھ دنوں سے ازبلا کی نسبت سن رہا ہوں کہ وہ مسیحی

مذہب کو چھوڑ کر خفیہ طور پر مسلمان ہو گئی ہے"!

ہلینا" (ازبلا کی والدہ) توبہ کرو توبہ ! آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں ؟ خداوند یسوع مسیح ایسا نہ کریں۔ بتاؤ تو اصل بات کیا ہے اور تم کو آج یہ غصہ کیوں آرہا ہے کہ خواہ مخواہ میری بیٹی کو مسلمان بنا دیا"

لاٹ پادری" میں جو کچھ کہہ رہا ہوں بالکل سچ ہے اگر اب نہیں تو چند روز میں تم کو معلوم ہو جائے گا"

پطرس" مقدس باپ! آپ نے تو حیرت کی بات سنائی ۔ ازبلا بڑی نیک لڑکی ہے۔ الٰہیات کے مسائل پڑھے ہیں، وہ کوئی جاہل لڑکی ہے جو اسلام جیسے خونی مذہب کو قبول کر لے گی" ؟

ہلینا" اچھا میں لڑکی کو بلاتی ہوں۔ خبر نہیں آپ کو اس کی کس بات سے شبہ ہو گیا ہے" یہ کہہ کر ہلینا اس کمرہ کی طرف گئی جہاں ازبلا سہمی ہوئی ایک کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی۔ ہلینا نے ازبلا کا بازو فوراً پکڑ لیا اور کہا بیٹی ذرا اٹھو! دیکھو تمہارے والد بلاتے ہیں۔ بچاری ازبلا جو تمام واقعہ کو سمجھ چکی تھی اپنی ماں کے ساتھ اٹھ کر بڑے کمرہ میں چلی گئی۔ اور اس کو لاٹ پادری کے سامنے بٹھا دیا گیا"

ازبلا کے والد نے میکائیل کو اشارہ کیا کہ وہ اس سے گفتگو کرے۔

چنانچہ میکائیل نے ازبلا سے کہا"

میکائیل" بیٹی ہمیں پتہ چلا ہے کہ تم مسیحی مذہب سے برگشتہ ہو گئی ہو۔ کیا یہ سچ ہے ؟ اگر تمہاری نسبت کسی نے یہ جھوٹی خبر اڑا دی ہے تو تم اس کی تردید کر سکتی ہو"

یہ استفسار سن کر ازبلا خاموش ہو کر آنکھیں نیچی کر کے اپنے سرخ اور نرم رخساروں پر گرم گرم آنسو ٹپکانے لگی"

ہلینا: دیکھا میں نہ کہتی تھی کہ میری بچی پر کسی نے یونہی جھوٹا الزام لگایا ہے۔ وہ بیچاری اس خبر کی کیا تردید کرے۔ اس کے آنسو اس کی تردید کرتے ہیں اور بتا رہے ہیں کہ مسیحیت سے برگشتہ ہونے کا الزام سراسر غلط ہے"۔

لاٹ پادری: ذرا آپ خاموش رہیئے۔ خود ازبلا کو جواب دینے دیجئے۔ ہاں بیٹی ازبلا بدستور تمہاری نسبت یہ کیا خبر ہے"؟

ازبلا بدستور سر جھکائے خاموش بیٹھی ہوئی ہے۔ آخر میکائیل اور پطرس کے مجبور کرنے پر اس نے اپنے لب خاموش کو حرکت دی اور یوں گویا ہوئی :۔

ازبلا: میں نے اسلام قبول نہیں کیا۔ میں اپنے حقیقی دین پر قائم ہوں"۔

میکائیل: اب تک اگر اسلام قبول نہیں کیا تو کیا آئندہ قبول کرنے کا ارادہ ہے"۔

ازبلا: آیندہ کے متعلق آپ مجھ سے کیوں سوال کرتے ہیں۔ یہ سوال تو میں بھی آپ کی نسبت کر سکتی ہوں"۔

میکائیل: اچھا بتاؤ تم اسلام کو کیسا مذہب سمجھتی ہو"؟

ازبلا: میں اسلام کو اور لوگوں کی طرح بُرا بھلا نہیں کہتی۔ کیونکہ مسلمانوں کی کتاب میں حضرت عیسیٰؑ کی تعریف کی گئی ہے۔ اور مسلمان حضرت مسیحؑ کو اچھے لفظوں سے یاد کرتے ہیں"۔

میکائیل: گویا تمہیں اسلام اور مسلمانوں سے محبت ہے"!

ازبلا: اب آپ اس کا نام خواہ محبت رکھ لیجئے یا کچھ اور، بہر حال میں احسان فراموش نہیں ہوں۔ اگر مسلمان ہمارے عیسیٰؑ کی عزت کرتے ہیں تو میں اُن کے رسولؐ اور ان کی کتاب کی عزت کرتی ہوں"۔

پطرس: بس معلوم ہو گیا کہ واقعی تم اندرونی طور پر مسلمان ہو گئی ہو۔ ورنہ

تم اسلام اور مسلمانوں کی اتنی تعریف نہ کرتیں ۔ اچھا یہ بتاؤ تم جس مذہب کو اب تک مانتی رہی ہو یعنی مسیحی مذہب اس کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے ؟"

ازبلا: میرا انجیل شریف اور تمام آسمانی کتابوں پر ایمان ہے ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر میرا ایمان ہے ۔ البتہ میں بعض ان غلطیوں کو نہیں مانتی جو بعد میں مسیحی مذہب کے اندر پیدا کر دی گئی ہیں"۔

لاٹ پادری: (میکائیل، پطرس، ازبلا کی والدہ سے مخاطب ہو کر) اب تو تم کو معلوم ہوا اس کے خیالات کیا ہیں ۔ اب اس کا کوئی علاج نہیں ہے سوائے تلوار کے"۔

پطرس: آپ ہم کو موقع دیجئے۔ ہم اس کو سمجھائیں گے ۔ اس کی ضرور اصلاح ہو جائے گی۔ ہم اس کی غلط فہمیوں کو دُور کر دیں گے۔ یہ لڑکی ایسی نہیں ہے کہ مسلمان ہو جائے ۔ آخر اس نے الٰہیات کے سبق پڑھے ہیں !

لاٹ پادری: بہت اچھا! آپ بھی کوشش کر کے دیکھ لیجئے۔ ورنہ میں اس کا کوئی اور علاج سوچوں گا"۔

گفتگو یہاں تک ہونے پائی تھی کہ مجلس برخاست ہو گئی اور لاٹ پادری اپنے ہمراہ میکائیل اور پطرس کو لے کر باہر بڑے گرجا کی طرف چل دیے، کیونکہ آج تمام اسپین کے عیسائی زائرین کا ہجوم ہے اور وہ اولیاء کے تبرکات (ہڈی وغیرہ) اور لاٹ پادری کی زیارت کے لیے دُور دُور سے آئے ہوئے ہیں ۔ اسی تقریب میں شامل ہونے اور ہزاروں عیسائیوں کو برکت دینے کے لیے لاٹ پادری تشریف لے گئے ہیں ۔

ان پادریوں کے چلے جانے کے بعد ازبلا اپنے مکان کے ایک کمرہ میں

خاموش بیٹھی ہوئی اپنے مستقبل کی فکر کر رہی ہے اور اب اس کو یقین ہوگیا ہے کہ ضرور مجھ کو مبتلائے آلام کیا جائے گا۔ اور سخت آزمائشوں سے مجھ کو گذرنا پڑے گا، تاہم وہ اپنے قلب کو مطمئن پاتی ہے۔ اور ہر مصیبت کو برداشت کرنے کے لیے تیار ہے۔

ازبلا نے میز پر سے ایک کاغذ اٹھایا اور ایک پرچہ اپنی سہیلی میرانو (میکائیل پادری کی لڑکی) کے نام لکھا جس کا مضمون یہ ہے:۔

"میری پیاری بہن! کل نو بجے شب کو علماء اسلام کی مجلس میں شریک ہوئی۔ جہاں میرے روحانی باپ عمرلخمی اور دیگر علماء بھی شریک تھے۔ بہن وہاں کا میں کیا حال بیان کروں۔ عجیب روحانی مجلس تھی۔ اس میں شریک ہوکر میرے ایمان کو بڑی تقویت ہوئی، کاش تم بھی وہاں موجود ہوتیں! مگر میں اپنے روحانی پیشوا (زیاد بن عمر) سے وعدہ کرآئی ہوں کہ کل یا پرسوں تم کو بھی اس مجلس میں شرکت کی غرض سے ضرور لاؤں گی۔ آج ایک عجیب واقعہ گذرا۔ معلوم ہوتا ہے کہ میری آزمائش کی جائے گی دعا کرنا کہ خدا مجھ کو سچائی پر ہمیشہ قائم رکھے۔ واقعہ یہ ہوا کہ والد صاحب کو خبر لگ گئی کہ میں مسلمان ہو گئی ہوں، اس لیے انھوں نے تمہارے والد مکائیل اور پطرس کو مکان پر بلایا اور مجھ سے مختلف سوالات کیے۔ اب دیکھو اُدھر تو والد صاحب اور اُدھر میکائیل اور پطرس۔ میں کیسی مشکل میں پھنس گئی تھی۔ مگر میں نے بھی اُن کو خوب منہ توڑ جواب دیے۔ اب پطرس والد صاحب سے یہ وعدہ کر گئے ہیں کہ اس لڑکی کو ہم سمجھالیں گے۔ اگر کوئی ایسا

موقع پیش آئے تو تم تینوں سہیلیوں کے ساتھ ضرور شرکت کرنا۔
باقی حالات انشاء اللہ زبانی عرض کروں گی۔"

تمہاری بہن ۰ ازبلا

خط لکھ کر ازبلا نے خادمہ کو بلایا اور کہا کہ ذرا میرانو کے پاس جا کر ان سے ایک کتاب لے آؤ۔ اور لو یہ خط کئی روز سے میرے پاس پڑا ہے۔ ذرا اس کو بھی میرانو کو دیتی آنا۔ خادمہ خط لے کر میکائیل کے مکان کی طرف چل دی اور مکان پر پہونچ کر خط میرانو کے ہاتھ میں دے دیا اُس نے خط کو فوراً پڑھا اور خادمہ سے کہہ دیا کہ میں شام کو خود ہی کتاب لے کر آؤں گی۔

شام کو ازبلا، میرانو اور دیگر تین سہیلیوں کا قرطبہ کے اسی باغ میں اجتماع ہوا جہاں پہلے پہل ازبلا نے عمر لخمی کی گفتگو سنی تھی۔ یہاں ازبلا نے سہیلیوں سے تمام واقعات زبانی بیان کیے اور اُن سے مشورہ لیا۔ نیز یہ بھی طے پایا کہ کل شام کو کسی وقت زیاد بن عمر کی مجلس میں ہم سب کو شریک ہونا چاہیئے۔ اور اُن کو بھی آج کے تمام واقعات سے مطلع کر دینا چاہیئے۔ باغ کی سیر و تفریح اور نجی گفتگو کے بعد ازبلا اور تمام لڑکیاں اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہوگئیں۔

دسواں باب

# گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے

دوسرے روز صبح کو ازبلا کے پاس میکائیل کی ایک خادمہ آئی اور اس نے آکر ایک پرچہ دیا جس میں تحریر تھا "بیٹی ازبلا! مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے۔ تم اسی وقت تمام کاموں کو چھوڑ کر میرے مکان پر آجاؤ، میں منتظر ہوں"۔ ازبلا سمجھ گئی کہ یہ کل کی اسکیم کی تعمیل ہے۔ وہ اپنی والدہ کو مطلع کر کے فوراً روانہ ہو گئی۔ میکائیل کے مکان پر لطرس اور ایک مشہور راہب بھی تشریف فرما تھے۔ جنہوں نے راہبانہ زندگی کی بدولت تمام ملک اسپین میں خاصی مقبولیت اور شہرت حاصل کر لی تھی ادھر میکائیل کی لڑکی میر آنو نے اپنی سہیلیوں کو بلانے کے لئے کسی کو دوڑا دیا اور بہت جلدی سہیلیاں بھی پہونچ گئیں۔ آخر میکائیل نے ازبلا سے یوں خطاب کیا۔

میکائیل: کل تم نے ہمارے سوالوں کا جواب گول مول دے کر معاملہ کو ٹال دیا۔ میں آج تم سے صاف صاف گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ تو تم صحیح صحیح جواب دو گی"؟

ازبلا: "اول تو آپکے سامنے جواب دینے کے قابل نہیں دوسرے کوئی ایسی بات بھی نہیں کہ سوال و جواب کا سلسلہ قائم کیا جائے تاہم آپ سوال کریں میں اپنی سمجھ کے مطابق جواب دینے کی کوشش کروں گی"۔

میکائیل: کیا تم مسلمان ہو گئی ہو"؟

ازبلا: میں اسکا جواب کل دے چکی ہوں۔ اس سے زیادہ کچھ کہنا نہیں چاہتی"۔

میکائیل: اچھا تم یہ بتاؤ کہ تثلیث مقدس پر تمہارا ایمان ہے؟ اور تم خدا و ند یسوع مسیح کو اللہ واجب الوجود مانتی ہو"؟

ازبلا: "میں خدا کو تو خدا تسلیم کرتی ہوں مگر انسان کو خدا نہیں مانتی"۔

میکائیل: معلوم ہوا کہ تم خداوند یسوع کی خدائی کو تسلیم نہیں کرتیں۔ پس اب اب تمہارے مسلمان ہونے میں کیا چیز باقی رہ گئی"؟

ازبلا: میرا مطلب یہ ہے کہ انجیل شریف سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدائی کہیں ثابت نہیں ہوتی"۔

میکائیل: خدا کے لئے تم انجیل مقدس پر تو بہتان نہ باندھو۔ کیا انجیل مقدس میں تم نے نہیں پڑھا کہ وہ خدا کے بیٹے ہیں"؟

ازبلا: "خدا کے بیٹے تو اور بھی گذرے ہیں۔ اس لئے ان کو بھی خدا ماننا چاہیئے"۔

میکائیل: ہرگز نہیں۔ سوائے خداوند یسوع مسیح کے کوئی انسان حقیقی معنوں میں خدا کا بیٹا نہیں کہلایا"۔

ازبلا: (انجیل ہاتھ میں لے کر) اچھا آپ مجھے اس آیت کا مطلب سمجھا دیجیئے۔ آیت یہ ہے: یہودیوں نے مسیح کو سنگسار کرنے کے لئے پھر پتھر اٹھائے یسوع نے انہیں جواب دیا کہ میں نے تم کو باپ کی طرف سے بہتیرے اچھے کام دکھائے ہیں۔ ان میں سے کس کام کے سبب مجھے سنگسار کرتے ہو۔ یہودیوں نے ان کو جواب دیا کہ اچھے کام کے سبب نہیں بلکہ کفر کے سبب تجھے سنگسار کرتے ہیں اور اس لئے کہ تو آدمی ہو کر اپنے آپ کو خدا بتاتا ہے۔ یسوع نے انہیں جواب دیا کہ کیا تمہاری شریعت میں یہ نہیں لکھا ہے کہ تم خدا ہو جبکہ اس نے انھیں خدا کہا جن کے پاس خدا کا کلام آیا تو تم اس شخص سے جسے باپ نے مقدس کر کے دنیا میں بھیجا کہتے ہو کہ تو کفر بکتا ہے۔ اس لئے میں نے کہا میں خدا کا بیٹا ہوں؟ (انجیل یوحنا باب ۱۰ آیات ۳۱ سے ۳۶)

یعنی جس طرح پہلے انبیاء کو توریت وغیرہ کتابوں میں خدا کہا گیا ہے اسی طرح مجھے بھی خدا کا بیٹا کہا گیا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ پہلے انبیاء کو خدا کن معنی میں کہا گیا ہے؟ عیسائی بھی مانتے ہیں کہ پہلے لوگوں کو مجازاً اور محبّت کے طور پر خدا کہا گیا ہے۔ میں کہتی ہوں کہ اسی مفہوم کے ساتھ محبّت کے طور پر حضرت مسیح کو بھی خدا کا بیٹا کہا گیا ہے۔ نہ یہ کہ واقعی مسیح حقیقی خدا تھے جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے"

میکائیل: کم بخت لڑکی تو بہت بولنے والی ہو گئی ہے؟ ہم سے پڑھ کر ہمیں سے ان آیات کا مطلب دریافت کرتی ہے گویا ہم جاہل ہیں اور تو عالم! مگر دیکھ پہلے تو انبیاء حقیقی معنی میں خدا یوں نہیں ہو سکتے کہ وہ معصوم نہیں تھے اور چونکہ خداوند یسوع مسیح بے گناہ اور معصوم تھے اس لئے وہ خدا بھی تھے"

ازبلا:۔ گنہگاری اور بے گناہی پر تو کوئی گفتگو نہیں سوال تو یہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنے آپ کو خدا کا بیٹا اسی طرح کہا جس طرح دیگر انبیاء کو خدا کہا گیا اگر حضرت مسیحؑ حقیقی معنی میں خدا تھے تو دیگر انبیاء کو بھی خدا ماننا پڑے گا۔ دوسرے ان آیات میں حضرت مسیح یہودیوں کے الزامات کا جواب دے رہے ہیں۔ اگر واقعی وہ خدا کے بیٹے ہوتے تو یہودیوں کے الزام کو تسلیم کر لیتے"

میکائیل: اہا۔ کیا کہنے ہیں۔ بڑی عالمہ ہیں۔ اب ہمارے بھی کان کاٹنے لگیں؟ معلوم ہو گیا کہ تم اب خوب پختہ ہو گئی ہو۔ اگر خداوند مسیح خدا نہ تھے بلکہ محض انسان تھے تو وہ ہمارے گناہوں کا کفارہ کیسے ہو گئے؟ کیا انسان، انسان کے لئے کفارہ ہو سکتا ہے؟ اور کیا انسان گناہوں

سے معصوم ہے"؟

از بلا: میں تو نہیں سمجھ سکتی کہ آپ نے یہ قاعدہ کہاں سے گھڑ لیا کہ انسانوں میں سے کوئی انسان معصوم نہیں ہو سکتا۔ حالانکہ خود انجیل میں ایک شخص ملک صدق شالیم کی بابت لکھا ہے"۔

یہ بے باپ، بے ماں، بے نسب نامہ ہے۔ نہ اس کی عمر کا شروع نہ زندگی کا آخر بلکہ خدا کے بیٹے کے مشابہ ٹھہرا۔ (دیکھو انجیل عبرانیوں باب ۷، آیت ۳)

پھر انجیل شریف میں حضرت زکریا اور ان کی بیوی کی نسبت لکھا ہے:

اور وہ دونوں خدا کے حضور راستباز، اور خدا کے سارے حکموں اور قانونوں پر بے عیب چلنے والے تھے"۔ (انجیل لوقا۔ باب ۱، آیت ۶)

معلوم ہوا کہ ملک صدق شالیم، زکریا اور ان کی بیوی یقیناً معصوم اور بے گناہ تھے۔ ورنہ "خدا کے بیٹے کے مشابہ" اور "بے عیب" وغیرہ الفاظ بے معنی ہو جائینگے پس بے گناہی میں حضرت مسیح کی کوئی خصوصیت نہیں بلکہ اور معصوموں کی طرح آپ بھی معصوم تھے"۔

رہا کفارہ کا معاملہ سو یہ بھی انجیل سے ثابت نہیں کیونکہ کوئی انسان کسی انسان کے گناہ برداشت نہیں کر سکتا۔ چہ جائیکہ خدا خود انسانوں کے گناہوں کو سر پر لادھ کر سُولی پر مر جائے۔ انجیل میں تو حضرت مسیحؑ نے فرمایا نجات اعمال سے ہوگی نہ کہ کفارہ سے۔ چنانچہ لکھا ہے:

آدم اپنے باپ کے جلال میں اپنے فرشتوں کے ساتھ آئے گا۔ اس وقت ہر ایک کو اس کے کاموں کے مطابق بدلہ دے گا۔

(دیکھو انجیل متی باب ۱۶، آیت ۲۷)

ایک شخص نے آکر کہا کہ اے استاد میں کون سی نیکی کروں تاکہ ہمیشہ کی زندگی پاؤں مسیح نے کہا: اگر تو زندگی میں داخل ہونا چاہتا ہے تو حکموں پر عمل کر۔ اس نے کہا کون سے حکموں پر؟ یسوع نے کہا یہ کہ خون نہ کر، چوری نہ کر، شراب نہ پی وغیرہ (انجیل متی۔ باب ۱۹، آیت ۱۶ سے ۲۰ تک، انجیل مرقس باب آیت ۱۷، ۱۸، انجیل لوقا، باب ۱۸، آیت ۱۸)

ان آیات سے ثابت ہوا کہ نجات اعمال سے ہی ہے حضرت مسیحؑ نے مسائل کے جواب میں یہ نہیں کہا کہ تو کچھ بھی عمل نہ کر کیونکہ میں تیرے گناہوں کا کفارہ ہو جاؤنگا۔

میکائیل: لڑکی تو ہم کو پڑھانے آئی ہے؟ کیا تجھے ہم پر اعتبار نہیں؟ دیکھ ہم تیرے استاد ہیں ہم جو کچھ بتائیں اس کو تسلیم کر لو اپنی عقل سے شریعت کے باریک مضامین کو نہیں سمجھ سکتی۔ کفارہ کا مسئلہ تو بعد کی چیز ہے پہلے خداوند یسوع مسیح کی خدائی اور الوہیت کا مسئلہ حل ہونا چاہئے۔ دیکھو حضرت مسیح زندہ آسمان پر اٹھا لئے گئے جس کو مسلمان بھی مانتے ہیں۔ کیا یہ خدائی کی دلیل نہیں ہے۔ خداوند یسوع نے بڑے بڑے معجزات دکھائے مردوں کو زندہ کیا، اندھوں کو بینائی بخشی۔ کیا ان باتوں سے خداوند کی الوہیت ثابت نہیں ہوتی؟ پس پہلے خداوند کی خدائی پر ایمان لاؤ یا انکار کرو اور بعد میں کسی اور بات پر گفتگو کرو"

ازبلا: کفارہ کا مسئلہ چونکہ آپ ہی نے چھیڑا تھا اسلئے میں نے بھی اس پر گفتگو شروع کی۔ اگر حضرت مسیح آسمان پر زندہ اٹھائے جانے سے خدا ہو سکتے ہیں تو ایلیا بھی خدا ہونے چاہییں کیونکہ وہ بھی بائبل کے بموجب زندہ آسمان پر اٹھائے گئے تھے۔ (دیکھو ۲ سلاطین۔ باب ۲، آیت ۱۲)

رہا حضرت مسیح علیہ السلام کا مردوں کو زندہ کرنا اور اندھوں کو بینائی بخشنا

سوا ان سے بھی ان کی خدائی ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ دیگر انبیاء نے بھی یہی معجزات دکھائے جن کا ذکر صراحت کے ساتھ بائبل میں مذکور ہے۔ اگر یہ معجزات کسی کو خدا بنا دیتے ہیں تو دیگر انبیاء بھی خدا ٹھہرے۔"

پطرس: دیکھو تو! یہ لڑکی کس قدر دھوکہ دے رہی ہے۔ اری نادان لڑکی! دیگر انبیاء نے جو معجزات دکھائے وہ اپنے اختیارات سے نہیں بلکہ خدا کے اختیار اور حکم سے دکھائے لیکن خداوند مسیح نے اپنے اختیار سے معجزے دکھائے جس سے ثابت ہوا کہ وہ خدا تھے۔"

از بلا: "اول تو معجزے نبوت کی دلیل نہیں ہے۔ پھر خدائی کی دلیل یہ تو بہت دور رہی یعنی مسیحی مذہب کی رو سے یہ ضروری نہیں ہے کہ جو شخص معجزات دکھائے وہ نبی بھی ہو۔ جب وہ نبی بھی نہیں ہو سکتا تو خدا کس طرح ہو سکتا ہے؟ دیکھو حضرت مسیح نے فرمایا ہے کہ:

میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ جو مجھ پر ایمان رکھتا ہے یہ کام جو میں کرتا ہوں وہ بھی کرے گا۔ بلکہ اس سے بھی بڑے کام کرے گا۔ (انجیل یوحنا باب ۱۴، آیت ۱۲)

رہا آپ کا یہ فرمانا کہ حضرت مسیح کے معجزات اختیاری تھے اور دیگر انبیاء کے اضطراری یعنی دوسرے نبیوں نے خدا کے حکم سے معجزہ نمائی کی مگر مسیح نے اپنے اختیار سے بڑے بڑے کام کیے سو یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ انجیل شریف سے ثابت ہے کہ صرف معجزہ دکھانے ہی میں نہیں بلکہ ہر کام میں حضرت مسیح ایسے ہی مجبور تھے جیسے اور نبی۔ حضرت مسیح جب کوئی معجزہ دکھاتے تو پہلے خدا سے مدد طلب کرتے چنانچہ آپ نے روٹی اور مچھلی کا جو معجزہ دکھایا اس میں آپ نے خدا سے مدد طلب کی۔ ایک دوسری جگہ حواریوں سے فرمایا کہ روحوں کا نکالنا دعا پر موقوف ہے۔ مسیح نے ایک مردہ کو خدا سے دعا کرکے زندہ کیا۔ (ان سب کے لئے دیکھو انجیل متی۔ باب ۱۴، آیت ۱۸، انجیل مرقس باب ۹۔ آیت ۲۹، انجیل یوحنا۔ باب ۱۱، آیت ۴۱۔)

## گیارہواں باب

# ایمان کی کسوٹی

ازبلا نے تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا:

معجزات دکھلانے میں حضرت مسیح علیہ السلام کا کوئی اختیار نہ تھا جس کا ثبوت انجیلوں سے پیش کر دیا گیا۔ اب میں کہتی ہوں کہ حضرت مسیح علیہ السلام ہر کام اور ہر معاملہ میں دیگر انسانوں کی طرح مجبور محض تھے۔ اگر وہ خدا ہوتے تو یہ مجبوری ان کو لاحق نہ ہوتی۔ اور قادر مطلق، مختار کل، خدا کی طرح وہ بھی ہر کام کرنے میں آزاد ہوتے اور دوسرے سے مدد مانگنے کی ان کو ضرورت پیش نہ آتی حضرت مسیح فرماتے ہیں (انجیل کھول کر) جس طرح باپ اپنے آپ میں زندگی رکھتا ہے اسی طرح اس نے بیٹے کو بھی کہ اپنے آپ میں زندگی رکھے۔ بلکہ اسے (بیٹے کو) عدالت کرنے کا بھی یہ اختیار بخشا۔ اس لئے کہ وہ آدم زاد ہے۔ (انجیل یوحنا باب ۵، آیت ۲۶ و ۲۷) یعنی حضرت مسیح کی زندگی بھی خود ان کی نہ تھی بلکہ خدا کی بخشی ہوئی تھی۔ اور ان کو خدا ہی نے عدالت کرنے کا اختیار بخشا تھا۔ بغیر خدا کی بخشش کے وہ عدالت بھی نہیں کر سکتے تھے۔ دلیل یہ دی کہ مسیح آدم زاد ہیں اور ظاہر ہے کہ بغیر خدا کی مدد کے آدم زاد کچھ نہیں کر سکتا۔ حضرت مسیح دوسری جگہ فرماتے ہیں:

میں اپنے آپ سے کچھ نہیں کر سکتا۔ جیسا سنتا ہوں عدالت کرتا ہوں۔ اور میری عدالت راست ہے"۔ (یوحنا۔ باب ۵۔ آیت ۳۰) نیز فرمایا:

میں آسمان سے اُترا ہوں نہ اس لئے کہ اپنی مرضی کے مطابق عمل کروں بلکہ اس لئے کہ اپنے بھیجنے والے کی مرضی کے مطابق عمل کروں"۔ (یوحنا۔ باب ۶، آیت ۳۸)

پس ثابت ہوا کہ حضرت مسیح دیگر انسانوں کی طرح مجبور محض تھے اور جو دوسرے کا محتاج اور مجبور ہو وہ خدا نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا مسیح بھی خدا نہیں ہو سکتے"!

پطرس: (میکائیل سے) آپ دیکھ رہے ہیں کہ یہ لڑکی کس قدر پختہ ہو گئی ہے۔ اور مسلمانوں نے سمجھا بجھا کر اس کو کیسا چرب زبان بنا دیا ہے؟ اب کیا آپکو یقین ہے کہ یہ راہ راست پر آجائے گی؟ میرے خیال میں تو اس سے گفتگو فضول ہے۔ کیونکہ اب یہ عقیدت مند نہیں رہی، بلکہ سخت سخت گستاخ بن گئی ہے"!

میکائیل: اب مجھے بھی یقین ہو گیا ہے کہ اس لڑکی پر شیطان نے پورا قبضہ جما لیا ہے۔ (ازبلا سے) جتنی دلیلیں تم نے بگھاری ہیں ان کے جوابات تو بالکل صاف ہیں اور تم نے الٰہیات کے اسباق میں پڑھا بھی ہے باقی اور جواب بھی ہیں جن کو تم بالکل نہیں سمجھ سکتیں لیکن اب جواب دینے کے بجائے تمہارے جملہ خیالات سنیں گے تاکہ ہم کو تمہارے متعلق فیصلہ کرنے میں آسانی ہو۔ تم نے نہایت صفائی سے مسیح کی خدائی اور کفارہ کے متعلق اپنا خیال ظاہر کیا۔ اب آگے بیان کرو"!

ازبلا: میں نے نہ تو انجیل شریف سے انکار کیا اور نہ حضرت مسیح علیہ السلام سے بلکہ میں تو یہ کہتی ہوں کہ اصل انجیل کی تعلیم سے حضرت مسیح نہ تو خدا ثابت ہوتے اور نہ کفارہ کا مسئلہ ثابت ہوتا ہے۔ یہ سب عیسائیوں کی ایجاد ہے"!

میکائیل: گویا دنیا کے تمام عیسائی جھوٹ بولتے ہیں اور جملہ عیسائیوں نے انجیل شریف کے خلاف اتفاق کر رکھا ہے۔ کم بخت اور جہنمی لڑکی! اگر تو کسی بات کو سمجھ نہیں سکتی تو بزرگوں کے فیصلہ ہی کو تسلیم کر!

کیا یہ تمہارے باپ جولاٹ پادری ہیں اور جن کو گناہوں کے بخشنے کا پورا پورا اختیار حاصل ہے وہ بھی ان باتوں کو غلط سمجھے ہوئے ہیں۔ کیا تمام بطریق قسیس، رہبان اور علما، دین اور دین الٰہی کی خدمت کرنے والے سب کے سب گمراہ ہیں"؟

از بلا: جس طرح انجیل شریف سے حضرت مسیح کی خدائی اور کفارہ ثابت نہیں ہوتا اسی طرح موجودہ نام نہاد عیسائیوں کا انجیل سے عیسائی ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ اس لئے ان کے خیالات میرے لئے حجت نہیں ہوسکتے"۔

میکائیل: واہ واہ! گویا ہم مصنوعی اور جھوٹے عیسائی ٹھہرے اور تو حقیقی اور سچی عیسائی! کم بخت تیری عقل کو آخر کیا ہوگیا ہے؟ تو تو بزرگوں سے بھی پھر گئی! آخر تیرے پاس کیا ثبوت ہے کہ موجودہ عیسائی سچے عیسائی نہیں ہیں"۔

از بلا: خفا ہونے کی کوئی بات نہیں۔ معاملہ بالکل صاف ہے اگر آپ نے موجودہ عیسائیوں کو انجیل شریف کی رو سے عیسائی ثابت کر دیا تو میں ان کے فیصلہ کو دل و جان سے تسلیم کرلوں گی اور ان کے قول کے سامنے انجیل سے ہرگز کوئی استدلال نہیں کروں گی۔ بس آپ انجیل سے موجودہ عیسائیوں کو مسیحی ہونا ثابت کیجئے۔

میکائیل: اگر کوئی شخص آفتاب کے وجود سے انکار کر دے تو اس کو کس طرح سمجھایا جاسکتا ہے۔ تمام دنیا میں عیسائی موجود ہیں اور تو کہتی ہے کہ وہ انجیل کی رو سے عیسائی نہیں ہیں۔ آخر اس کا ثبوت؟ ہم سب کے عیسائی ہونے کا ثبوت کیا یہ کم ہے کہ ہم انجیل شریف کو مانتے ہیں۔ خداوند مسیح کی خدائی کے قائل ہیں۔ کفارہ اور مسیح کے خون پر ہمارا ایمان ہے"؟

از بلا: انجیل کو کیا مسلمان نہیں مانتے؟ پھر کیا آپ ان کو عیسائی کہہ سکتے ہیں؟

رہا خدائی مسیح اور کفارہ پر ایمان لانا تو یہ عیسائی ہونے کی کوئی دلیل نہیں، بلکہ اس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ ایسے لوگ ہرگز عیسائی نہیں ہیں۔ کیونکہ ان عقیدوں کا انجیل سے پتہ نہیں چلتا"۔

پطرس: او نابکار لڑکی! تجھے کیا ہوگیا ہے اور تو کیوں ہمارے عیسائی ہونے میں شک کر رہی ہے کم بخت اگر ہم عیسائی نہیں تو اصلی عیسائیوں کا ثبوت دینا تیرے ذمہ ہے۔ بتا اصلی اور حقیقی عیسائی دنیا میں کہاں بستے ہیں"؟

ازبلا: آپ جس طرح چاہیں غیظ وغضب کا اظہار فرمالیں۔ لیکن حق بات کو چھپایا نہیں جا سکتا۔ اگر آپ مجھ سے ثبوت مانگتے ہیں تو صاف صاف سن لیجئے کہ موجودہ عیسائی ہرگز مسیحی نہیں ہیں اور سچا مسیحی کون ہو سکتا ہے تو میں انجیل شریف سے ہی اس کا ثبوت دینے کے لئے تیار ہوں"۔

میکائیل: اری کم بخت باتیں کیوں بناتی ہے ثبوت کیوں نہیں پیش کر دیتی"؟

ازبلا: "بہت اچھا! سنئے سچے عیسائیوں کی نشانیاں یا علامات انجیل شریف میں اس طرح آئی ہیں:

اور ایمان لانے والوں کے درمیان یہ معجزے ہوں گے۔ وہ میرے نام سے بدروحوں کو نکالیں گے۔ نئی نئی زبانیں بولیں گے۔ سانپوں کو اٹھالیں گے اور اگر کوئی ہلاک کرنے والی چیز پیئیں گے تو انھیں کچھ ضرر نہ پہونچے گا۔ وہ بیماروں پر ہاتھ رکھیں گے تو وہ اچھے ہو جائیں گے"۔
(انجیل مرقس۔ باب ۱۶، آیت ۱۷ و ۱۸)

دوسری جگہ ایمان دار مسیحی کی نشانی یہ بتائی ہے:۔

شاگردوں نے یسوع کے پاس الگ آکر کہا کہ ہم اس (بدروح) کو کیوں نہ نکال سکے؟ اس نے ان سے کہا اپنے ایمان کی کمی کے سبب کیونکہ میں تم سے

سچ کہتا ہوں کہ اگر تم میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہوگا تو تم پہاڑ سے کہہ سکوگے کہ یہاں سے سرک کر وہاں چلا جا تو وہ چلا جائیگا۔ اور کوئی بات تمہارے لئے ناممکن نہ ہوگی۔ (انجیل متی۔ باب ۱۷، آیت ۱۹، ۲۰)
یعنی اگر عیسائی میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہوگا تو وہ پہاڑ کو اپنی جگہ سے ہٹا سکے گا۔ انجیل شریف کے ان دو مقاموں سے سچّے عیسائی کی نشانیاں مندرجہ ذیل ثابت ہوئیں:
۱۔ بدروحوں کا نکالنا (۲) نئی نئی زبانیں بغیر سیکھے بولنا (۳) زہریلے سانپوں کو اٹھا لینا (۴) زہر کا پیالہ پی لینا اور ضرر سے محفوظ رہنا۔ (۵) بیماروں پر ہاتھ رکھ کر اچھا کر دینا (۶) پہاڑوں کو اپنی جگہ سے ہٹا دینا۔
پس جو شخص عیسائیت کا دعوے دار ہے اس کو چاہیئے کہ پہلے وہ چھ علامات کو اپنے اندر ثابت کرے۔ اچھا آپ بھی تو مسیحی ہیں؟ ان چھ باتوں کو چھوڑیئے اور کسی بیمار پر ہاتھ رکھ کر شفا دے دیجئے۔ آپ کسی پہاڑ کو تو اپنی جگہ سے کیا ہٹائیں گے۔ لیجئے یہ پتھر پڑا ہوا ہے۔ آپ اس کو دس بیس گز ہی پرے ہٹا دیجئے تاکہ انجیل کی رو سے آپ کا سچا مسیحی ہونا ثابت ہو جائے۔

میکائیل: بیشک انجیل میں یہ سب کچھ موجود ہے۔ مگر یہ کہاں لکھا ہے کہ جو مسیحی یہ معجزات نہ دکھائے وہ مسیحی نہیں ہے؟ دوسرے یہ تمام علامات حواریوں کے ساتھ مخصوص ہیں نہ کہ عام عیسائیوں کے لئے۔"

از بلا: یہ دونوں باتیں غلط ہیں۔ انجیل میں تو صاف لکھا ہے کہ جس عیسائی کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہوگا تو اس کے کہنے سے پہاڑ اپنی جگہ سے سرک جائے گا، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جس عیسائی کے دل میں رائی کے دانہ برابر بھی ایمان نہیں ہے وہ پہاڑ کو اپنی جگہ سے نہیں ہٹا سکتا۔

دوسرے یہ بات کہ ان تمام نشانیوں کا تعلق صرف حواریوں سے ہے عام عیسائیوں سے نہیں، یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ انجیل میں صاف لکھا ہے کہ: اور ایمان داروں کے درمیان یہ معجزات ہوں گے۔ اگر یہ نشانیاں صرف حواریوں سے مخصوص ہیں تو ایمان داری بھی انھیں کے ساتھ مخصوص ہے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ حواریوں کے بعد کوئی بھی سچا مسیحی پیدا نہیں ہوا۔"

پطرس: کم بخت! میں تب ہی تو کہتا ہوں کہ انجیل کے اسرار اور بھیدوں کو نہیں سمجھ سکتی۔ اری بیوقوف ان معجزات سے مراد روحانی امور ہیں یعنی بیماریں سے مراد روحانی بیماریاں۔ زہر سے مراد کفر۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ عیسائیوں پر کفر کا حملہ بھی ہو تو وہ ایمان سے منحرف نہیں ہوں گے وغیرہ۔

ازبلا: ذرا سوچ کر جواب دیجئے۔ آپ مجھے تو بیوقوف بنا رہے ہیں مگر کہیں آپ خود اس کے مصداق ثابت نہ ہو جائیں۔ دیکھئے حضرت مسیح فرماتے ہیں: جو مجھ پر ایمان رکھتا ہے یہ کام جو میں کرتا ہوں وہ بھی کرے گا بلکہ اس سے بڑے کام کرے گا۔ (انجیل یوحنا باب ۱۴، آیت ۱۲) اگر معجزات سے مراد روحانی امور لیے جائیں تو ماننا پڑے گا کہ حضرت مسیح نے نہ تو کسی مردہ کو زندہ کیا نہ اندھوں کو بینائی بخشی، نہ بد روحوں کو نکالا اور نہ بیماروں کو اچھا کیا، بلکہ آپ نے روحانی مردوں، دل کے اندھوں اور ناپاک روحوں کو اچھا کیا۔ یعنی ان میں ایمان کی روشنی پیدا کر دی۔ لیکن آپ حضرت مسیح کی نسبت یہ تاویل ہرگز پسند نہیں کرتے تو دوسروں کے لئے یہ نیا قاعدہ کیوں گھڑا جاتا ہے۔ کیوں کہ مسیح نے فرمایا:۔ جو کام میں کرتا ہوں" پس مسیح نے جو کام بھی کیے اور جس نوعیت سے

بھی کیے ویسے ہی کام ایمان داروں کو کرنے چاہئیں، ورنہ وہ ایماندار
نہیں رہتے۔"

پطرس: اس کافرہ لڑکی کو سمجھانا بہت مشکل ہے۔ اس کا علاج سمجھانا بجھانا نہیں
بلکہ وہی سزا ہے جو آنکویزیشن (محکمۂ احتساب جس کے فیصلے کے
بعد مجرم کو شکنجوں میں کسا جاتا تھا) تجویز کرے۔

(میکائیل سے) آپ اس لڑکی کو گھر سے نکال دیجئے اور مقدس باپ
(لاٹ پادری) سے کہہ دیجئے کہ اب اس کا مرض لاعلاج ہو چکا ہے۔ اس کی
کوئی اور ہی تدبیر کرنی چاہیئے۔

یہ کہہ کر میکائیل اور پطرس اٹھ کھڑے ہوئے اور دوسرے کمرہ میں جاکر
کچھ مشورہ کرنے لگے۔ میکائیل کی لڑکی میرآنو نے ازبلا سے کہا کہ اب تم فوراً
چلی جاؤ۔ تمہارے یہاں رہنے سے خبر نہیں کیا آفت آئے لیکن یہ طے
ہوگیا کہ ازبلا اور تمام سہیلیاں قرطبہ کے مشہور باغ میں شام کے وقت
ضرور جمع ہوں اور مستقبل کے متعلق کچھ سوچیں۔ شام کی ملاقات کا وعدہ
کرکے ازبلا میکائیل کے مکان سے باہر نکل آئی اور گھر کی طرف چل دی۔
کہنے کو تو وہ گھر جارہی تھی، مگر اس کا ہر قدم آگے کے بجائے پیچھے پڑتا
تھا اور سوچتی جاتی تھی کہ دیکھئے گھر پر کیا آفت آتی ہے۔ وہ جوں
توں کرکے گھر پہونچی اور والدہ کے اصرار سے کھانا بھی کھایا لیکن افکار
کے ہجوم میں وہ اپنے مستقبل کے متعلق کوئی فیصلہ نہ کرسکی۔ اور شام کا
انتظار کرنے کے لئے اپنے مخصوص کمرہ میں جا بیٹھی۔ وہ اپنے کتب خانہ
پر نظر کرتی۔ اور اپنے اسباب کو غور سے دیکھتی۔ گھر کے گوشہ گوشہ پر
حسرت بھری نگاہ جماتی اور بار بار خیال کرتی۔ دیکھو اب اس گھر میں رہنا

ہوتا ہے کہ نہیں معلوم نہیں میرے بعد میری چیزوں کو کون استعمال کرے۔ میری کتابوں کو کون پڑھے ۔ یہ خیال کرتے کرتے فوراً بے ساختہ زبان سے نکلا۔ خیر اس گھر میں کوئی رہے۔ کوئی چیزوں کو استعمال کرے۔ مجھے کیا۔ مجھے تو حق کی تلاش تھی۔ خدا کا شکر ہے کہ وہ مجھ کو مل گیا۔ میرے خدا نے میری رہنمائی کی۔ اس کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ اس نے مجھے حق کی دولت سے نوازا۔ مجھے حق مل گیا یہ کیا کم ہے۔ اس جیسے ہزاروں مکان اسلام جیسی نعمت پر قربان ہیں۔

یہ کہہ کر سجدہ میں گر پڑتی ہے اور خدا کا شکریہ ادا کرنے لگتی ہے۔

بارہواں باب ۱۲

# ازبلا کی دعا

خدا خدا کر کے شام کا وقت آیا اور ازبلا مقررہ وقت سے پہلے ہی گھر سے نکل کر قرطبہ کے باغ کی طرف روانہ ہو گئی۔ راستہ میں میکائیل کی لڑکی میرانو بھی ساتھ ہو گئی۔ اور باغ میں دوسری دونوں سہیلیاں بھی (جو میکائیل والے مناظرہ میں شریک تھیں) آ پہونچیں۔

میرانو:۔ ازبلا! تمہارے چہرہ پر تو بڑی افسردگی چھا رہی ہے۔ بہن ایک نہ ایک روز تو تم کو اپنے اعزہ سے جدا ہونا ہی پڑے گا۔

ازبلا:۔ جب میں تم سے رخصت ہو کر گھر پہونچی تو میری حالت غیر ہو گئی تھی مگر خیر یہ ہوئی کہ والدہ بعض مشغولیتوں کی وجہ سے میرے پاس نہ آسکیں۔ ورنہ خبر نہیں وہ کیا آفت ڈھاتیں۔ مگر اب خدا کے فضل سے مجھے کوئی فکر نہیں۔ ہے کیونکہ حق کی خاطر میں تمام مصیبتوں کو برداشت کرنے کے لئے تیار ہوں۔

میرانو:۔ بہن ازبلا: آج تو آپ نے بھی غضب کر دیا۔ پادریوں کو ایسے ایسے جواب دیے کہ ان کے ہوش گم ہو گئے اور ان سے کوئی جواب نہیں بن پڑا۔ اور پھر کمال یہ کہ جو کچھ ثابت کیا انجیل سے ثابت کیا۔

مرتھا:۔ (دوسری سہیلی) تعجب تو اس ہی پر ہے کہ لاجواب ہونے پر بھی وہ نہیں مانتے تھے۔

میرانو: گو زبان سے نہ اقرار کریں مگر دل تو اعتراف کرتا ہے۔ تمہارے چلے جانے کے بعد میرے والد میکائیل پطرس سے فرما رہے تھے کہ کبھی بات تو یہی

ہے کہ انجیل شریف سے مسیح کی خدائی تو ثابت نہیں ہوتی۔ مگر کیا کریں کلیسا
کے فیصلہ کو ماننا ہی پڑتا ہے۔ مقدس پطرس تمہاری دلائل کی قوت کے
قائل تھے اور کہتے تھے کہ ازبلا کے دلائل بے جان نہیں تھے۔"

مرتھا: خیر آج کی گفتگو سے مزید ثابت ہو گیا کہ اسلام سچا اور پکا مذہب ہے۔
اور عیسائیت میں سوائے گمراہی کے اور کچھ نہیں ہے۔"

میرانو: (ازبلا سے) کیا تم اپنے ماں باپ، بہن بھائی اور رشتہ داروں، اور
عیش و آرام کو چھوڑنا پسند کرو گی؟ اگر تمہارے والد نے تم پر سختیاں
کیں اور تم کو محکمہ احتساب کے سپرد کر دیا تو کیا کرو گی"؟

ازبلا: میں نے تو اب اپنے دماغ سے ان تمام چیزوں کو نکال دیا ہے جس خدا
نے مجھ کو اسلام کی نعمت سے سرفراز کیا ہے وہی خدا میری مدد کریگا۔ اور
میری نیکی کو ضائع نہیں فرمائے گا۔ قرآن حکیم کی اس آیت سے مجھے بڑی تسلی
ہوتی ہے مَنْ يَتَّقِ اللهَ يَجْعَل لَّهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ"
جو شخص اللہ کا خوف رکھے گا تو خدا اس کے لئے نجات کا راستہ نکال
دے گا اور اس کو اس طریقہ سے رزق پہنچائے گا جس کا اس کو سان
وگمان بھی نہ ہوگا۔

میرانو: اچھا۔ زیاد بن عمر کی مجلس میں کب چلو گی"؟

ازبلا: وہاں ذرا سویرے سے ہی چلنا چاہیئے تاکہ حضرت زیاد کے فیض صحبت
سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا سکیں اور گھر پہنچنے میں بھی تاخیر نہ ہو۔

میرانو: کیا آج کی گفتگو کا حال حضرت زیاد بن عمر کو بھی سناؤ گی۔؟

ازبلا: کیوں نہیں؟ اچھا اب چلو، تاکہ وہاں عشاء کی نماز کے وقت تک پہونچ
جائیں اور ایک گھنٹہ ٹھہر کر واپس آجائیں۔

قرطبہ کے باغ سے نکل کر آزبلا اپنی سہیلیوں کے ہمراہ جامع قرطبہ کی طرف روانہ ہوئی۔ راستہ میں آزبلا نے سہیلیوں سے اپنے اس ارادہ کا اظہار بھی کر دیا کہ گو میں دل سے تو مسلمان ہو چکی ہوں مگر ابھی تک میں نے باضابطہ اسلام قبول نہیں کیا ہے۔ اس لئے زیاد بن عمر کے دست حق پرست پر میں اس رسم کو بھی ادا کر لوں گی۔ تاکہ بارگاہ خداوندی سے زیادہ ہمت واستقلال کی نعمت عطا ہو۔ اور اللہ کی نصرت کو میں پورے ایمان سے جذب کر سکوں۔ سب سہیلیوں نے اس ارادہ پر مبارکباد دی اور خوشی کا اظہار کیا۔ آدھ گھنٹہ کے بعد یہ تمام لڑکیاں عمر لخمی کے زنان خانہ میں داخل ہو گئیں۔ عمر لخمی کا مکان بھی حضرت زیاد بن عمر کے مکان کے قریب واقع تھا۔ ان کے پہونچنے کی اطلاع حضرت زیاد کو بھی عمر لخمی کی وساطت سے مل گئی۔ چنانچہ نماز عشاء سے فارغ ہونے کے بعد پھر مجلس گرم ہوئی۔ اور علماء مشائخ محدث، شعراء اور اہل تصنیف و تالیف اور ارباب فضل و کمال کا اجتماع ہوا۔ معمولی گفتگو کے بعد عمر لخمی نے حضرت زیاد سے لڑکیوں کے باریاب ہونے کی اجازت لی اور ان کو اپنے مکان سے بلوا لیا۔

مجلس میں پہونچتے ہی زیاد بن عمر نے ان سب کی خیریت دریافت کی۔ اس کے بعد ازبلا نے دو روز کے ان واقعات سے زیاد بن عمر کو مطلع کیا جو اس کو اپنے والد (لاٹ پادری) اور پادریوں کے سلسلے میں پیش آئے تھے اور اس گفتگو کا بھی تذکرہ کیا جو میکائیل اور لیطرس سے مختلف مسائل پر ہوئی تھی۔ ازبلا نے میکائیل اور لیطرس کے مقابلہ میں جو دلائل پیش کیے تھے وہ بھی سنائے جن کو سن کر تمام علماء نے تحسین و آفریں کے کلمات سے ازبلا کی ہمت افزائی کی اور اسکی معلومات پر حیرت کا اظہار کیا۔

ازبلا: (زیاد بن عمر سے) حضرت محترم یہ تو سب کچھ ہوا اور جو کچھ آئندہ پیش آئے گا

وہ بھی دیکھا جائے گا۔ لیکن اب میری درخواست یہ ہے کہ آپ مجھے باقاعدہ مسلمان بنا کر اہل توحید کی عالمگیر برادری میں شامل کر لیں۔ اس درخواست پر زیاد بن عمر نے اس کو مسلمان کیا اور سب حاضرین نے خلوص کے ساتھ استقامت کی دعا کی۔

زیاد بن عمر: "بیٹی ازبلا! اب چونکہ تم باقاعدہ مسلمان ہوگئی ہو۔ اس لئے اب تم اپنے چہرہ پر نقاب ڈال لو کیونکہ اسلام میں عورتوں کے لئے پردہ کا حکم ہے۔ آئندہ بھی تم پردہ میں رہو۔ اسی کے ساتھ اب تم پر پانچ وقت کی نماز پڑھنا بھی فرض ہے۔ دیکھو نماز ترک نہ ہونے پائے کیونکہ یہی ایک کامیابی کی کلید ہے۔ اچھا تمہارے ساتھ یہ وہی لڑکیاں ہیں نا جن کا تذکرہ تم نے کیا تھا"؟

ازبلا: "جی ہاں! ان میں ایک تو میکائیل کی صاحبزادی ہیں جن کا نام میرانو ہے اور یہ دونوں میری سہیلیاں اور رازداں ہیں جن کا نام مرتھا اور حنانہ ہے"

زیاد بن عمر: "کیا اسلام کے متعلق ان کو کوئی شبہ ہے"؟

ازبلا: "اسلام کی سچائی میں ان کو کوئی شبہ نہیں اور یہ بھی میری طرح اسلام پر یقین رکھتی ہیں۔ جب خدا ان کو توفیق دے گا تو یہ بھی اسلام کا باقاعدہ اعلان کر دیں گی۔ البتہ میرانو کو بعض امور میں کچھ شک ہے۔ اس لئے میرے روحانی باپ عمر لمی اس کا ازالہ فرما دیں گے کسی روز یہ یہاں تشریف لائیں گی اور اپنے شکوک پیش کر کے اپنی تسلی کر لیں گی"

عمر لمی: تمہارے والد کے رویہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ تمہارے ساتھ بدسلوکی کریں گے۔ اور تعجب نہیں اگر وہ تم کو خفیہ طور پر محکمۂ احتساب کے سپرد کر دیں پھر صبح تک میکائیل اور پطرس تمہارے مناظرہ کی روداد بھی ان کو

سنادیں گے جس کے بعد ان کا خلاف ہو جانا یقینی ہے۔ بولو تم نے اس کا کیا تدارک سوچا ہے"؟

ازبلا: اللہ بہتر جانتا ہے کہ آئندہ کیا کچھ ہونے والا ہے۔ میں نے تو اپنے معاملہ کو خدا کے سپرد کر دیا ہے۔ البتہ یہ بات ضرور سوچی ہے کہ اگر انہوں نے زیادہ تنگ کیا تو میں آپ کے یہاں چلی آؤں گی۔

عمر لخمی: تمہیں اختیار ہے جب چاہو چلی آؤ۔ اور یہ تو تم کو کرنا ہی پڑے گا۔ کیونکہ عیسائیوں کا اس قدر وسیع حوصلہ کہاں کہ تم کو مسلمان دیکھ کر کوئی تعرض نہ کریں اور تم کو تمہاری حالت پر چھوڑ دیں۔

ازبلا: (زیاد بن عمر سے) سیدی! آپ میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے صبر و شکر اور استقامت کی توفیق دے۔ اب ہمیں رخصت دیجئے۔

حضرت زیاد بن عمر اور اہل مجلس نے ان تمام لڑکیوں کو رخصت کیا۔ اور رخصت ہونے کے بعد ازبلا اور تینوں سہیلیاں اپنے اپنے گھروں پر پہونچ گئیں۔

ازبلا اپنے گھر کے ایک گوشہ میں بستر پر سو رہی ہے۔ صبح صادق سے بہت پہلے وہ بیدار ہو گئی لیکن بستر سے علیحدہ نہ ہو سکی۔ پڑے پڑے پھر اس کے کانوں میں اللہ اکبر کی صدا گونجی۔ اور بجلی کی طرح اس کے تمام بدن میں کوند گئی۔ وہ اللہ اکبر کی صدا سنتے ہی بیتاب ہو گئی اور اس کی نظروں میں اللہ رب العٰلمین کی کبریائی اور اس کی عظمت و جبروت اور اس کے جلال و کمال کا جلوہ سما گیا۔ بے اختیار آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اور سینہ محبت الٰہی سے اچھلنے لگا۔ جب وہ خوب رو چکی تو گریہ و زاری میں مشغول ہو گئی اور خالق الارض والسموات کے دربار میں عرض کرنے لگی۔

اے خدا! مجھے اپنی اور اپنے محبوب پاک کی محبت عطا کر۔ الٰہی میرے سینہ کو اسلام اور توحید کے نور سے بھر دے اور اتباع رسول کو میرے لئے حرزِ جان بنا دے۔ الٰہی! میں تیرا شکر ادا کرتی ہوں کہ تو نے مجھے اسلام جیسی لازوال دولت سے نوازا۔ اور اپنے محبوب رحمۃ للعالمین کی اتباع کا شرف بخشا۔ یا اللہ! میرے والدین، میرے اعزاء و اقربا اور تمام عیسائیوں اور گمراہوں کو بھی اسلام کی نعمت سے سرفراز کر۔ اور ہم سب کو اسلام پر زندہ رکھ اور اسلام پر موت دے۔ اے میرے مولا! اس وقت مجھ مصیبت زدہ کی فریاد سن لے۔ کیونکہ تو سمیع و بصیر ہے"۔

ازبلا جس وقت اپنی یہ دعا ختم کر چکی تو اسے محسوس ہوا کہ روح کو تسکین حاصل ہو گئی ہے اور کوئی بہت بڑا بوجھ سر سے اتر گیا ہے۔ اس کو معلوم ہوا کہ استقامت و عزیمت اور اولوالعزمی کا پورا خزانہ اس کے دل میں اتار دیا گیا ہے۔ وہ بہت مسرور ہے کیونکہ اسلام جیسی دولت اسے مل چکی ہے۔ وہ بے خوف اور دلیر ہے کیونکہ توحید نے سوائے خوفِ خدا کے غیر اللہ کا خوف دل سے بالکل نکال دیا ہے۔

ازبلا کی والدہ بھی آج غیر معمولی طور پر غضبناک ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ پطرس وغیرہ نے گذشتہ دن کی تمام گفتگو اس کے والدین کو سنا دی ہے اور ان کو یقین دلا دیا ہے کہ ازبلا مرتد ہو گئی ہے اور افہام و تفہیم کے تمام دروازے اس پر بند ہو چکے ہیں۔

## تیرہواں باب

# خفیہ سازش

ازبلا سخت پریشان ہے اور خاموشی کے عالم میں کمرہ میں بیٹھی ہوئی تھی کہ اتنے میں ایک ملازمہ نے آکر اس کے ہاتھ میں ذیل کا رقعہ دیا:

بہن ازبلا: اس وقت تم سے مجھے ایک ضروری بات کرنی ہے۔ مہربانی ہوگی۔ اگر تم فوراً یہاں آنے کی تکلیف گوارا کرو۔ چونکہ چند ضروری باتیں طے کرنی ہیں۔ اس لئے آنے میں ذرا بھی توقف نہ کرو۔ میں اس وقت ایک دوسرے مکان میں تمہارا بے چینی سے انتظار کر رہی ہوں۔ ملازمہ کے ساتھ فوراً چلی آؤ"

(تمہاری بہن میرانو)

اس رقعہ کا ملنا تھا کہ ازبلا چلنے کے لئے فوراً کھڑی ہوگئی۔ اسے کیا خبر تھی کہ یہ رقعہ میرانو کا نہیں بلکہ پادریوں کا ایک سازش نامہ ہے۔ بہرحال ملازمہ کے ہمراہ ازبلا اس سڑک پر ہولی جو قصر الشہدا سے مڑ کر سیدھی رباط زمانی کو جاتی ہے۔ چلتے چلتے ملازمہ ایک گلی میں مڑی اور ایک عالی شان مکان میں داخل ہوگئی۔ مکان میں داخل ہوتے ہی اس کے تمام دروازے بند کر دیے گئے اور نتیجہ بے خبر ازبلا کو ایک اور کمرہ میں داخل کیا گیا۔ اس کمرہ کے دروازے بھی فوراً بند کر دیے گئے۔ یہاں ازبلا کو شبہ ہوا کہ کہیں میں گرفتار تو نہیں کرلی گئی۔ آخر دو تین سفید پوش راہبوں نے ازبلا کو دھکے دے کر تہ خانہ کے زینہ کی طرف دھکیل دیا۔ اب تو بیچاری ازبلا کے ہوش اڑ گئے اور وہ سمجھ گئی کہ میں محکمۂ

احتساب کی گرفت میں ہوں۔ زینہ پر ازبلا نے قدم رکھا ہی تھا کہ اس غریب اور نازک لڑکی کی کمر پر ایک راہب نے زور سے گھونسہ رسید کیا۔ اور کہا "او ملعون لڑکی! آگے کیوں نہیں چلتی؟ دیکھ خداوند یسوع مسیح کے غضب کی آگ تجھ کو بھسم کرنے کے لئے بالکل تیار ہے۔ کم بخت! تو نے عیسائیت کو بدنام کیا اور اپنے باپ (لاٹ پادری) کی آبرو خاک میں ملا دی۔ غریب ازبلا خاموش ہے لیکن خوف کی وجہ سے تھر تھر کانپ رہی ہے گھونسے کھاتی ہوئی وہ تہ خانہ میں اُتری۔ جہاں انسانی ڈھانچے چاروں گوشوں میں پڑے ہوئے تھے اور انسانی کھوپڑیاں دیواروں پر آویزاں تھیں۔ اندر جا کر ایک راہب نے چراغ روشن کیا اور ازبلا سے کہا: اب تجھ کو یہاں رہنا پڑے گا تاکہ تجھے معلوم ہو جائے کہ خداوند یسوع سے برگشتہ ہونے کا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ بدنصیب (ڈھانچوں کی طرف اشارہ کرکے) تیری گوشمالی کے لئے ان کو مقرر کیا گیا ہے۔

ازبلا: بدستور خاموش ہے۔ وہ سمجھ رہی ہے کہ شاید میں خواب دیکھ رہی ہوں۔ اتنے میں تمام راہب تہ خانہ کو مقفل کرکے باہر نکل آئے اور مکان کے کمروں میں ریاضت و عبادت میں مشغول ہو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد ازبلا کو ہوش آیا اور اسے جلد معلوم ہو گیا کہ میں بے دار ہوں اور صداقت کے جرم میں مجھے ان بھوتوں کی آبادی میں بند کیا گیا ہے۔

خدا خدا کرکے دن کٹا اور رات کی تاریک چادر نے تمام عالم کو اپنے اندر چھپا لیا۔ ایک پہر رات گذرنے پر ازبلا کو تہ خانہ سے نکالا گیا۔ اور اس کو ستّو کا ایک گلاس پینے کو دیا گیا۔ اس وقت بھی راہب غریب ازبلا پر بڑ بڑاتے رہے۔ پھر ازبلا کو مکان کے مختلف گوشوں میں پھرایا گیا جہاں راہب ریاضتوں اور مشقتوں میں مشغول تھے۔ اس گشت کرنے کا مقصد یہ تھا کہ شاید ازبلا دین مسیحی

کے پیروؤں کی عبادت وریاضت کو دیکھ کر مرعوب ہو جائے اور راہبوں کی تکلیفیں اس کے ضمیر سے اپیل کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔ ازبلا نے بہت غور سے راہبوں کی عبادتوں کو دیکھا: ایک شخص زنجیروں میں جکڑا ہوا پڑا ہے اور ایک دوسرا شخص اس پر کوڑے برسا رہا ہے۔ ازبلا دیکھ کر کچھ سہم سی گئی۔ اور خیال کرنے لگی کہ یہ بھی میری طرح کوئی مجرم ہے مگر بہت جلد معلوم ہو گیا کہ نفس کشی اور شیطانی قوتوں کو مغلوب کرنے کا یہ ایک طریقہ ہے جس کو راہبوں نے رضاکارانہ طور پر خود ہی اختیار کیا ہے۔ مکان کے بڑے کمرہ میں مریم عذرا کا ایک بت نصب ہے جس کے ارد گرد راہب اور راہبات اعتکاف اور مراقبہ میں بیٹھی ہیں۔ چند راہب سر کے بل دیواروں کے سہارے اوندھے پڑے ہیں اور چند ایک کونہ میں سسک رہے ہیں۔ کیونکہ انھوں نے نفس کشی کے لئے بیس۲، بیس۲ روز سے کھانا نہیں کھایا ہے۔ ازبلا کو ان واقعات کا علم تو ضرور تھا مگر یہ نظارہ اس کی آنکھوں سے کبھی نہ گذرا تھا۔

ایک بڑے راہب نے ازبلا سے کہا، مردود لڑکی! اگر تو نجات حاصل کرنا چاہتی ہے تو اس قسم کی ریاضتیں کر اور خداوند یسوع مسیح کو راضی کر لے۔ اس قسم کی ریاضتیں ہی تیرے گناہوں کا کفارہ ہو سکتی ہیں۔ اس پر ازبلا نے ہنس کر کہا: خدا کو ان ریاضتوں کی آخر کیا ضرورت ہے؟ مذہب کا مقصد تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے جو حقوق بندوں پر ہیں ان کو ادا کر کے انسان خدا کی مخلوق کی خدمت کرے نہ کہ ایک کونہ میں الٹا ہو کر چمگادڑ کی طرح لٹک جائے۔ دوسری چیز یہ کہ جب بقول آپ کے حضرت مسیح تمام عیسائیوں کا کفارہ ہو گئے تو اس قسم کی مشقتیں اٹھانا بے سود ہیں"۔ یہ جملے سنتے ہی راہب کی آنکھیں سرخ ہو گئیں۔ اور ان سے شعلے نکلنے لگے۔ اور اس نے زور سے ایک گھونسہ سینہ پر مار کر کہا:

جہنمی لڑکی ! تیری اصلاح ہرگز نہ ہوگی۔ چل اپنی جگہ پر جاکر بیٹھ۔ تیرا پورا علاج وہیں ہوگا۔"

چنانچہ راہب نے پھر تہ خانہ کا دروازہ کھولا اور مظلوم ازبلا کو دھکے دے دے کر اس میں داخل کر دیا۔

ازبلا تہ خانہ کے ایک گوشہ میں جاکر پھر بیٹھ گئی۔ تہ خانہ کا یہ حال تھا کہ بیسیوں من ہڈیاں اس میں پڑی ہوئی تھیں۔ اور چاروں طرف انسانی ڈھانچے بھیانک سماں پیدا کر رہے تھے۔ ابتدا میں ازبلا کا دماغ کچھ منتشر سا ہوگیا۔ مگر اب اس کی تمام ذہنی قابلیتیں عود کر آئیں اور وہ اپنے اگلے پچھلے حالات پر غور کرنے کے قابل ہوگئی۔ وہ رات بھر قرآن کی مختلف دعائیں پڑھتی رہی۔ اس سنسان اور خاموش مردہ خانہ میں اگر ذرا سی بھی آہٹ ہوتی تو بچاری ازبلا گھبرا کر چاروں طرف دیکھنے لگتی اور پھر طبیعت کو سنبھال کر دعاؤں میں مشغول ہو جاتی۔ آخر خدا، خدا کر کے رات ختم ہوئی اور صبح سورج کی کرنوں نے ہلکی سی روشنی تہ خانہ کے تنگ و تاریک روشندانوں میں پہونچائی۔ تھوڑی دیر بعد تہ خانہ کا دروازہ کھلا اور ایک راہب اس کو باہر نکال کر لایا۔ مکان کے وسیع ہال میں جہاں حضرت مسیح کے بارہ حواریوں اور شہداء کے بُت نصب تھے ازبلا کو پہونچایا گیا۔ یہاں شہر کے دو نامور پادری موجود تھے جن کے سامنے ازبلا بیٹھ گئی۔ پہلے ازبلا پر انتہائی غیظ و غضب کا اظہار کیا اور پھر اس کو نصیحت شروع کی۔ انہوں نے کہا:

پادری: کیا تم مسلمان ہوگئی ہو"؟

ازبلا: "الحمد للہ۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اسلام جیسی دولت سے مالا مال کیا"

پادری: "خیر اسلام کی تعریف کرنا تو چھوڑ۔ اب تو یہ بتا کہ تجھ کو حرام موت مرنا پسند ہے یا تو پھر از سرِ نو خدا کے فضل کی وارث بننا چاہتی ہے"؟

ازبلا: اسلام قبول کرنے کے بعد ہر شخص خدا کے فضل کا وارث بن جاتا ہے۔ اور اس شخص سے بڑھ کر کوئی خوش قسمت نہیں جس کو خدا اسلام کی توفیق دے کہ یہی دین خدا کی رضا و محبّت کا سبب ہے۔

پادری: میرے سامنے اسلام جیسے خونی مذہب کی تعریف نہ کر۔ میں تو صرف دو حرفی جواب چاہتا ہوں کہ آیا تجھ کو موت پسند ہے یا عیسوی مذہب میں رہ کر نجات چاہتی ہے۔ اس کا جواب جلدی دے تاکہ آج ہی تیری قسمت کا فیصلہ کر دیا جائے "۔

ازبلا: پہلے کسی زمانہ میں عیسائی شہدار نے کیسی کیسی مصیبتیں برداشت کیں مگر حق سے منہ نہ موڑا۔ وہ زندہ آگ میں جلائے گئے۔ شیروں اور چیتوں کے سامنے ڈالے گئے اور آروں سے چیرے گئے مگر سچائی کا دامن ان کے ہاتھ سے نہ چھوٹا۔ معلوم ہوا کہ سچائی ہی اصل زندگی ہے۔ اگر حق کی خاطر کسی کو موت بھی آجائے تو اس کا قبول کر لینا خدا کی خوشنودی کا سبب اور ضمیر کے اطمینان کا باعث ہے۔ چونکہ میں حق پر ہوں اسلئے موت کیا دنیا کی کوئی چیز بھی مجھ کو سچائی سے باز نہیں رکھ سکتی۔ مجھے تو قرآن نے یہ سبق دیا ہے: "میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت اس اللہ کیلئے وقف ہے جو تمام جہان کا مربّی ہے اور جس کا کوئی شریک نہیں۔ مجھے اس بات پر قائم رہنے کا حکم ہوا ہے اور میں ان فرمانبرداروں میں سے ہوں "۔ (دیکھو سورۂ انعام۔ رکوع ۲۰)

پادری: "گویا تو اسلام کو چھوڑ کر خداوند یسوع مسیح کے فضل میں شامل ہونا نہیں چاہتی۔ اچھا آج ہی تیرا فیصلہ کیا جائے گا "۔

ازبلا: جو تمہیں فیصلہ کرنا ہو کرو۔ بے خوف ہو کر دل کھول کر کرو۔ تم زیادہ سے

زیادہ یہی کر سکو گے کہ دنیا سے مجھے رخصت کر دو۔ مگر تم کو معلوم نہیں کہ جس ذات سے میرا تعلق ہے وہ اللہ ہے جو ہمیشہ ہمیشہ باقی رہنے والا ہے۔"

پادری: جب موت سامنے آکر کھڑی ہو جائے گی۔ تو قرآن کی یہ آیتیں اور خدا دوا سب کو بھول جائیگی۔ ہم تو جب جانیں کہ قرآن یا محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) تجھ کو موت سے بچالیں"۔

ازبلا: یہی سوال یہودیوں نے حضرت مسیح علیہ السلام سے کیا تھا کہ اگر تو سچا ہے تو صلیب سے نیچے اتر اور اپنے آپ کو موت سے بچالے۔ اب یا تو حضرت مسیح (نعوذ باللہ) جھوٹے تھے کہ اپنے آپ کو (بقول انجیل) موت سے نہ بچاسکے یا آپ یہودیوں کے قدم بقدم چل رہے ہیں۔

پادری: او شیطان مجسم، جہنمی، بدکار، نابکار، بدبخت، ہم کو یہودی بتاتی ہے۔ بس خاموش رہ اور اپنی موت کا انتظار کر"۔

ازبلا: بہتر ہو کہ آپ بھی خاموش رہیں اور مجھ کو میری حالت پر چھوڑ دیں اور خود جو چاہیں سو کریں"۔

پادری: (راہبوں سے) دیکھو! اس لڑکی کو وہیں تہ خانہ میں بند کر دو اور اس کو کھانے پینے کے لئے کچھ نہ دو۔ مقدس باپ (ازبلا کے والد) کا حکم ہے کہ لڑکی کو انکویزیشن (محکمۂ احتساب) کے سپرد کر دو۔ اس کے لئے کل فیصلہ کیا جائے گا"۔

یہ سنتے ہی راہبوں نے ازبلا کو پکڑ لیا اور دھکے دیتے ہوئے تہ خانہ لے چلے۔ کمرہ سے باہر نکل کر دھکوں اور مکّوں سے ازبلا کئی بار گری اور فوراً سنبھل گئی۔ آخر تہ خانہ میں اسے داخل کر کے دروازہ مقفل کر دیا گیا۔ اب ازبلا کو تہ خانہ میں داخل ہوئے تین روز گذر گئے ہیں۔ اور رات

دن کے کسی وقت میں بھی اس کو باہر نکالا نہیں گیا۔ مگر ازبلا خوش وخرم ہے۔ اور اس قدر مطمئن ہے کہ گویا ثبات واستقلال کے لئے فرشتے مامور کر دیے گئے ہیں۔ رات کے سناٹے میں انسانی ڈھانچوں نے فضا کو خوفناک بنا رکھا ہے۔ راہب اور راہبات تمام خانقاہ میں عبادت وریاضت میں مشغول رہتی ہیں۔ اور راتوں کو ان کی آہ وزاری کا شور ازبلا کے کانوں میں پڑتا رہتا ہے۔

اس اثنار میں ازبلا کی سہیلیوں (میرانو، مرتھا، حنانہ) کو بھی معلوم ہو گیا کہ ازبلا کو دھوکے سے بلا کر فلاں خانقاہ کے تہ خانہ میں بند کر دیا گیا ہے۔ اور اس پر سخت مظالم توڑے جا رہے ہیں۔ آخر ان تینوں نے مشورہ کر کے عمر لحمی اور زیاد بن عمر کو اس واقعہ کی اطلاع دینی چاہی اور ایک شب میں زیاد بن عمر کی مجلس میں پہونچ کر تمام واقعات سنائے۔ ان واقعات کو سن کر سب مسلمانوں میں سخت ہیجان پیدا ہو گیا۔

ایک شخص: "واللہ اگر ہم اسی طرح رواداری کرتے رہے تو عیسائی تبلیغ اسلام میں سخت رکاوٹ پیدا کر دیں گے۔ ازبلا اب ہماری بہن ہے۔ اس لئے ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اس کو عیسائیوں کے پنجہ سے جس قیمت پر بھی ہو چھڑایا جائے۔"

دوسرا شخص (تلوار سونت کر) حضرت! اگر حکم ہو تو ابھی جا کر ازبلا کو چھڑا لاؤں۔ افسوس ہماری بہن پر اس قدر سختیاں کی جا رہی ہیں۔ اگر اب بھی ہم خاموش رہے تو یہ سخت ناانصافی ہو گی۔

عمر لحمی: بھائیو! ہیجان اور اضطراب سے کچھ کام نہیں ہوتا۔ یہ معاملہ حضرت (زیاد بن عمر) کی خدمت میں پیش ہے۔ آپ جو حکم دیں گے۔ اس کے مطابق عمل کیا جائے گا۔

سب لوگ: (زیاد بن عمر سے) "یا سیدنا! جو حکم ہو اس کی تعمیل کے لئے حاضر ہیں۔"

زیاد بن عمر: میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ کسی قسم کے اضطراب کا اظہار نہ کرو۔
ورنہ غریب ازبلا کی جان جاتی رہے گی۔ ہم اگر چاہیں تو ابھی اس کو
اسلامی فوج کے ذریعہ بلا سکتے ہیں۔ مگر مصلحت اسی میں ہے کہ ترکیب
سے کام کیا جائے۔ اگر ازبلا مصائب میں گرفتار ہے تو یہ اس کیلئے انشاءاللہ
ایمان کی پختگی کا باعث ہوگا۔ سچ تو یہ ہے کہ مصائب کی لذتوں میں ہی
اسلام کی قدر معلوم ہوتی ہے۔

عمرلحمی: (میرانو، مرتھا اور حنانہ سے) بولو! آپ کی اس میں کیا رائے ہے اور بہن
ازبلا کی آپ امداد کہاں تک کرسکتی ہیں"؟

میرانو: "اگر ہم کو حکم ہو اور یہ معاملہ ہم ہی پر چھوڑ دیا جائے تو آسانی کے ساتھ
ازبلا کو اس مصیبت سے بچایا جاسکتا ہے۔

عمرلحمی: "بہت بہت شکریہ"!

زیاد بن عمر: آپ کو اجازت ہے کہ اپنے طریقہ سے ازبلا کو بچانے کی انتہائی
کوشش کریں۔

تینوں سہیلیوں نے پختہ وعدہ کرکے گھروں کو واپس جانے کی اجازت
طلب کی۔ چنانچہ اجازت دے دی گئی۔ اور وہ سب اپنے اپنے گھروں کو روانہ
ہوگئیں۔ اور ازبلا کی رہائی کا مسئلہ تمام راستہ زیرِ غور رہا۔

چودھواں باب

# کایا پلٹ

ایک روز میرا نو، مرتھا، اور حنانہ لاٹ پادری کے مکان پر گئیں۔ اور ان سے کہا چونکہ ازبلا ہماری سہیلی اور ہم سبق ہے اور وہ ہماری باتوں کو مانتی بھی بہت ہے۔ اس لئے اگر آپ اس سے ملنے کی اجازت مرحمت فرمائیں تو شاید ہم اس کو دین مسیحی میں واپس لانے میں کامیاب ہوسکیں۔ افہام وتفہیم کا یہ آخری موقع ہم کو اور دیا جائے۔ ہم کو ۹۰ فی صد کامیابی کی امید ہے۔

مقدس باپ! ازبلا ہماری لخت جگر ہے۔ اس لئے ہم اس کو سمجھانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں گی۔ آپ ہم کو خانقاہ میں جانے اور ازبلا سے گفتگو کرنے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔

لاٹ پادری: اس مردود لڑکی کو جہنم میں جانے دو۔ وہ بہت پختہ ہوگئی ہے۔ اور خداوند یسوع مسیح نے اس کو کاٹ کر پھینک دیا ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ کہیں وہ تم کو بھی نہ بہکالے۔

میرا نو: خیر تو آخری وقت میں سمجھانے بجھانے میں کیا ہرج ہے۔ اگر وہ مان گئی تو فبہا ورنہ اُس کو آپ جو چاہیں سزا دیں۔

لاٹ پادری: اچھا میں اس شرط پر تم کو خانقاہ جانے اور ازبلا سے گفتگو کرنے کا موقع دیتا ہوں کہ گفتگو کے وقت دو راہب تمہارے ساتھ رہیں گے۔ یہ اس لئے کہ وہ کم بخت تم کو گمراہ نہ کرنے پائے اور کفر کی باتوں سے تم پر کوئی اثر نہ ڈالے۔ اچھا جاؤ کل شام کو خانقاہ جاکر ازبلا پر آخری

اتمام حجت کر آؤ۔ میں خانقاہ کے بڑے راہب کو آج ہی مطلع کر دیتا ہوں۔

اجازت حاصل کر کے میرا نو، مرتھا اور حنانہ خوشی خوشی واپس ہوئیں اور اپنے اپنے گھروں سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جدا ہونے کا انتظام کرنے لگیں۔ کیونکہ انہوں نے جو تدبیر سوچی تھی وہ اسی قسم کی تھی کہ ازبلا کے ساتھ ان کو بھی اپنے گھروں کو ہمیشہ کے لئے چھوڑنا پڑتا تھا۔ بہرحال انہوں نے اپنے اس دائمی سفر کے لئے پوری احتیاط اور رازداری سے کام لیا اور وقت مقررہ سے پہلے زیاد بن عمر اور عمر لحمی کو اطلاع دے دی کہ وہ اس مہم کو سر کرنے میں ان کی مدد کریں۔

جب یہ تمام انتظامات مکمل ہو گئے تو یہ تینوں سہیلیاں اپنے اپنے گھروں سے نکل کر ایک جگہ جمع ہوئیں اور جو وقت لاٹ پادری نے مقرر کر دیا تھا اس کے مطابق چلنے کے لئے آمادہ ہو گئیں۔ ادھر لاٹ پادری نے خانقاہ کے منتظم کے نام ایک تحریر لکھ دی تھی جس میں مذکور تھا کہ ازبلا کی سہیلیاں فلاں وقت خانقاہ میں آئیں گی اور وہ ازبلا کو آخری بار سمجھانے کی کوشش کریں گی۔ لہٰذا تم ان کو خانقاہ میں داخل ہونے کی اجازت دے دینا۔ اور اس سلسلہ میں تم سے جو امداد ہو سکے اس سے بھی دریغ نہ کرنا۔ شاید ازبلا کو اپنی سہیلیوں کے سمجھانے سے ہدایت کی توفیق نصیب ہو جائے۔ چنانچہ جس وقت تینوں سہیلیاں خانقاہ پر پہونچیں تو راہب اور راہبات نے ان کا پُرتپاک استقبال کیا اور یہ سمجھا کہ ازبلا کی ہدایت کے لئے خداوند یسوع مسیح نے اپنی ماں مریمؑ کو ان لڑکیوں کی شکل و صورت میں بھیجا ہے۔ اور تمام اولیا کی امداد ان کے شامل حال ہے۔

یہ تینوں لڑکیاں خانقاہ میں داخل ہو کر بڑے کمرہ کے وسط میں حضرت مریمؑ عذرا کے بُت کے سامنے بیٹھ گئیں۔ اور چاروں طرف راہبوں کی جماعت نے ان کو گھیر لیا۔

ایک راہبہ: (میرانو سے) خداوند یسوع مسیح کی برکت تمہارے شامل حال ہو اور وہ تم کو اپنے مقصد میں کامیاب کرے۔ آپ کو معلوم ہے کہ اس کم بخت لڑکی ازبلا کو کس شیطان نے بہکایا؟ کیسی نیک اور عالمہ لڑکی تھی! خدا شیطان کو غارت کرے۔ ایسے کیسے متّقیوں کو بہکاتا ہے۔

دوسری: مریم عذرا کا تم پر سایہ ہو۔ نجات دہندہ کی قسم تم اپنے مقصد میں ضرور کامیاب ہو گی۔ تمہاری یہ پیاری پیاری صورتیں کامیابی کا یقین دلا رہی ہیں۔ اگر ازبلا پر پھر سے خداوند یسوع کا فضل ہوا تو یہ تمہارا سب سے بڑا کارنامہ ہوگا۔ تمام قرطبہ میں اس کا چرچا پھیل گیا ہے۔ اور اس واقعہ نے تمام مسیحیوں کی ناک کاٹ ڈالی ہے۔

تیسری: خدا کی قسم آج ہی میں نے خواب میں تمہاری ہم شکل لڑکیوں کو دیکھا تھا جو مریم عذرا کی گود میں بیٹھی ہوئی تھیں۔ اور دوسری طرف خداوند یسوع مسیح اشارہ سے فرما رہے تھے کہ ان لڑکیوں کے ذریعہ کلیسیا کی عزّت قائم کی جائے گی۔ اس خواب کو سُن کر تمام راہبوں نے کہا "یہی وہ لڑکیاں ہیں"۔ یہی وہ لڑکیاں ہیں"۔

بڑا راہب: لڑکی ازبلا تہ خانہ میں بند ہے اور اسکے ہاتھ پیروں کو زنجیروں سے جکڑ دیا گیا ہے۔ کم بخت اتنی سخت ہے کہ جتنی زیادہ سزا دو اتنی ہی زیادہ اسلام کی تعریف کرنے لگ جاتی ہے اور اس حالت میں ہم کو بھی تبلیغ کرنے سے باز نہیں رہتی۔ اچھا اب آپ کب اس کے پاس چلیں گی"؟

میرانو: ہمارا ارادہ یہ ہے کہ ہم اطمینان کے ساتھ اس سے گفتگو کریں اور مسیحی دین کے حقائق اس کو سمجھائیں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ سوائے ایک دو راہبوں کے اور کوئی ہمارے ساتھ نہ رہے۔ اب آفتاب غروب ہونے

لگا ہے ایک پہر رات گذر جانے کے بعد ازبلا کو یہیں ہمارے پاس لے آؤ
تاکہ ہم اس کو اپنے ساتھ عبادت اور ریاضت پر آمادہ کریں ممکن ہے کہ سمجھانے کی
نوبت ہی نہ آئے اور مریم عذرا کی برکت سے (بت کی طرف اشارہ کرکے)
اس کا سینہ خداوند مصلوب کے لئے کھل جائے۔

بڑا راہب: جس طرح آپ کا حکم ہو ہم تعمیل کے لئے حاضر ہیں۔ میں ابھی سب راہبوں
کو ہدایت کیے دیتا ہوں کہ وہ آپ کی ریاضت و عبادت میں مخل نہ ہوں
اور وہ آپ سے قطعی علیحدہ رہیں۔"

میرانو: آپ کا بہت بہت شکریہ! اچھا تو ہم پہلے ازبلا سے تہ خانہ میں جاکر
مل آئیں۔ اور معمولی گفتگو کے بعد جو صرف ذاتی اور نجی معاملات سے
متعلق ہوگی اس کو یہاں لے آئیں (مریم عذرا کی طرف اشارہ کرکے)
دیکھو تو ہمارے خداوند کی ماں ازبلا کو گود میں لینے کے لئے بالکل تیار
کھڑی ہیں۔ اور امید ہے کہ ازبلا اس مقدس گود میں آنے سے انکار
نہ کرے گی۔

یہ کہہ کر دو راہب اور تینوں سہیلیاں تہ خانہ کی طرف چلیں۔ تہ خانہ کا
قفل کھولا گیا اور یہ سب اندر تاریکی میں غائب ہوگئے۔

حنانہ: افوہ! اس قدر اندھیرا ہے"۔

راہب: میں ابھی شمع روشن کرتا ہوں ذرا آگے چلئے اور دیکھئے کہیں ٹھوکر نہ
لگ جائے کیونکہ یہاں انسانی ہڈیوں کا فرش بچھا ہوا ہے"۔

راہب نے آگے بڑھ کر شمع روشن کی جس کے بعد ازبلا کی نظر ان
سہیلیوں پر پڑی اور وہ دیکھتے ہی باغ باغ ہو گئی۔ ابھی میرانو، مرتھا، اور حنانہ
نے اسے دیکھا بھی نہ تھا کہ ازبلا نے زور سے کہا "السلام علیکم"!

راہب: "اوکم بخت، مردود لڑکی! کل تو اسی بات پر پٹ چکی ہے۔ لیکن اپنی حرکت سے باز نہیں آتی"؟

السلام علیکم کی صدا سن کر بے اختیار سب سہیلیوں کو ہنسی آ گئی لیکن جب وہ قریب پہونچیں اور ازبلا کو زنجیروں میں جکڑے ہوئے دیکھا تو سب کی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے"۔

میرآنو: ازبلا! اچھی تو ہو۔ کہو یہاں کیسی گذرتی ہے۔؟ دیکھا حق سے روگردانی کی سزا کس طرح ملتی ہے"!

ازبلا: (تبسم کے ساتھ) بہن سچ کہتی ہو۔ حق کی خاطر تو بعض لوگوں کو سولی پر بھی چڑھایا گیا ہے"!

میرآنو: ہم یہاں تم سے گفت گو کرنے نہیں آئے ہیں بلکہ اس لئے آئے ہیں کہ ہم تمہارا طریقہ اختیار کرلیں"۔

یہ کہہ کر تمام سہیلیاں کھل کھلا کر ہنس پڑیں۔ اور ساتھ ہی دونوں راہبوں نے بھی قہقہہ لگایا۔

میرآنو: ازبلا! آخر تم شیطان کے پنجہ میں کب تک گرفتار رہو گی؟ دیکھو تمہارے ارتداد سے تمام شہر قرطبہ کے عیسائیوں میں کیسا ہیجان پیدا ہو گیا ہے۔ بہتر ہے کہ تم اسلام کو ترک کر کے پھر صلیب کے سایہ میں آجاؤ"۔

ازبلا: شیطان سے بچنے کی اس کے سوا کوئی ترکیب نہیں کہ اسلام کو قبول کر لیا جائے یہی وہ مضبوط قلعہ ہے جس کی پناہ میں آ کر انسان تمام شیاطین سے کامیاب جنگ کر سکتا ہے۔ یہ خیال کہ عیسائی ہو کر ہی کوئی شخص شیطانی گرفت سے بچ سکتا ہے خیال خام ہے۔ اگر تم نے انجیل شریف کا مطالعہ کیا ہوگا تو تم کو علم ہوگا کہ شیطان کے پنجہ سے مقدس حواری

بھی نہ نکل سکے۔ اور خود حضرت عیسٰی علیہ السلام نے بعض حواریوں کو شیطان کہہ کر پکارا ہے۔ جب وہ حواری بھی شیطان کے اثر سے نہ بچ سکے جنہوں نے حضرت عیسٰیؑ اور بقول تمہارے خداوند کی آنکھوں کے سامنے اور ان کی نگرانی میں تعلیم پائی تو آج کل کے عیسائی کس طرح شیطان سے بچ سکتے ہیں۔ مگر اسلام کہتا ہے کہ خدا کے نیک بندوں کو شیطان چھو بھی نہیں سکتا۔ (قرآن شریف پارہ ۴، رکوع ۲)

میرآنو تم نے تو پھر وہی بحث شروع کر دی جس میں تم تمام پادریوں سے ہار چکی ہو (ہنس کر) اور ہم خدا کے فضل سے کامیاب ہو چکے ہیں۔ لہٰذا اس مذہبی گفتگو کو تو ختم کرو۔ اپنی تکلیفوں کی طرف دیکھو۔ آہ ازبلا! یہ تم پر خداوند کا عذاب ہے کہ آج تم قرطبہ کے لاٹ پادری کی بیٹی ہو کر کانٹوں کے فرش پر سوتی ہو اور تمہارے نازک ہاتھ اور پیر زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں۔ خدارا تم اپنی حالت پر ہی رحم کرو۔"

ازبلا: اگر تکلیفوں سے بچنے کے لئے حق کو چھوڑا جا سکتا۔ تو مسیحی شہدا کبھی جام شہادت نوش نہ کرتے مصیبتوں کا نزول باطل کی نشانی ہوتا تو اکثر مسیحی جن پر کلیسا کو ناز ہے باطل پر ٹھہرتے ہیں۔ سچ پوچھو تو تمہاری ان باتوں سے مجھے اس قدر تکلیف پہونچی ہے کہ اتنی تکلیف کانٹوں کے فرش پر سونے اور پابہ زنجیر ہونے سے بھی نہیں پہونچی۔ کیا تم مجھے تکلیف پر تکلیف پہونچانے آئی ہو۔

میرانو (راہب کی طرف مخاطب کر کے ازبلا باتوں سے تو کبھی بھی شکست نہیں کھائے گی اس کا تو بس یہی علاج ہے کہ آج رات مریم عذرا کے مقدس بت کے سامنے اس کو اپنی ریاضت و عبادت میں شامل کیا جائے۔ دیکھ لینا

آج ہی رات میں اس کی کایا پلٹ ہو جائے گی۔ اور اس کا دِل مصلوب مسیح کی طرف پلٹ جائے گا۔"

راہب: "خداوند مسیح ایسا ہی کریں۔ مگر بظاہر تو ازبلا کو حق کی طرف رجوع کرنا بہت مشکل معلوم ہوتا ہے۔"

میرانو: قاعدہ یہی ہے کہ جو شخص جتنا زیادہ سخت ہوگا اسی قدر جلد ایمان کو قبول کرے گا۔ دیکھو مقدس پولوس خداوند کے کیسے دشمن تھے اور تمام مومنوں کو ان کے ہاتھ سے کیسی کیسی تکلیفیں برداشت کرنی پڑیں۔ مگر وہی آئندہ چل کر مسیح مذہب کا ستون قرار پائے اور انھی پر سب سے زیادہ خداوند کا فضل نازل ہوا۔"

راہب: "سچ کہتی ہو۔ خداوند مسیح ازبلا سے بھی یہی سلوک کریں اور یہ بھی تم سے آکر مل جائے۔"

میرانو: "اچھا، اب یہاں سے چلنا چاہیئے۔ اور اسی بڑے کمرہ میں بیٹھ کر عبادت کی تیاری کر لینی چاہیئے (راہب سے) دیکھو ایک پہر رات گذرنے پر ازبلا کو ہمارے کمرہ میں پہونچا دینا اور ایک راہبہ کو بھی ہمارے پاس رہنے کی اجازت دے دینا تاکہ وہ ازبلا کی نگرانی کرتی رہے۔

راہب: بہت اچھا! آپ کی خدمت میں ازبلا کو وقت مقررہ پر پہنچا دیا جائیگا۔

میرانو: کیا آپ یا کوئی اور راہب بھی رات بھر ہمارے پاس رہنے کی تکلیف گوارا فرمائیں گے۔"؟

راہب: "بسر و چشم! مگر آپ جانتی ہیں کہ ہم بھی رات بھر عبادت اور یادِ الٰہی میں مشغول رہتے ہیں۔"

میرانو: "آپ کی خوشی! کوئی خاص ضرورت نہیں ہے۔ اچھا صبح گفتگو کے وقت

حسب ضابطہ آپ ہمارے ساتھ رہیئے ؛؛
راہب: ضرور! صبح تو میں کیا اور راہب بھی آپ کی گفت گو سُنیں گے۔"
مرتھا: اگر خداوند مسیح نے چاہا تو رات ہی رات میں مقصد حاصل ہو جائے گا۔
اور گفتگو کی ضرورت ہی نہ پڑے گی۔ مرتھا نے یہ جملہ اس انداز سے کہا کہ
راہب کے سوا اس کے مطلب کو سب لڑکیاں سمجھ گئیں۔

اس کے بعد مرتھا، حنانہ اور میرانو راہب کے ہمراہ تہ خانہ سے باہر نکل آئیں
اور خانقاہ کے بڑے کمرہ میں پہونچ گئیں اور راہب نے تہ خانہ کو پھر مقفل کر دیا۔
کھانا کھانے اور دیگر ضروریات سے فارغ ہو کر میرانو، حنانہ اور مرتھا نے پھر
ایک دفعہ خانقاہ کی سیر کی اور راہب اور راہبات سے گفتگوئیں کیں۔ خانقاہ
کے راہب اور راہبات رات کی ریاضت کے لئے تیاری میں مشغول ہو گئیں۔
اور یہ تینوں سہیلیاں پھر اپنے کمرہ میں آگئیں۔ خانقاہ میں گشت کرنے اور
راہبات سے گفتگو کرنے کا مقصد یہ تھا کہ کسی ایسی راہبہ کا پتہ چلایا جائے جو
سب سے زیادہ عابدہ ہو۔ چنانچہ ایک ایسی راہبہ کا پتہ چل گیا اور یہ بھی معلوم
ہو گیا کہ رات کے کن اوقات میں وہ مصروف عبادت رہتی ہے۔

اب رات کی ایک پہر گھڑی ختم ہونے کے قریب ہے۔ اور تینوں سہیلیاں
خاموشی کے ساتھ گفتگو میں مصروف ہیں۔ اتنے میں بڑے کمرہ کا دروازہ کھلا
اور وہی پہلا راہب اندر داخل ہوا۔ تینوں سہیلیاں اس کو دیکھ کر سروقد
کھڑی ہو گئیں۔ کیونکہ وہ خانقاہ کے تمام راہبوں کا سردار تھا۔ راہب نے آتے
ہی اطلاع دی کہ ازبلا کو تہ خانہ سے نکال کر آپ کی خدمت میں حسب وعدہ پہونچایا
جاتا ہے اور ایک راہبہ کو بھی جلد یہاں بھیج دیا جائے گا۔
میرانو: "آپ کسی ایسی راہبہ کو یہاں بھیجیں جو سب سے زیادہ عابدہ اور شب

زندہ دار ہو۔ اور جو حقیقت میں ولیہ بھی ہو۔ کیا اس خانقاہ میں کوئی ایسی راہبہ ہے"۔؟

راہب: یہاں جتنی راہبات ہیں وہ سب کی سب عابدہ اور خداوند مسیح کی خاطر طرح طرح کی تکلیفیں برداشت کر رہی ہیں۔ مگر ان میں ایک راہبہ جس کا نام ارقیہ ہے سب سے زیادہ نیک، عابدہ اور صاحب کشف وکرامت ہے۔ اور خاندان کے اعتبار سے بس یہی کہنا کافی ہوگا کہ فرانس کی شہزادی ہے جس نے دولت اور حکومت پر لات مار کر مریم عذرا کی خاطر اپنے آپ کو قربان کر دیا ہے"۔

میرانو: "بس ہمارا مطلب حاصل ہو گیا ہم کو ایک ایسی ہی راہبہ کی ضرورت تھی جو ہمارے ساتھ عبادت کرے اور ازبلا پر اپنا روحانی اثر ڈالے۔ کیا وہ صاحب کرامت بھی ہیں"۔؟

راہب: "اس کی کرامت کا تو دُور دُور شہرہ ہے۔ کیا آپ نے اپنے والد میکائیل سے کبھی اس کے متعلق تذکرہ نہیں سُنا۔؟ بس یوں خیال کیجئے کہ وہ زہر کا پیالہ پی لیتی ہے اور اس کا اثر قبول نہیں کرتی۔ ایک دفعہ اسی خانقاہ میں ایک خوفناک اور زہریلا سانپ آگیا اور ارقیہ کے پاؤں پر گر پڑا۔ یہ میرا چشم دید واقعہ ہے"۔

میرانو: "خداوند کا نام بُلند ہو! بس تو کام ہو گیا۔ اب آپ تشریف لیجائیے۔ اور ازبلا اور ارقیہ کو ہمارے پاس بھیج دیجئے"۔

پندرھواں باب

# فرانس کی شہزادی

تھوڑی دیر کے بعد ازبلا کو بڑے کمرہ میں جہاں تینوں سہیلیاں بیٹھی ہوئی تھیں پہونچا دیا گیا۔ راہب نے کہا فرانس کی شہزادی ارقیہ ذرا تھوڑی دیر میں اپنی ابتدائی ریاضت کو ختم کرکے تشریف لائیں گی۔ یہ کہہ کر راہب صاحب تشریف لے گئے۔ اب ازبلا کے ساتھ میرانو، مرتھا، اور حنانہ کو رازدارانہ گفتگو کرنے کا موقع مل گیا۔ چنانچہ موجودہ حالات پر خوب باتیں ہوئیں اور ازبلا کو اس مصیبت سے نجات دلانے کے لئے مختلف تدابیر پر غور کیا گیا کہ وہ اس دائمی مصیبت سے بچنے کے لئے عارضی طور پر مسیحیت کا اقرار کرے یا اقل درجہ میں کچھ نرمی اختیار کرے۔ لیکن ازبلا نے اس مشورہ کو ٹھکرا دیا اور کہا کہ اسلام کی وجہ سے مجھ پر جو مصیبتیں نازل ہوں گی وہ انشاءاللہ گناہوں کا کفارہ اور ایمان کی زیادتی کا موجب ہوں گی۔ اگر خدا کو مجھے ظالموں کے پنجہ سے چھڑانا ہی ہے تو وہ اس کے اسباب بھی مہیا کر دے گا۔ ورنہ اس کے فیصلہ پر کسی کو اختیار نہیں۔ آخر غور و فکر کے بعد ایک تجویز پیش کی گئی جس پر سب نے اتفاق کیا۔ اور تدبیر پختہ ہو جانے کے بعد سب لڑکیاں ریاضت میں مشغول ہو گئیں۔ ازبلا کی عبادت تو صرف قرآن مجید کی یہ دعا تھی: رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ الخ سورہ بنی اسرائیل رکوع ۸) ترجمہ: اے رب مجھ کو خوبی کے ساتھ پہونچائیو اور مجھ کو خوبی کے ساتھ لے جائیو اور مجھ کو اپنے پاس سے ایسا غلبہ دیجیو جس کے ساتھ نصرت ہو۔ میرانو درود شریف میں مشغول ہو گئی اور مرتھا اور حنانہ حسب حال

مختلف دُعائیں کرنے لگیں۔ اتنے میں کمرہ میں فرانس کی مشہور راہبہ اور ولیہ ارقیہ داخل ہوئی۔ جس کا سب نے استقبال کیا۔

ارقیہ: مجھے بڑا افسوس ہے کہ ازبلا نے خداوند کا دامن چھوڑ کر کفر کے ساتھ رشتہ جوڑ لیا ہے۔ خبر نہیں شیطان نے اس پر قبضہ کیوں جمایا۔ میں نے کل ہی خواب میں مسلمانوں کے بڑے عالموں کو جہنم میں جلتے دیکھا ہے۔ یہ کم بخت لڑکی بھی انھیں میں شامل ہونا چاہتی ہے۔ اگر یہ خداوند کی صلیب کو پھر اپنے کندھوں پر اٹھا لے اور چند روز ہی میرے ساتھ رہے تو میں خداوند کی زیارت کرا دوں گی۔"

میرانو: واقعی بڑے شرم کی بات ہے کہ ہمارے روحانی باپ کی لڑکی اس طرح مرتد ہو جائے۔ آج ہم نے اسی لئے آپ کو تکلیف دی ہے کہ آپ اپنی روحانی توجہ سے ازبلا پر اثر ڈالیں۔ اور اس کو خداوند کے قدموں میں لے آئیں۔ دلائل سے تو ازبلا خاموش نہیں ہوتی مگر اب روحانی طریقہ سے مطمئن کرنے کی ضرورت ہے۔

ارقیہ: بہتر ہے! آج ہی دعا اور ریاضت سے ازبلا کے قلب کو مریم عذرا کی طرف پھیرنے کی کوشش کی جائے گی اور مجھے یقین ہے کہ یہ لڑکی صبح تک ٹھیک ہو جائے گی۔ میں دیکھ رہی ہوں کہ خداوند اپنی آغوش کھولے ہوئے ازبلا کی طرف ہاتھ بڑھا رہے ہیں اور ازبلا بھی ان کی گود میں جانے کے لئے تیار ہو گئی ہے۔ آپ گھرائیں نہیں۔ دیکھئے صبح تک کیا ہوتا ہے۔

(یہاں ازبلا نے کچھ بولنا چاہا مگر مرتھا نے اشارہ سے منع کر دیا) ارقیہ یہیں تک اپنی کرامتوں کا اظہار کرنے پائی تھی کہ دروازہ پھر کھلا اور وہی بڑا راہب اندر داخل ہوا۔ اور میرانو سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ آپ کو

چند راہبات کی اور ضرورت ہو تو وہ بھی حاضر کر دی جائیں"۔ میرآنو نے کہا کہ آپ کی نوازش کا شکریہ۔ ہمیں اب کسی راہبہ کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر آپ رات میں ایک دو دفعہ تشریف لاکر ہمیں اپنے مشوروں سے مستفید فرمائیں تو آپ کی بڑی مہربانی ہوگی۔ راہب نے وعدہ کیا کہ وہ دو دو گھنٹہ کے بعد ضرور حاضر ہوگا۔ اور آپ کے ہر حکم کی تعمیل کرے گا۔ یہ کہہ کر وہ اُلٹے پاؤں پھر گیا اور دروازہ بند کر لیا گیا۔

اب نصف رات ہونے میں ایک گھنٹہ باقی رہ گیا ہے۔ اس لئے تمام لڑکیاں ارقیہ کے ساتھ عبادت کرنے میں مشغول ہوگئیں۔ مریم عذرا کے بُت کے سامنے ارقیہ کی نشست تھی۔ اور دس دس قدم کے فاصلے پر لڑکیوں نے اپنی نشستیں مخصوص کرلیں۔ میرآنو نے ازبلا کی نشست اپنے قریب ہی مقرر کرلی تاکہ اگر کوئی ضروری بات کہنی ہو تو آسانی کے ساتھ کہہ سکے اور کوئی دوسرا اس کو سننے نہ پائے۔

جب عبادت کو ایک گھنٹہ گذر گیا تو میرآنو نے ازبلا سے بہت دھیمی آواز میں کہا کہ "دیکھو ہم جو کچھ بھی گفتگو کریں تم اس میں مداخلت نہ کرنا اور خاموشی سے سنتی رہنا اور ہماری ہر بات کو فوراً مان لینا" یہ کہہ کر میرآنو پھر خاموش ہوگئی۔ ارقیہ اپنی ولایت کے جوش میں عجیب عجیب حرکتیں کر رہی ہے۔ کبھی دونوں ہاتھوں کو آگے لے جاتی ہے گویا وہ کسی کو اپنی آغوش میں لینا چاہتی ہے کبھی آہ وزاری کرتی ہے اور کبھی چیخیں مارنے لگتی ہے۔ اور بار بار منہ سے یہ الفاظ نکال رہی ہے "ہاں! ہاں خداوند تیرا نام مبارک ہو اور روح القدس جلد ہماری دستگیری کرے"!

رات کا ایک بجا ہوگا کہ میرانو نے زور سے ایک چیخ ماری اور بیہوش ہوگئی۔ ازبلا اپنی جگہ پر نہایت استقلال سے جمی بیٹھی رہی۔ مگر ارقیہ۔ مرتھا۔ اور حنانہ دوڑ کر اس کے پاس پہونچ گئیں اور پانی لے کر اس کے سر پر ڈالنے لگیں۔ ارقیہ

نے پانی ڈالنے سے منع کیا اور کہا کہ میرانو نے یقیناً خداوند کی زیارت کی ہے۔ اور ہماری آج کی عبادت یقیناً کامیابی پر ختم ہو گی گھبراؤ نہیں یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ خداوند ہماری خانقاہ میں آئے۔ (ازبلا کے پاس جاکر) کیوں بی ازبلا! کیا اب بھی تم کو خداوند کی صلیب اٹھانے میں کوئی عذر ہے۔ ازبلا نے کوئی جواب نہیں دیا اور خاموشی سے سنتی رہی۔ ازبلا کی خاموشی نے ارقیہ کو اور بھی یقین دلایا کہ واقعی خداوند نے یہاں نزول فرما کر ازبلا پر برکت کی نظر ڈالی ہے۔ الغرض میرانو بدستور بے ہوش ہے۔ اتنے میں بڑا راہب کمرہ میں داخل ہوا اور گھبرا کر دریافت کیا کہ ہیں! یہ کیا ہوا؟ ارقیہ نے فوراً اپنی وہم پرستی کی داستان سنانی شروع کر دی اور اور نہایت وثوق سے کہا کہ میرانو پر خداوند نے نزول فرمایا ہے۔ راہب نے سنتے ہی ارقیہ کے بیان کی تصدیق کی۔ کیونکہ وہ پہلے ہی سے ارقیہ کی ولایت کا قائل تھا۔ آخر کوشش کر کے میرانو کو ہوش میں لایا گیا۔ اور ہوش و حواس درست ہونے پر راہب نے یوں سلسلۂ کلام شروع کیا۔

راہب: میرانو! کہو کیا حال ہے؟ کوئی خوش خبری ہو تو سناؤ۔"

میرانو: (ارقیہ کی طرف اشارہ کر کے) بس آپ کی کرامت اور برکت کا ظہور ہے آپ کی توجہ نے روح القدس سے میری ملاقات کرادی۔"

ارقیہ: خداوند کا نام بلند ہو۔ مسیح مصلوب کا نام مبارک ہو۔"

راہب: ہاں ہاں۔ تو پھر آپ نے کیا دیکھا؟"

میرانو: میں عبادت میں مشغول تھی کہ یکایک ایک نہایت خوبصورت اور شکیل انسان میری طرف دوڑا۔ اور اس نے ازبلا کی طرف غور سے دیکھا جس کے بعد اس کے چہرہ سے مسکراہٹ نمایاں ہوئی۔"

راہب: "مبارک، مبارک!!"

میرانو : میں اس انسان کو غور سے دیکھ رہی تھی کہ وہ میری طرف متوجہ ہوا۔اور
میں نے اس کے چہرہ پر ایک نشان دیکھا جس پر نورانی حروف سے لکھا ہوا
تھا "روح القدس" (یہاں ازبلا کو بلا اختیار ہنسی آگئی۔ مگر اس نے ہنسی
کو کھانسی کر مشتبہ بنا دیا)

ارقیہ : اے خداوند تیرا نام مبارک ہو"!

میرانو : اس کے بعد اس نے ایک شیشی نکالی اور ازبلا کے سر پر اس میں سے چند
قطرے ٹپکائے"

راہب : یقیناً وہ ایمان کے قطرے تھے۔ ازبلا تیری قسمت کھل گئی"!!

میرانو :۔ اس کے بعد روح القدس نے مجھ سے دو باتیں فرمائیں۔......"

راہب": فرمائیے وہ باتیں کیا تھیں"؟

میرانو : انہوں نے کہا کہ قرطبہ کے جنوب میں جو مقدس گرجا ہے اور جو آجکل ویران
پڑا ہوا ہے اور جس میں مقدس اولیاء کی ہڈیاں زائرین اور برکت
چاہنے والوں کے لئے رکھی ہوئی ہیں میں وہاں جاتا ہوں۔ اور دیکھو
خداوند یسوع تمہارا وہاں انتظار کر رہے ہیں اور اپنی برکتوں کا
ہاتھ پھیلائے ہوئے ہیں"

ارقیہ : مصلوب خداوند! تیرا نام بلند ہو۔ مقدس مریم کی قسم کیا مبارک کشف ہے
اور میں نے تو یہاں قدم رکھتے ہی خداوند کی زیارت کر لی تھی۔ دیکھا میرانو
کے کشف نے میری بات کی کیسی تصدیق کر دی"

راہب : اچھا اب دوسری بات بتاؤ کہ روح القدس نے کیا فرمایا"؟

میرانو": دوسری بات......"

راہب:" ہاں"

میرانو : "دوسری بات یہاں نہیں بتائی جا سکتی۔ کیونکہ مجھے یہی حکم ہوا ہے"۔

راہب "کیا روح القدس نے یہ فرمایا ہے کہ دوسری بات کا اظہار نہ کرنا"۔

میرانو : ہاں یہ فرمایا ہے کہ سب آدمیوں کے سامنے اس کا اظہار نہ کرنا"۔

راہب : اچھا یہ تو بتا دو کہ وہ کسی شخص کے متعلق ہے یا کسی کام کے متعلق"!

میرانو : میں اتنا بتا دیتی ہوں کہ وہ آپ کے متعلق ہے۔ اے مقدس باپ مبارک ہو! ہمیں کیا معلوم تھا کہ خداوند کے یہاں آپ کا درجہ اتنا بلند ہے"۔ چونکہ راہب اور رومن کیتھولک مذہب کے عیسائی بڑے سریع الاعتقاد اور خوش فہم ہوتے ہیں۔ اس لئے دیگر باتوں کی طرح راہب اس بات پر بھی ایمان لے آیا۔ اور مارے خوشی کے اچھل پڑا اور میرانو کی زبان سے یہ سن کر ہمیں کیا معلوم تھا کہ خداوند کے ہاں آپ کا درجہ اتنا بلند ہے"۔

ارقیہ : "(فرانس کی شہزادی) راہب کے قدموں پر گر پڑی اس کے قدموں سے اپنے ماتھے کو رگڑنے لگی۔ راہب بھی جو خوشی اور مسرت کا مظہر کامل بنا ہوا سکتہ کے عالم میں کھڑا تھا یہ الفاظ منہ سے نکالے "بیٹی! اطمینان رکھ تو بھی میرے ساتھ جنت میں ہوگی"۔

الغرض مسرت اور خوشی کے اظہار میں دو گھنٹے کے قریب گذر گئے اور ہوش آنے کے بعد ارقیہ نے راہب سے کہا :

ارقیہ : تو ہاں، اب ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔؟

راہب : اپنے خداوند کی تلاش میں اسی جگہ چلنا چاہیئے جہاں کیلئے میرانو کو حکم ہوا ہے۔ (ازبلا کی طرف مخاطب ہو کر) اری لڑکی! سچ تو یہ ہے تیری ہی وجہ سے آج ہم پر روح القدس کا نزول ہوا ہے۔ یقیناً تو خداوند سے ملاقات کرتے ہی ولیہ بن جائے گی اور بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے"۔

میرانو: کیا ہمیں اس پُرانی کلیسا میں جانے کی ضرورت ہے جہاں کے لئے رُوح القدس نے ارشاد فرمایا ہے۔

راہب: بھولی لڑکی! کیا اب بھی تم کو وہاں جانے میں کوئی شک ہے۔ جبکہ مقدس روح کہہ چکی ہے کہ صبح ہونے سے پہلے ہی اس مقام پر پہونچنا چاہیئے"۔

میرانو: اچھا تو ازبلا کو تہ خانہ میں بند کردو اور چلنے کا سامان کرو"۔

راہب: واہ وا! جس کے لئے مقدس روح یہاں آئی اور ہم کو خداوند سے ملاقات کرنے کا شرف حاصل ہوا اس کو تم یہاں چھوڑے جاتی ہو؟ دیکھو ازبلا پر خدا کا خاص فضل ہوا ہے جس طرح مقدس پولوس پر فضل ہوا تھا کہ باوجود خداوند سے انتہائی دشمنی کے ان پر فضل وکرم ہوا۔ پس اٹھو اور ازبلا کو ساتھ لو۔ اور کلیسا کو چلو"۔

حنانہ: اگر ازبلا راستہ میں کہیں گم ہو جائے تو"؟

راہب: (ہنس کر) خوب! پھر خداوند نے اپنی مقدس بارگاہ میں یونہی بلایا ہے؟ گویا خداوند کو اتنی بھی خبر نہیں کہ جس کو میں بلا رہا ہوں وہ بھاگ جائے گی"؟

ارقیہ: میرے خیال میں اب تاخیر مناسب نہیں کیونکہ روح القدس نے فرمایا ہے کہ بہت جلد وہاں پہونچو (آسمان کی طرف نگاہ اٹھاکر) اے لو میں تو پیارے روح القدس کو دیکھ رہی ہوں۔ اے خداوند تیرا نام مبارک (سب نے ہم آہنگ ہو کر باآواز بلند کہا) خداوند تیرا نام مبارک ہو"۔

راہب: اچھا میں خانقاہ کے گدھوں کو کھلوا کر باہر کھڑا کرتا ہوں۔ اتنے میں تم تیار ہو جاؤ۔ گدھے بھی برق رفتار ہیں۔ آدھ گھنٹے میں وہاں پہونچا دیں گے"۔

یہ کہہ کر راہب نے چند خادموں کو بلا کر گدھوں کو باہر نکالنے کا حکم دیا۔ چنانچہ فوراً اس حکم کی تعمیل کی گئی اور اپنے چلنے کو راز میں رکھا اور کسی پر ظاہر نہ ہونے دیا۔ راہب صاحب بڑے خوش تھے کہ ازبلا وہاں پہونچتے ہی اور

خداوند مسیح کی زیارت کرتے ہی اپنے گناہوں سے توبہ کرکے مسیح کی صلیب کو اٹھالے گی اور لاٹ پادری (ازبلا کے والد صاحب) اس معجزہ کو دیکھ کر حیران رہ جائیں گے۔"

اب سب چلنے کو تیار ہوگئے۔ اور ازبلا، خانہ، مرتھا، میرا نو، ارقیہ اور راہب برق رفتار گدہوں پر سوار ہیں میرا نو کے کہنے سے احتیاطاً ازبلا کو وسط میں کرلیا۔ پون گھنٹے کے بعد یہ سب حضرات کلیسائے پطرس میں پہونچ گئے۔ اس کلیسا میں ان مسیحی شہداء کی لاشوں اور ہڈیوں کو رکھا جاتا تھا جو عالم مسیحیت میں ممتاز درجہ رکھتے تھے۔ یہاں دُور دُور سے مسیحی خواتین برکتیں حاصل کرنے کے لئے آیا کرتی تھیں جس طرح جاہل مسلمان اجمیر، پیران کلیر اور نظام الدین دہلی جایا کرتے ہیں۔

صبح صادق کے نمودار ہونے میں ابھی بہت وقت باقی ہے۔ اور کلیسا کا خوفناک منظر دلوں میں ڈر اور خوف پیدا کر رہا ہے۔ ارقیہ اور راہب دو بڑے ڈھانچوں کے سامنے کلیسا میں گھستے ہی گر پڑے اور چیخیں مار مار کر رونے لگے۔ کیونکہ انکو توقع تھی کہ صبح سے پہلے پہلے خداوند کی زیارت ہوگی اور روح القدس ان کو اپنے سینہ سے لگالیں گے

ادھر تو نالہ نیم شبی کا بازار گرم تھا اور دوسری طرف ازبلا اور اس کی تینوں سہیلیاں کسی اور ہی تدبیر میں مشغول تھیں۔ یکایک چاروں لڑکیوں نے ایک رسی لی اور بہت سا پرانا گودڑ اپنی جیبوں سے نکالا اور فوراً راہب کو جو کسی ولی کے ڈھانچہ کے سامنے پڑا آہ وبکا کر رہا تھا جاکر پکڑلیا۔ اور دو لڑکیوں نے راہب کے ہاتھ پکڑے اور دو نے پیر، ہاتھ اور پیر کو رسی سے خوب جکڑ دیا اور منہ میں گودڑ ٹھونس دیا۔ وہ بیچارا اس ناگہانی آفت پر واویلا بھی نہ مچا سکا۔ ارقیہ ایک بت کے سامنے خداوند کی زیارت کے شوق میں سجدہ ریز تھی۔ راہب کا انتظام کرنے کے بعد یہ لڑکیاں ارقیہ کے پاس گئیں اور اس کے کان میں جاکر کہا: مقدس بہن! آؤ ہم تم کو خداوند کی زیارت کرائیں"

یہ سنتے ہی ارقیہ فوراً جوش سے ایک دم کھڑی ہوگئی۔ اور جب بےبس راہب کے پاس پہونچی تو اس کے منہ سے بے ساختہ نکلا" ہیں! یہ کیا!"؟

ازبلا: یہ تمہارے خداوند ہیں جن کی زیارت کے لئے یہاں آئی ہو۔"

یہ کہہ کر سب نے ارقیہ کو اپنے مستقبل سے آگاہ کیا اور اس کو اسلام کی تبلیغ کی اور کہا کہ اگر تم کو روح حق اور انسان کامل کی زیارت کرنی ہے تو لاالٰہ الا اللہ محمدؐ رسول اللہ پڑھو۔ ورنہ تمہارا مصنوعی خداوند قیامت تک تم کو نظر نہ آئے گا۔ یہ کہہ کر چاروں سہیلیاں گدھوں پر سوار ہو کر بسرعت تمام روانہ ہوگئیں۔

انکے چلے جانے کے بعد ارقیہ سکتہ کے عالم میں کھڑی رہی گویا اس کا عقل وشعور کھو گیا۔ آخر ٹمٹماتی ہوئی موم بتی کی روشنی میں راہب نے اسکو کسی طرح اشارہ کرکے متوجہ کیا اور ارقیہ نے اوّل تو اس کے منہ سے گودڑ نکالا اور پھر اسکے ہاتھ پیر کھولے۔ چیخنے چلانے پر دیگر زائرین اپنے حجروں سے باہر نکل آئے۔ مگر ازبلا اور اسکی سہیلیاں انکو کہاں نظر آسکتی تھیں۔

ازبلا اپنی تینوں سہیلیوں (مرتھا، خنانہ، اور میرانو) کے ساتھ کلیسائے لطرس سے نکل کر اپنے برق رفتار گدھوں کو سرپٹ دوڑا کر سیدھی عمرلمی کے مکان پر پہونچیں اور عمرلمی اور دیگر علمار کو گذرے ہوئے جملہ واقعات کی اطلاع دی۔ حضرت زیاد بن عمر کو بھی ان دلچسپ واقعات سے مطلع کیا۔ تمام مسلمانوں نے میرانو کی دانشمندی پر حیرت کا اظہار کیا اور عیسائیوں کے مظالم سے نجات پانے پر چاروں مہمانوں کو مبارکباد دی۔ حضرت زیاد بن عمر کی مجلس میں جو روزانہ بعد نماز عشا منعقد ہوتی تھی یہ چاروں لڑکیاں حاضر ہوئیں جہاں اور بھی بڑے بڑے علمائ، فلاسفر، اطبا، مفسر، محدث ارباب لغت دائرۂ رجال بھی تشریف فرما تھے۔ چونکہ قریب قریب جملہ مسلمانوں کو ازبلا کے حالات کا علم تھا اور دوسرے تیسرے روز عمرلمی کے پاس خبریں پہونچ جایا کرتی تھیں اس لئے اس مجلس میں بیک وقت ان تمام خواتین کی موجودگی نے جملہ حاضرین میں خوشی ومسرت کی برقی لہر دوڑا دی اور ہر شخص ان کی دلچسپ اور سبق آموز تقریروں کو سُننے میں ہمہ تن مصروف ہوگیا۔

سولھواں باب

# خفیہ مجلس

اس مجلس اور اس کے علاوہ دیگر مجلسوں کا حال آئندہ بیان کیا جائے گا۔
اب ہمیں ذرا کلیسائے پطرس اور خانقاہ کو جاکر دیکھنا چاہیئے اور معلوم کرنا چاہیئے
کہ خانقاہ کے راہب صاحب اور راہبہ پر کیا گذری اور لاٹ پادری (ازبلا کے والد)
اور میکائیل (میرانو کے والد) نے اس خبر کو کس طرح سنا اور قرطبہ کے عیسائیوں
میں اس واقعہ نے کیا صورت حالات پیدا کی۔
واقعہ اس طرح ہوا کہ جب یہ چاروں لڑکیاں کلیسائے پطرس سے گدھوں
پر سوار ہو کر روانہ ہوئیں تو یہ بے چارہ راہب پابزنجیر پڑا ہوا تھا۔ اور چونکہ منہ
میں کپڑا ٹھونسا ہوا تھا اس لئے وہ بول بھی نہ سکا۔ آخر راہبہ نے منہ سے کپڑا نکالا
اور ہاتھ پیر سے رسی کھولی۔ اس قید سے آزادی ملنے کے بعد بھی راہب پر بدہوشی
کا عالم طاری رہا۔ ادھر راہبہ چاروں طرف دوڑتی رہی۔ زائرین حجروں میں
قیام پذیر تھے۔ جب ان کو اس واقعہ کا علم ہوا تو بے چارے سر پیٹنے لگے۔
اور حسب عادت ولیوں کے ڈھانچوں کے سامنے کھڑے زار و قطار رونے لگے۔
جب ماتم سرائی ختم ہوئی اور راہب اور راہبہ کے ہوش و حواس ٹھیک ہوئے
تو زائرین کے دو گدھوں پر سوار ہو کر خانقاہ روانہ ہوئے۔ خانقاہ میں قدم
رکھتے ہی تمام راہبوں اور راہبات نے استقبال کیا لیکن جب ان دونوں کے
چہروں پر شرمندگی، ندامت اور شکست کے آثار دیکھے تو وہ بھی حیرت زدہ
رہ گئے۔ اتنے میں ایک شخص جرأت کر کے آگے بڑھا اور راہب سے اس طرح گویا ہوا۔

شخص: "حضور! مقدس باپ (لاٹ پادری) نے یہ رقعہ بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ اس کا جواب لے کر جلدی آؤ۔"

راہب: (سر پکڑ کر) ہائے میں کس طرح مقدس باپ کو اپنی صورت دکھاؤں گا۔ افسوس! شیطان لعین نے دھوکا دیا۔ ہاں وہی شیطان جس نے خداوند کو بھی بغیر آزمائے نہیں چھوڑا تھا۔ خبیث ازبلا! اور اے ملعون لڑکیو! لعنت ہو تم پر او شیطان کی بچیو! تم خود بھی گمراہ ہوئیں اور ہم کو بھی شرمندہ کیا۔ اے خداوندا تو دیکھ رہا ہے کہ تیرے مقدس بندوں کے ساتھ کیسا سلوک کیا گیا۔

راہب کے اس واویلا کو سن کر خانقاہ کے تمام راہب سکتہ میں رہ گئے اور ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔ راہب نے "مقدس باپ" کا رقعہ لرزتے ہوئے ہاتھوں سے کھولا اور مندرجہ ذیل عبارت پڑھی:

"ازبلا کو سمجھانے کے لئے اس کی تین سہیلیاں خانقاہ میں گئی تھیں جس کی اطلاع میں نے تم کو دے دی تھی۔ میرا خیال ہے کہ ازبلا کا واپس لوٹنا بہت مشکل ہے۔ اگر اب بھی اس کی وہی کیفیت ہو تو اس کو محکمۂ احتساب کے سپرد کرو۔ اس غرض کے لئے میں چند آدمی آج شام تک تمہارے پاس بھیجوں گا تم لڑکی کو ان کے حوالہ کر دینا۔ اب تم تینوں لڑکیوں کو واپس بھیج دو۔ ایسا نہ ہو کہ شیطان ان کو بھی ورغلائے اور ازبلا کے پھندے میں وہ بھی پھنس جائیں۔"

اس عبارت کو پڑھ کر راہب چیخیں مار مار کر زار وقطار رونے لگا۔ رونے دھونے سے فارغ ہو کر کہا کہ میں اس کا جواب کیا دوں۔ میں خود ہی مقدس باپ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں تاکہ میں ان کو بتاؤں کہ شیطان کس طرح مقدسین کی آزمائش کرتا ہے۔ یہ کہہ کر وہ چلنے کے لئے کھڑا ہو گیا اور اپنے فرانس کی ولیہ

راہبہ کو بھی لے لیا۔" مقدس باپ" لاٹ پادری کے مکان پر پہونچ کر راہب نے تمام واقعات بیان کیئے اور لاٹ پادری نے خاموشی کے ساتھ سُنے۔ جب راہب تمام واقعات بیان کر چکا تو لاٹ پادری نے دریافت کیا:

پادری: جب میں نے تم کو یہ ہدایت کر دی تھی کہ ازبلا کی سختی کے ساتھ نگرانی کرتے رہنا پھر تم لڑکیوں کے دھوکہ میں کیوں آئے؟ اور تم نے ان کے جھوٹے کشف پر اعتبار کر کے خانقاہ کو کیوں چھوڑا؟ اگر ایسی حالت پیش آگئی تھی تو مجھے اطلاع کر دیتے!

راہب: مقدس باپ! میں اس کا کیا جواب دے سکتا ہوں۔ بے شک ہم سے قصور ہوا اور شیطان کے دھوکے میں آ گئے۔

پادری: اچھا یہ بتاؤ کہ خانقاہ میں رہنے والے وہ کون کون سے راہب ہیں جو اس سازش میں ان لڑکیوں کے شریک ہیں؟

راہب: سازش میں تو کوئی بھی شریک نہیں اور ہم نے تو احتیاطاً اس امر کی کسی کو اطلاع بھی نہیں دی تھی۔ صرف میں اور یہ راہبہ جن کے تقدس کی دنیا قائل ہے اس واقعہ میں شریک تھیں۔

پادری: (اپنے ملازم سے) ذرا پطرس اور میکائیل کو تو بلا لاؤ۔ اُن سے کہنا کہ تمام کاموں کو چھوڑ کر ابھی میرے ساتھ تشریف لے چلیں۔

ملازم چلا گیا اور تھوڑی دیر بعد میکائیل، پطرس اور دو تین پادری پیٹ پکڑے پکڑتے" مقدس باپ کے مکان پر پہونچ گئے۔ لاٹ پادری نے میکائیل سے یوں خطاب کیا۔

پادری: میری لڑکی ازبلا کے ساتھ آپ کی صاحبزادی میرا کو بھی چل دی۔

میکائیل: "ہیں! مقدس باپ یہ کیا فرمایا"!!

پادری: "ازبلا اور میرا کو ہی نہیں بلکہ حنا اور مرتھا بھی خانقاہ والوں کو دھوکہ

دے کر روانہ ہوگئیں۔

میکائیل: مقدس باپ! ارشاد فرمایئے۔ واقعہ کیا ہوا؟"!

پادری صاحب نے راہب سے کہا کہ ان کو بھی تمام واقعہ سنادو۔ چنانچہ راہب نے رو رو کر تمام واقعہ کو از اول تا آخر پوری تفصیل سے بیان کیا۔ جس پر میکائیل اور پطرس بھی رو پڑے۔

پادری: روتے کیوں ہو لعنت بھیجو ان خبیث روحوں پر صرف افسوس اس بات کا ہے کہ از بلا محکمۂ احتساب کی گرفت سے بچ گئی"۔

میکائیل: مقدس باپ! یہ معمولی واقعہ نہیں ہے تمام قرطبہ میں عیسائیوں کی سخت بدنامی ہوگی اور ہم کو شکل دکھانے کی بھی جگہ نہ رہے گی"۔

پادری: اچھا۔ اب اس بات کا پتہ لگاؤ کہ یہ چاروں لڑکیاں کہاں ہیں؟ اس کے لئے ہمیں بہت جلد کارروائی شروع کر دینی چاہیئے۔

جس روز لاٹ پادری سے راہب کی گفتگو ہوئی ہے اس کے تیسرے روز ایک رات کو شب کا ایک ثلث حصہ گزر جانے کے بعد قرطبہ کے بڑے کیتھڈرل میں شہر کے تمام پادری اور پُر جوش عیسائی جمع ہونے لگے اس سے پیشتر مخفی طور پر سب کو اس بڑے گرجا میں جمع ہونے کی ہدایت کر دی گئی تھی۔ بظاہر کسی بڑے مجمع کا سامان نظر نہیں آتا تھا۔ کیونکہ نہ تو روشنی کا کوئی اہتمام تھا اور نہ فرش اور صلیب وغیرہ کا کوئی انتظام کیا گیا تھا۔ لوگ برابر آتے جاتے تھے اور خاموشی اور متانت کے ساتھ گرجا کے بڑے ہال میں مقدس قربان گاہ کے سامنے بیٹھتے جاتے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس خاص جلسے میں حاضر ہونے کے لئے خفیہ طریق پر عیسائی کو اطلاع دے دی گئی تھی۔

قربان گاہ پر ایک بڑی صلیب نصب تھی جس پر جناب مسیح لٹک رہے

تھے۔ اور صلیب کے نیچے مریم بتول بڑی حسرت کے ساتھ گھٹنے ٹیکے ہوئے اطاعت کا مظاہرہ کر رہی تھیں۔ کیتھڈرل کی تمام دیواریں گزشتہ ولیوں اور حواریوں کی تصاویر سے رومی اور مصری بُت پرستی کا مرقع بنی ہوئی تھیں۔ انہی دیواروں کے نیچے تمام حاضرین ادب اور خاموشی کے ساتھ آ آ کے بیٹھتے جاتے تھے۔ نن یاوہ کنواریاں جو پاک نفس راہبوں کا دلچسپ مشغلہ ہوتی تھیں وہ بھی پادریوں کے جُھرمٹ میں نظر آنے لگیں۔ لاٹ پادری جو اس کیتھڈرل کا سردار اور ازبلا کا باپ تھا، بڑے تپاک سے سب مہمانوں کا استقبال کر رہا تھا۔ ان تمام کارروائیوں کے باوجود خاموشی اور متانت کا یہ عَالم تھا کہ باہر سے کسی کو یہ بھی محسوس نہ ہوتا تھا کہ اندر کچھ ہو رہا ہے، تاہم اس خفیہ جلسہ کی اطلاع بھی مُسلمانوں کو مل گئی اور پادریوں کا یہ راز چھپا نہ رہ سکا۔ لاٹ پادری اور میکائیل دروازہ پر کھڑے ہوئے پُرجوش عیسائیوں کو اشارہ سے خاموش رہنے کی ہدایت کر رہے تھے۔ اور لوگ تھے کہ برابر چلے آرہے تھے۔ کیتھڈرل میں کئی ہزار عیسائی جمع ہو چکے تھے۔ مگر لاٹ پادری صاحب لوگوں کی مزید آمد کے منتظر تھے۔ کیتھڈرل میں عین مسیح مصلوب کے بُت کے نیچے ایک شخص نے اپنے برابر والے سے کہا:

شخص: (نہایت خاموشی کے ساتھ) بھائی خداوند کا نام مبارک ہو۔ دیکھو یہ ایک لفافہ ہے جو مجھے مقدس باپ (لاٹ پادری) کو دینا ہے اور جلسہ کے آغاز سے پیشتر دینا ہے مگر مجھے میکائیل نے حکم دیا ہے کہ تم فلاں فلاں آدمی کو بلا کر جلد لاؤ۔ اب مجھے اس حکم کی بھی تعمیل کرنی ہے۔ اس لئے اگر آپ تکلیف فرما کر یہ رقعہ مقدس باپ کو یہاں آتے ہی دے دیں تو آپ کی بڑی مہربانی ہوگی۔

دوسرا شخص: بڑی خوشی سے! آپ اطمینان رکھیں۔ یہ ملفوف مقدس باپ کو یہاں آتے ہی دے دیا جائے گا۔"

شخص: بہت بہت شکریہ! اچھا اب میں جا کر اپنے فرض کو انجام دیتا ہوں کہہ کر شخص مذکور کیتھڈرل سے آنکھ بچا کر نکل گیا۔"

اب گرجا عیسائیوں اور پادریوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا ہے اور یہ اطمینان بھی ہو گیا ہے کہ اب اور کوئی آنے والا نہیں ہے۔ جب سب لوگ آگئے تو اس امر کی تفتیش کی گئی کہ اس جلسہ میں کوئی کافر (مسلمان) تو نہیں ہے؟ اکثر پادریوں نے تمام مجمع میں پھر کر اور ایک ایک کو اچھی طرح دیکھ کر اپنا اطمینان کر لیا۔ اس کے بعد حکم دیا گیا ہے کہ کیتھڈرل کے تمام دروازے بند کر دیے جائیں اور جلسہ کی کارروائی شروع کی جائے۔ عیسائیوں کے جوش وخروش کا یہ عالم تھا کہ اگر ان کو خاموش اور متین رہنے کی ہدایت نہ کی گئی ہوتی تو ایک طوفان برپا کر دیتے۔ مزید اطمینان کے لئے چند معتمد لوگ گرجا کے باہر کھڑے کر دیے گئے تاکہ باہر سے کوئی شخص جلسہ کی کارروائی نہ سن سکے۔ جب یہ تمام کام تکمیل کو پہونچ گئے تو لاٹ پادری مع میکائیل اور دس بارہ پادریوں کے اونچے مقام پر کھڑے ہو گئے۔ اتنے میں اگلی صف میں سے ایک شخص اٹھا اور اس نے خاموشی سے لاٹ پادری کے ہاتھ میں وہی لفافہ پکڑا دیا جو ایک شخص اس کو پیش کرنے کے لئے دے گیا تھا۔ ملفوف کھولنے اور پڑھنے سے پیشتر لاٹ پادری نے متین آواز میں کہا کہ "میرے بچو! اور بچیو! آج ایک نہایت اہم مقصد کے لئے آپ کو یہاں آنے کی تکلیف دی گئی ہے جس کو پادری میکائیل آپ کے سامنے پیش کریں گے۔ آپ سکون واطمینان کیساتھ پادری صاحب کی تقریر سنیں۔"

چنانچہ پادری میکائیل تقریر کرنے کے لئے کھڑے ہوئے اور ادھر لاٹ پادری نے بیٹھے بیٹھے لفافہ کھول کر پڑھنا شروع کیا۔ پادری صاحب نے چند سطریں ہی پڑھی ہوں گی کہ ان کے منہ سے بے ساختہ ایک چیخ نکلی اور ایک دم کھڑے ہو گئے

اور مارے غصّہ کے تھر تھر کانپ رہے تھے۔ تمام مجمع متحیّر ہو کر لاٹ پادری کی طرف دیکھنے لگا۔ اور میکائیل کو بھی اس غصّہ کے آگے اپنی تقریر روک دینی پڑی۔ کچھ وقفہ کے بعد مقدس باپ نے ارشاد فرمایا:۔

دیکھو! ابھی ابھی کسی شخص نے مجھے از بلا کا یہ خط دیا ہے جس میں اس نے ہم سب کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی ہے۔ یہ ملفوف کس نے مجھے دیا ہے"؟

ایک عیسائی: مقدس باپ میں نے دیا ہے اور ایک شخص اس کو آپ کی خدمت میں پیش کرنے ...............

یہ غریب جملہ پورا بھی نہ کرنے پایا تھا کہ چاروں طرف سے ایک ہنگامہ شروع ہو گیا اور اس پر چاروں طرف سے گھونسے، مکّے اور لاتیں پڑنے لگیں۔ ہزاروں انسانوں کا مجمع اور پھر باری باری سے گھونسوں اور لاتوں کا پڑنا اس غریب کے لئے قیامت سے کم نہ تھا۔ وہ بہتیرا چلاّتا اور غل مچاتا تھا کہ میرا اس میں کیا قصور ہے مگر اس جوش و خروش کے عالم میں اس صدا کو کون سنتا تھا۔ آخر جب وہ پٹتے پٹتے بیہوش ہو گیا تو اس کی ٹانگیں پکڑ کے کیتھڈرل کی ایک کوٹھڑی میں بند کر دیا گیا اس کے بعد ہنگامہ بڑی مشکل سے فرو ہوا۔ سکوت کے بعد لاٹ پادری خود کھڑے ہوئے اور فرمایا:۔

یہ شخص مسلمان معلوم ہوتا ہے جو ہماری مقدس صورت بنا کر اور ہمارا پاک لباس پہن کر جاسوسی کرنے کی غرض سے یہاں آیا ہے۔ خیر اس کے متعلق تو کل دیکھا جائیگا۔ اب تو یہ دیکھنا ہے کہ جن لڑکیوں کے لئے یہ جلسہ منعقد کیا گیا ہے وہ خود ہم کو اسلام جیسے خونی ظالم اور وحشی (نعوذ باللہ) مذہب کی تبلیغ کر رہی ہیں۔ بتاؤ اب ہم کس طرح ان کو نکال لانے میں کامیاب ہو سکتے ہیں اور ان کے واپس لانے کی اب کون سی شکل ہو سکتی ہے"؟

میکائیل نے کھڑے ہو کر کہا کہ بھائیو! جس غرض کے لئے یہ خفیہ جلسہ طلب کیا

گیا تھا اس پر ازبلا کی اس تازہ تحریر نے پانی پھیر دیا ہے۔ اس کے بعد ہم کیا کر سکتے ہیں سوائے اس کے کہ صبر کریں اور خداوند سے دعا کریں کہ وہ اس کو یا تو اپنے سائے میں لے لیں یا جلد جہنم رسید کریں۔

لاٹ پادری نے کھڑے ہو کر فرمایا: اچھا اس شخص کو یہاں تو لاؤ ممکن ہے کہ دباؤ میں آکر وہ کچھ اور باتیں ہم کو بتا دے۔ گو ہم جانتے ہیں کہ مسلمان بہت سخت ہوتے ہیں اور وہ آسانی سے اپنا بھید نہیں بتایا کرتے۔ تاہم اس وقت وہ ہمارے قبضہ میں ہے شاید ڈرانے دھمکانے سے مقصد براری ہو جائے۔ اس کے بعد اس بے چارہ ملزم کو کیتھڈرل کی کوٹھری سے نکال کر اسٹیج پر لایا گیا۔ غریب مارے زخموں کے نڈھال ہو رہا تھا۔ لاٹ پادری نے دیکھ کر کہا: یہ تو شمالی گرجا کے پادری اور میرے بھتیجے ہیں۔ ارے تو یہ ان کا تو سانس چل رہا ہے"!

الغرض جب بیچارے مجروح کو شناخت کیا گیا تو تمام پادریوں کو سخت افسوس ہوا۔ دوسرے روز جب ان کو ہوش آیا تو اس نے اصل واقعہ بیان کیا اور بتایا کہ کس طرح ایک شخص اس کو مکتوب دے کر بسرعت تمام گرجا سے چلا گیا۔ اس واقعہ کو سن کر تمام پادری سمجھ گئے کہ یہ مسلمانوں کی "شرارت" ہے۔ لہذا وہ ازبلا اور اس کی سہیلیوں کی طرف سے مایوس ہو گئے۔ رات کا خفیہ جلسہ بھی ناکام رہا۔ اور گڑبڑی میں کوئی بات طے نہ ہو سکی۔ یہاں وہ خط درج کیا جاتا ہے جو ازبلا نے اپنے والد کو لکھا اور جس میں پادریوں کو اسلام کی دعوت دی گئی ہے۔

خط حسب ذیل ہے:۔

الحمد للہ رب العالمین: سب تعریفیں اللہ رب العالمین کے لئے ہیں جس نے زمین و آسمان اور کائنات کے ذرّے ذرّے کو اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کیا اور جس نے جسمانی نظام کے ساتھ ساتھ روحانی نظام بھی اپنی وحی اور انبیاء علیہم السّلام

کے ذریعہ قائم کیا۔ اور ہزاروں ہزار درود اور سلامتی ہو اس مقدس اور پاک پیغمبر پر جس نے آکر دنیا کو گمراہی اور تاریکی سے نکال کر اس پر روحانی آفتاب چمکایا اور ہم کو اس صراط مستقیم کی ہدایت فرمائی جس پر سارے انبیاء اور صلحاء چلتے رہے اور جس پر چلنے والا خدا کا قرب حاصل کر لیتا ہے اور اس کو دائمی امن و سلامتی حاصل ہو جاتی ہے۔

اے میرے والد محترم! آپ کو واضح ہو کہ میں نے دین اسلام بہت غور و فکر کے بعد قبول کیا ہے۔ کیونکہ میری تحقیق میں یہی مذہب افراط اور تفریط سے محفوظ اور صحیح تعلیم دینے والا ہے۔ مسیحی مذہب کو میں نے اس لئے ترک کیا کہ وہ افراط و تفریط میں مبتلا اور جملہ انبیاء کی تعلیم کا نقیض واقع ہوا ہے۔ مختصراً ذیل کے تقابل سے آپ پر اصل حقیقت روشن ہو جائے گی۔

۱۔ اسلام کی تعلیم ہے کہ خدا اپنی ذات و صفات میں وحدہٗ لاشریک ہے، وہ بے مثل ہے اور تمام حسنات و کمالات کا جامع ہے۔ قرآن حکیم کہتا ہے کہ خدا ایک ہے جو مستغنی اور بے پرواہ ہے، نہ وہ کسی کا بیٹا ہے اور نہ اس کا کوئی بیٹا ہے، اس کی برابری کرنے والا بھی کوئی نہیں، وہ حیی اور قیوم ہے۔ سونے اونگھنے، کھانے پینے اور حاجات بشری سے پاک ہے۔ غرض اس کے محامد کہاں تک بیان کیے جائیں۔ اس کے لئے آپ قرآن شریف کا مطالعہ فرمائیں۔

اس کے خلاف مسیحی مذہب کا عقیدہ ہے کہ خدا ایک نہیں تین ہیں، باپ بیٹا، اور روح القدس، حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کے اکلوتے بیٹے ہیں اور وہ باپ کی طرح خالق، ازلی اور ابدی ہیں حالانکہ انجیل شریف میں بھی لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کھانے، پینے، سونے جاگنے، آب و ہوا، سب کے محتاج تھے اور تمام انسانی حاجات آپ میں موجود تھیں۔ اگر خدا بھی انسان کی طرح

تمام چیزوں کا محتاج ہے تو وہ خدائی کے لائق کس طرح ٹھہر سکتا ہے ؟ اور خدا اور انسان میں امتیاز کیا رہا ؟ قرآن نے صاف صاف اعلان کر دیا کہ حضرت مسیح کو خدا یا خدا کا بیٹا کہنے والے مشرک اور کافر ہیں اور عیسائی مسیح کو خدا قرار دے کر اللہ پر افترا کر رہے ہیں۔ قرآن حکیم نے بتایا کہ حضرت مسیحؑ حضرت موسیٰ، داؤد، سلیمان، ایوب، ہود، نوح اور دیگر انبیاءؑ کے مانند ایک نبی اور رسول تھے محض انسان اور مخلوق تھے، معبود نہ تھے، بلکہ عابد تھے۔ اب آپ غور کیجئے ............ کہ قرآن کا یہ فیصلہ کس قدر صاف اور قابل تسلیم ہے اور عیسائیوں کا عقیدہ کس قدر پُر پیچ اور ناقابل قبول۔!

۲- اسلام کے نزدیک ہر انسان فطرتاً پاک اور بے گناہ پیدا ہوتا ہے مگر بالغ ہونے کے بعد دوسرے لوگ اس کو گمراہ کر دیتے ہیں۔ نیز ہر انسان کو خدا نے اتنی طاقت دی ہے کہ احکام الٰہی پر عمل کر سکے اور نواہی سے بچ سکے۔ قرآن کہتا ہے کہ حضرت آدمؑ نے کوئی گناہ نہیں کیا اور تمام پیغمبر معصوم اور بے گناہ تھے۔ اس لیے موروثی گناہ کا مسئلہ غلط اور شیطان کی ایجاد ہے۔

مسیحی مذہب کہتا ہے کہ ہر انسان پیدائشی گنہگار ہے۔ یہاں تک کہ انبیاء کرام نے بھی گناہ کیے اور حضرت آدم کے گناہ نے تمام انسانوں کو گنہگار بنا دیا۔ ظاہر ہے کہ یہ تعلیم عقل و فطرت اور وجدانی شہادت کے کس قدر خلاف ہے کہ گناہ کریں حضرت آدم (حالانکہ یہ بھی ثابت نہیں) اور سزا بھگتنی پڑے تمام انسانوں کو! پس اس باب میں بھی اسلام کی تعلیم ہی حق و صواب ہے اور اسی کا فیصلہ عقل، فطرت، اور منہاج نبوت کے مطابق ہے۔

۳- قرآن حکیم نے عمل پر جس قدر زور دیا ہے اور انسان کو جس قدر عمدہ اور بہتر اخلاق سکھائے ہیں اس کی نظیر کسی مذہب میں نہیں ملتی۔ اسلام کہتا

ہے انسان اپنی کوششوں سے کامیاب ہوگا اور اپنے ہی اعمال صالحہ کا ثمرہ پائے گا۔ وہ کہتا ہے کہ سارے انبیاء کی یہی تعلیم ہے۔ دیکھو سورۂ نجم رکوع ۶، کوئی شخص کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا بلکہ ہر انسان اپنے اعمال کا آپ ذمّہ دار ہوگا۔ یہی وہ پاک تعلیم ہے جو انسان کو شرافت نفس کا سبق دیتی ہے اور اس کو عمل کرنے پر آمادہ کرتی ہے۔

عیسائی مذہب کی تعلیم یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمام گناہ گاروں کے گناہ اٹھا کر مصلوب ہوگئے۔ اور آپ دوسروں کی خاطر کفارہ بنے۔ گویا گناہ کیے لاکھوں اور کروڑوں انسانوں نے۔ مگر سزا ملی بے گناہ اور خدا کے اکلوتے بیٹے کو۔ یہ تعلیم جہاں انسان کو نکمّا، ناکارہ، اور اپاہج بنا دیتی ہے وہاں اس کو اپنے اوپر اعتماد بھی نہیں رہتا۔ اور اس طرح اعمال کی قدر و قیمت اس کی نظر سے گر جاتی ہے نیز اس عقیدہ سے خدائے قدوس کی قدوسیت پر بھی سخت الزام آتا ہے۔

۴۔ قرآن حکیم نے دنیا میں آکر تمام صداقتوں کو پیش کیا۔ وہ صداقتیں جو مدتوں سے فراموش ہو چکی تھیں اور جن کے سرچشمے گندے کر دیے گئے تھے۔ اسلام نے آکر تمام انبیاء کی عظمت کو پھر دوبارہ قائم کیا۔ اور ان پر جھوٹے لگائے ہوئے الزام کی تردید کی۔ ان کی کتابوں میں جو تحریف کا عمل کیا گیا تھا اس کو نمایاں کر کے اصل حقیقت کو واضح کیا۔ اسلام سے پہلے بعض دشمنوں اور مار آستین دوستوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر جو بے بنیاد الزامات لگائے تھے قرآن حکیم نے ان کی تردید کی۔ اور یہ اسلام کا ہی احسان ہے کہ اس نے حضرت سیّدنا مسیح علیہ السلام کو اصل شکل میں پیش کیا اور یہود و نصاریٰ کے اتہامات سے ان کو پاک اور صاف کیا۔

اس کے مقابلہ میں عیسائیوں نے انبیاء پر جھوٹ، زنا، اور قتل تک کے

الزام لگائے اور حضرت مسیح علیہ السلام کی سیرت کو ایسے مسخ پیرایہ میں بیان کیا۔ اگر اسلام آکر حقیقت حال ظاہر نہ کرتا تو حضرت مسیح کو کوئی شخص با اخلاق انسان بھی ماننے کے لئے تیار نہ ہوتا۔ اسلام کا یہ وہ احسان ہے جس سے مسیحی دنیا قیامت تک عہدہ برآ نہیں ہو سکتی۔ عیسائیوں نے اپنی کتابوں کو نہ صرف تبدیل کیا بلکہ حضرت مسیح کے نام پر سینکڑوں انجیلیں بنا ڈالیں۔ آج ہمارے سامنے وہی موضوع جعلی اور جھوٹی انجیلیں پیش کی جاتی ہیں جن کو سیدنا مسیح سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ قرآن نے آکر دعویٰ کیا کہ میرے اندر تمام آسمانی کتابیں محفوظ ہیں اور نبی کی پاک تعلیم مجھ میں بتمام و کمال موجود ہے۔ پس میں آپ کو اور دیگر برادریوں کو اس قرآن کی دعوت دیتی ہوں جس نے عیسائیوں کی عزت دنیا میں باقی رکھی اور جو بیک وقت جملہ انبیاء کی تعلیمات کو ہمارے سامنے پیش کرتا ہے۔

۵۔ اسلام نے عورتوں کے حقوق قائم کیے۔ غلاموں کی آزادی کے فرمان جاری کیے۔ اخوۃ اور مساوات کی نوع انسانی میں روح پھونکی۔ اور انسان کا خدا کے ساتھ رشتہ جوڑا۔ مگر عیسائیت میں عورتوں کے حقوق کی طرف کوئی اشارہ نہیں۔ صرف مردوں کو بتایا گیا ہے کہ وہ زنا کرنے پر اپنی بیویوں کو طلاق دے دیں یہ نہیں بتایا کہ مرد کے خراب ہو جانے پر بیوی اس کے ساتھ کیا سلوک کرے۔ عیسائیت میں غلاموں کی آزادی کے متعلق ایک حرف بھی نہیں پایا جاتا۔

۶۔ اسلام نے انسانی اخلاق کی آبیاری کی۔ اور اس کے خصائل کے لئے ایک ایسا باقاعدہ ضابطہ مقرر کر دیا جس پر عمل کر کے انسان اپنے کمالات باطنی کا اعتدال کے ساتھ استعمال کر سکتا ہے۔ قرآن کہتا ہے دیکھو پارہ ۲۵ رکوع ۴۔ برائی کا بدلہ برائی ہے مگر جو شخص اصلاح کی خاطر معاف کر دے تو اس کا اجر اور ثواب اللہ پر ہے۔ لیکن مسیحی مذہب صرف ایک پہلو پر زور دیتا ہے اور کہتا ہے کہ مجرم کو سزا نہ دو بلکہ

جو کوئی ایک گال پر طمانچہ مارے تم اس کے سامنے دوسرا گال بھی کر دو۔ بھلا اس تعلیم پر دنیا میں کہاں عمل ہو سکتا ہے۔ اور دنیا کا نظام اس تعلیم سے کس طرح قائم رہ سکتا ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کا منشا یہی تھا کہ انسان اپنے رحم و کرم کا ہی ھر وقت مظاہرہ کرتا رہے تو اس نے انسان میں قوت غضبیہ کیوں پیدا کی۔ اور پھر انسانی درخت کی شاخ کو بھی خود ہی کیوں سکھا دیا۔

یہ چند باتیں بطور نمونہ لکھی گئی ہیں جن کو سمجھ کر میں نے اسلام قبول کیا ہے۔ پس آپ کے لئے بھی اگر کوئی صحیح راستہ ہے تو وہ ایک ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ آپ جلد سے جلد اسلام قبول کر لیں اور عیسائیت کی ان مشرکانہ باتوں سے توبہ کریں جو خدا کی کل صفات کے منافی اور انسانی ترقی کے راستہ میں حائل ہیں۔ خدا آپ کو قبول حق کی توفیق عنایت کرے۔ میں بھی آپ کے لئے ہدایت کی دعا کر رہی ہوں۔ خدا آپ کو جلد از جلد ہدایت پر لائے۔ آمین"!

آپ کی خادمہ

از بلا

## سترھواں باب

# اسلامی گورنمنٹ کا فرض

پادریوں نے جو مخفی جلسہ کیا تھا اس کا حال مسلمانوں کو معلوم ہو گیا۔ اور ازبلا کے خط نے ان کے تمام حوصلے پست کر دیے۔ چار پانچ روز کے بعد حضرت زیاد بن عمر کی مجلس میں اکابر و اعیان اور علماء جمع تھے ازبلا اور اس کی سہیلیاں بھی وہاں موجود تھیں۔ ایک شخص نے کہا:

شخص: "یا حضرت! عیسائی ازبلا کو فریب دینے اور اس کو مرتد کرنے کی خفیہ کوشش کر رہے ہیں مگر اب تک اسلامی گورنمنٹ کی طرف سے کوئی جوابی کارروائی نہیں کی گئی۔ جب ازبلا مسلمان ہو چکی ہے تو اسلامی حکومت کا فرض تھا کہ وہ عیسائیوں کے پنجہ سے اس کو نکالتی مگر اس نے ایسا نہیں کیا۔ اب بھی عیسائیوں کی شرارتیں بدستور جاری ہیں مگر اسلامی گورنمنٹ ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کرتی"۔

زیاد بن عمر: بات یہ ہے کہ اب تک عیسائیوں نے جو کچھ بھی کوششیں کی ہیں وہ علانیہ نہیں بلکہ خفیہ طریق پر انجام دی ہیں۔ اس لئے اسلامی گورنمنٹ ان کی کارروائیوں پر کس طرح احتساب کر سکتی ہے۔؟ دوسری بات یہ ہے کہ بیشک کسی غیر مسلم کے مسلمان ہو جانے پر اسلامی گورنمنٹ کا فرض ہے کہ وہ کفار کے مظالم سے اس کو چھڑائے اور علانیہ اسلام قبول کرنے والے کی حمایت کرے مگر ہم نے دانستہ اسلامی حکومت کو اس قسم کی کارروائی کرنے سے باز رکھا صرف اس لئے کہ ازبلا اور اس کی سہیلیوں کو حق کے راستہ میں تکلیفیں برداشت کرنے کی عادت پڑ جائے اور ان کے ایمان و یقین کی بھی پرکھ ہو جائے۔ ورنہ اگر ہم چاہتے علانیہ ازبلا کو ان کے پنجہ سے چھڑا سکتے تھے"۔

شخص :۔ مگر آئندہ کے لئے تو عیسائیوں کو اس معاملہ میں متنبہ کر دینا چاہیئے کہ وہ آئندہ کسی اور کے ساتھ اس قسم کا برتاؤ نہ کریں"۔

زیاد بن عمر: آپ مطمئن رہیئے۔ آئندہ حکومت آزادئ رائے کی حمایت میں سرگرمی کا اظہار کرے گی۔ اس لئے میں نے چند پادریوں کو ازبلا کی قیام گاہ اور اس کے تمام حالات سے آگاہ کر دیا ہے اور ان کو اطلاع دے دی ہے کہ ہم کو ازبلا کے چھپانے کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ حکومت اس کے مرتد کرنے والوں کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کی ذمہ دار ہے۔ اگر آئندہ تم نے ازبلا کے خلاف کوئی حرکت کی تو حکومت کے سامنے جواب دہ ہوگے۔

عمر لمی: یا حضرت! ازبلا کی سہیلیوں کو اصول بتا کر مشرف باسلام کر لیا جائے کیونکہ یہ ان کی درخواست ہے"۔

زیاد بن عمر: "بہت اچھا۔ آپ بسم اللہ کیجیئے اور ان کو مشرف بتوحید کیجیئے"۔

عمر لمی: میرانو، مرتھا اور حنانہ کو اسلام کے کسی مسئلہ پر کوئی شبہ تو نہیں ہے۔ مگر میرانو مزید تسلی کے لئے اعتراضات پیش کرنا چاہتی ہے، ہم نہیں چاہتے کہ اس کو مزید تحقیق سے روکیں اور اس کو جواب نہ دیں۔ لطف اسی میں ہے کہ خوب تحقیق کر کے اور ہر ہر پہلو کو جانچ کر اسلام قبول کیا جائے۔

زیاد بن عمر: بہت خوب! میرانو سے کہو کہ وہ اپنے اعتراضات پیش کرے میں آپ کو جواب دینے کے لئے مقرر کرتا ہوں"۔

میرانو: یا سیدی! پہلے ہم سب کو مشرف بہ ایمان کر لیا جائے۔ اس کے بعد میں ایک یا دو باتوں کا جواب طلب کروں گی۔ صرف اس لئے کہ میں آئندہ عیسائیوں کو منہ توڑ جواب دے سکوں، ورنہ میرے دل میں معاذ اللہ! اسلام کے متعلق کوئی شک نہیں ہے"۔

اس کے بعد تینوں سہیلیوں کو مسلمان کر لیا گیا۔ جس پر سب حاضرین نے ان کو مبارک باد پیش کی۔ قبول اسلام کے بعد ان سب نے شرعی پردہ کیا۔ اور میرآنو نے دریافت کیا۔

میرآنو: عیسائیوں کے نزدیک توریت شریعت ہے اور انجیل کمال ظاہر ہے کہ شریعت اور کمال کے بعد کسی چیز کی ضرورت نہیں رہتی۔ اس لئے قرآن شریف کی بھی ضرورت نہیں۔ چونکہ قرآن حکیم نے توریت و انجیل کی تصدیق کی ہے۔ اس لئے یہ اعتراض اور بھی پختہ ہو جاتا ہے"۔

عمر لمی:۔ عیسائی اگر اپنی کتابوں کے مختلف اوصاف بیان کرنے لگیں تو اس سے یہ کہاں لازم آگیا کہ فی الحقیقت وہ کتابیں ہیں بھی ان اوصاف کی مصداق؟ یہ تو دعویٰ ہے جس کو دلائل سے ثابت کرنا چاہیئے لیکن ہم تسلیم کیے لیتے ہیں کہ توریت شریعت ہے اور انجیل کمال۔ ان کے مقابلہ میں قرآن مُہَیمِن ہے۔ مُہَیمِن کے معنیٰ ایسی تعلیم کے ہیں جو شریعت اور کمال دونوں پر حاوی ہو یہ لفظ خود قرآن نے اپنی نسبت استعمال کیا ہے، چنانچہ ارشاد باری ہے:

دیکھو سورۂ مائدہ۔ رکوع ۱۱ (اے نبی اس کتاب (قرآن) کو آپ پر حق کے ساتھ نازل کیا ہے جو پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی اور ان پر مُہَیمِن ہے) مگر انجیل کی نسبت انجیل میں کہیں نہیں آیا کہ وہ کمال ہے پس ثابت ہوا کہ قرآن شریعت اور کمال دونوں کا جامع ہے"۔

میرآنو: توریت اور انجیل کا ذکر قرآن میں موجود ہے اور ہر مسلمان پر ان کو تسلیم کرنا ضروری قرار دیا گیا ہے پھر مسلمان ان کو کیوں نہیں مانتے"؟

عمر لمی: اس لئے کہ عیسائیوں کے پاس اصل توریت اور انجیل موجود نہیں ہے"۔

میرآنو: اگر اصل توریت و انجیل موجود نہیں تو قرآن نے ان کی کیوں تصدیق کی"؟

عمر لمی: "قرآن حکیم نے اصل توریت اور اصل انجیل کی تصدیق کی ہے نہ کہ جعلی اور بناوٹی کتابوں کی"

میرانو: "عیسائی کہتے ہیں کہ جن کتابوں کی قرآن نے تصدیق کی ہے وہ یہی توریت اور انجیل ہیں"

عمر لمی: بہت اچھا! اب ہم قرآن حکیم سے ہی دریافت کرتے ہیں کہ وہ موجودہ توریت اور انجیل کی تصدیق کرتا ہے یا تکذیب، قرآن شریف فرماتا ہے "دیکھو سورۂ احقاف پارہ ۲۶، رکوع ۴۔ اللہ وہ جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا اور وہ ان کے پیدا کرنے سے تھکا نہیں"

مگر توریت میں لکھا ہے "خدا نے چھ دن میں تمام چیزوں کو بنایا اور ساتویں دن آرام کیا۔ (کتاب پیدائش) آرام وہی کرتا ہے جو تھک جاتا ہے، پس توریت سے خدا کا تھکنا ثابت ہے۔ مگر قرآن کہتا ہے خدا تھکا نہیں۔ اب بتاؤ قرآن نے موجودہ توریت کی تصدیق کی یا تکذیب" توریت میں لکھا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بُت پرستی کی۔ مگر قرآن کہتا ہے کہ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ۔ سلیمان علیہ السلام نے کفر کا ارتکاب نہیں کیا۔ یہ موجودہ توریت کی تصدیق ہے یا تکذیب"؟

اب انجیل کو لیجئے۔ چاروں انجیلوں میں لکھا ہے کہ حضرت مسیح نے (نعوذ باللہ) صلیب پر چلا چلا کر جان دے دی یعنی آپ صحیح معنوں میں مصلوب ہوئے مگر قرآن کہتا ہے "وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ"۔ یہودیوں نے نہ تو حضرت مسیح کو قتل کیا اور نہ ان کو صلیب دی گئی"

پھر انجیل میں لکھا ہے کہ حضرت مسیح نے (نعوذ باللہ) خدائی کا دعویٰ کیا۔ مگر قرآن کہتا ہے "دیکھو سورۂ مائدہ، رکوع ۱۳۔ جو لوگ مسیح مریم کے بیٹے کو

خدا کہتے ہیں وہ کافر ہیں۔ اب انصاف سے کوئی پادری بتائے کہ قرآن نے موجودہ انجیلوں کی تکذیب کی ہے یا تصدیق ؟"

میرانو: بے شک قرآن سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ اس نے موجودہ توریت اور انجیل کی تصدیق نہیں کی بلکہ تکذیب کی ہے۔

عمرلمی: یہ تو صاف ظاہر ہو گیا کہ قرآن حکیم نے موجودہ توریت وانجیل کی ہرگز تصدیق نہیں کی بلکہ اس نے ان کی زبردست تکذیب کی ہے اور ان کے بیان کردہ واقعات وعقائد کو کفر وشرک سے تعبیر کیا ہے۔ اب میں قرآن حکیم سے ایک عام اصول بیان کرتا ہوں جس کو پیش نظر رکھ کر ہر کتاب کو پرکھا جا سکتا ہے، گویا قرآن حکیم نے ہمارے ہاتھ میں ایک کسوٹی دیدی ہے۔ جس پر کس کر ہم ہر کتاب کے متعلق فیصلہ کر سکتے ہیں۔ قرآن حکیم فرماتا ہے وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللهِ الخ سورۃ النساء رکوع ۷ (یعنی اگر قرآن حکیم خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو اس میں اختلافات کی بھرمار ہوتی) اس آیۃ کریمہ سے معلوم ہو گیا کہ خدا کی کتاب کے سوا اور کوئی کتاب اختلافات سے خالی نہیں ہو سکتی کیونکہ بشر بھول چوک سے مبرا نہیں ہے۔ انسان خواہ کیسی ہی احتیاط سے کوئی کتاب لکھے، اس میں اختلاف ضرور ہوگا۔ اور جس میں اختلاف ہوگا اس کو خدا کی طرف منسوب نہیں کیا جا سکتا ورنہ خدا کو جھوٹا یا بھول میں مبتلا ہونے والا قرار دیا جائے گا۔ کیا اس اصول سے کسی انسان کو انکار ہو سکتا ہے۔؟

میرانو: یہ اصول تو بالکل سچا اور فطرت کے عین مطابق ہے۔ واقعی جس کتاب میں اختلاف ہوگا اس کو خدائے واحد وقدوس کی طرف منسوب نہیں کیا جا سکتا۔ مگر کیا توریت اور انجیل میں اختلافات ہیں"۔؟

عمر لمی: بہت اختلافات، اتنے اختلافات کہ ان کو دیکھ کر انسان کا دماغ چکر کھانے لگتا ہے۔ میں اس کسوٹی پر عیسائیوں کی آسمانی کتابوں کو پھر پرکھ کر دیکھتا ہوں تاکہ آپ کو بھی حقیقت معلوم ہو جائے۔ بہن میرانو! یہ تو فرمایئے آپ کی عمر کیا ہے"؟

میرانو: ۲۱۔اور ۲۲ سال کے درمیان۔ بس ۲۲ سال کی عمر سمجھئے"۔

عمر لمی: بہت خوب! اچھا اگر تم یہ کہو کہ میری عمر اس وقت ۲۲ سال کی ہے۔ اور ایک گھنٹے کے بعد کہنے لگو کہ میری عمر ۴۲ سال کی ہے تو کیا دونوں بیان صحیح ہوں گے"؟

میرانو: دونوں بیان کس طرح صحیح ہو سکتے ہیں۔ میرا یہ کہنا کہ میری عمر ۴۲ سال کی ہے" بالکل غلط ہے۔ ۲۲ سال کی عمر صحیح ہے"۔

عمر لمی: اچھا اب دیکھو ۲ تواریخ ۲۲/۸ میں لکھا ہے کہ اخزیا کی عمر ۲۲ سال کی تھی جب اس نے حکومت کرنی شروع کی۔ مگر ۲ سلاطین میں لکھا ہے کہ حکومت شروع کرتے وقت اخزیا کی عمر ۴۲ سال کی تھی۔ کیا یہ دونوں بیان صحیح ہو سکتے ہیں"؟

میرانو: "ہرگز نہیں! ان میں سے ایک بیان صحیح ہوگا، دوسرا غلط"!

عمر لمی: اب یہ سوال کہ دونوں میں کون سا بیان صحیح ہے کبھی حل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے بائبل کی یہ دونوں کتابیں مشکوک ہو گئیں اور ہر ایک کی کذب بیانی پر مہر لگ گئی۔ اچھا اب اور دیکھو"۔

۲۔ سیموئیل ۹/۲۴ میں لکھا ہے کہ آٹھ لاکھ اسرائیلی اور پانچ لاکھ یہودی تھے جنھوں نے تلواروں کو ہاتھ میں اٹھایا۔ مگر اول تواریخ ۵/۲۱ میں لکھا ہے کہ اسرائیلی گیارہ لاکھ تھے اور یہودی ۴۷۰۰۰۰ تھے۔ اب بتاؤ کیا یہ دونوں اعداد و شمار صحیح ہیں"؟

میرانو: ہرگز نہیں! دونوں میں ایک بیان بالکل غلط ہے"! ۔

عمر لحمی:" اور جس کتاب میں اس قسم کا غلط بیان درج ہو گیا اس کو خدا کی طرف منسوب کیا جا سکتا ہے"؟

میرانو: ہرگز نہیں! توبہ، توبہ! نعوذ باللہ، اس سے تو خدا کی قدوسیت پر بڑا حرف آتا ہے۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ ان کتابوں کو خدا کی طرف منسوب ہی نہ کیا جائے"۔

عمر لحمی: اب اور ملاحظہ کرو۔ ۲ سلاطین ۲۴/۸ میں لکھا ہے کہ تخت نشینی کے وقت وہ صرف ۸ برس کا تھا۔ گویا تخت نشینی ایک زبردست معجزہ تھی کہ بیک وقت یہویکین کی عمر ۸ برس کی بھی تھی اور ۱۸ برس کی بھی! کیا ان اختلافات کی موجودگی میں کوئی شخص بھی توریت اور زبور کو خدا کا کلام اور الہامی کہہ سکتا ہے؟ کیا نعوذ باللہ خدا اس قسم کی غلط بیانی کا ارتکاب کر سکتا ہے"؟

میرانو: سبحان اللہ! مسیحی کتب کے غیر معتبر ہونے کے یہ وہ دلائل ہیں جن میں کوئی تاویل بھی کام نہیں دے سکتی، بلکہ ایک بچہ بھی ان اختلافات کو دو اور دو چار کی طرح سمجھ سکتا ہے"۔

عمر لحمی:" ۲ سیموئیل ۲۳/۸ میں ایک ہی واقعہ کے متعلق لکھا ہے کہ ایک شخص ایزنی نے آٹھ سو دشمنوں کو قتل کیا۔ اس کے خلاف اوّل تواریخ ۱۱/۱۱ میں لکھا ہے کہ صرف تین سو کو قتل کیا۔ لطف یہ کہ واقعہ ایک ہی ہے"۔

۲۔ سیموئیل ۲۴/۱۳ میں لکھا ہے کہ اے داؤد میں دشمنوں پر سات سال کا قحط بھیجوں گا مگر اوّل تواریخ ۲۱/۱۲ میں لکھا ہے کہ میں تین سال تک قحط ڈالوں گا۔ شاید پہلے زمانہ میں تین اور سات کے عدد میں فرق نہ کیا جاتا ہو گا جس طرح عیسائی ایک خدا اور تین خدا میں کوئی فرق نہیں کرتے"۔

حاضرین:" بیشک کچھ ایسا ہی معلوم ہوتا ہے"۔

میرا نو: "تعجب ہے کہ عیسائیوں کو اپنی اتنی موٹی غلطیاں بھی نظر نہیں آتیں"؟

عمر لمی: ان کو یہ غلطیاں تو اس وقت نظر آئیں جب وہ تحقیق کرنے پر آمادہ ہوں اور وہ یہ ارادہ کریں کہ غلط باتوں کا انکار کریں گے۔ اور صحیح باتوں کی تصدیق! مگر وہ تو غلط باتوں پر اس طرح اڑے ہوئے ہیں جس طرح کوئی صحیح اور سچی باتوں پر اڑا کرتا ہے"! اور دیکھو! اول سلاطین ۴/۲۶ میں لکھا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی گاڑیوں اور گھوڑوں کے لئے چالیس ہزار تھان تھے اور بارہ ہزار سوار۔ اس کے خلاف ۲ تواریخ ۹/۲۵ مین لکھا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے گھوڑوں اور گاڑیوں کے لئے چار ہزار تھان تھے"! خدارا غور کرو! کیا چار ہزار اور چالیس ہزار میں کوئی فرق نہیں۔ ایک کتاب چالیس ہزار اصطبل بتا رہی ہے اور دوسری کتاب ۳۶ ہزار اصطبل کم کر کے صرف چار ہزار رہنے دے رہی ہے اور لطف یہ کہ یہ دونوں کتابیں الہامی اور خدائی تصور کی جاتی ہیں! کیا قرآن شریف نے غلط کہا کہ خدا کی کتاب میں اختلاف نہیں ہوتا"؟

انر بلا: "سبحان اللہ! قرآن حکیم کے کیا کہنے ہیں۔ اگر یہ مقدس کتاب نہ آتی تو عیسائیوں کی کتابوں کا پول کبھی نہ کھلتا"!

عمر لمی: ایک اور پُر لطف حوالہ دیکھو! ۲ سیموئیل ۱۰/۱۸ میں لکھا ہے کہ حضرت داؤدؑ نے آرامیوں کی سات سو گاڑیوں کے لوگ اور چالیس ہزار سوار کاٹ ڈالے "سات سو" اور چالیس ہزار سواروں" کو ملحوظ رکھئے۔ اس کے مقابلہ میں اول تواریخ ۱۹/۱۸ میں لکھا ہے کہ حضرت داؤدؑ نے آرامیوں کے "سات ہزار" گاڑی کے سواروں کو اور چالیس ہزار" پیادوں" کو کاٹ ڈالا۔ دونوں الہامی، دونوں منجانب اللہ، دونوں دخل انسانی اور شیطانی سے محفوظ مگر ایک

ہر زمانہ میں کونسلیں ہوتی رہی ہیں۔ ان میں مختلف انجیلوں کو انتخاب کرلیا جاتا تھا۔ گویا خدا کا کلام اور الہام بھی کلیسا کے فیصلے کا محتاج ہے"؟

میرانو: ہاں میں نے بھی ایک دفعہ اپنے والد محترم (میکائیل) سے سُنا تھا کہ کسی کونسل نے انجیل کی بعض الہامی کتابوں کو الہامی کتابوں کی فہرست سے خارج کر دیا تھا۔

عمر لمی: اچھا اب قرآنی اصول اور کسوٹی پر موجودہ انجیلوں کو پرکھ کر دیکھا جاتا ہے تاکہ موجودہ انجیلوں کی غیر پائیداری اور ان کا غیر معتمد ہونا ثابت ہو جائے۔ انجیل متی باب ۲۷۔ آیت ۳ سے ۸ تک لکھا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے ایک حواری (یہودا اسکریوتی) نے تیس ۳۰ روپے رشوت کے لے کر حضرت مسیح کو موجودہ حکومت کے حوالہ کر دیا۔ جب حضرت مسیح کو (نعوذ باللہ) صلیب پر مار دیا گیا تو یہودا اسکریوتی بہت پشیمان ہوا۔ اور وہ رشوت کے تیس ۳۰ روپے لے کر سردار کاہنوں کے پاس آیا اور تیس ۳۰ روپے پھینک کر چلا گیا اور گھر جا کر اس نے خودکشی کرلی"۔

لیکن انجیل اعمال باب اول آیت ۱۵ میں لکھا ہے کہ "یہودا اسکریوتی نے رشوت کے تیس روپے کا ایک کھیت خریدا۔ جب وہ اس کھیت میں جانے لگا تو اس کا پیر پھسل گیا اور وہ گر پڑا۔ اور اس کی تمام انتڑیاں باہر نکل پڑیں"۔

پہلی انجیل میں تھا کہ (۱) یہودا نے تیس ۳۰ روپے سردار کاہنوں کو واپس کر دیے (۲) اس نے گھر پر جا کر خودکشی کرلی۔ مگر انجیل اعمال میں ہے کہ (۱) یہودا نے رشوت کے روپوں سے کھیت خریدا (۲) وہ کھیت میں گر پڑا اور اس کی انتڑیاں باہر نکل پڑیں۔

یہ دو کتابوں کے دو مختلف بیان ہیں اور عیسائیوں کے نزدیک یہ

دونوں کتابیں الہامی ہیں اور روح القدس نے الہام سے ان کو لکھوایا ہے! گویا جس وقت روح القدس انجیل متی کے مصنف کے پاس گئے تو کچھ اور لکھوا دیا اور جب مصنف اعمال کے پاس گئے تو کچھ اور ہی فرما دیا! اب یا تو روح القدس کو جھوٹا اور فریبی قرار دو یا پھر ان کے الہامی ہونے سے انکار کرو۔ بہتر یہی ہے کہ روح القدس پر الزام لگانے کے بجائے ان ساری انجیلوں کو جعلی اور جھوٹی قرار دے دیا جائے۔ ورنہ پھر نہ خدائے تعالیٰ کی ذات قدسی صفات عیوب سے بری ٹھہرتی ہے اور نہ روح القدس کی۔"

میرا نو: "بیشک موجودہ انجیلیں ہی جعلی اور جھوٹی ہیں اور حضرت مسیح علیہ السلام کے دشمنوں نے ان کو اپنے مطلب کے لئے گھڑا ہے۔"

عمر لمی: یہ تو دو انجیلوں کا اختلاف تھا۔ اب ایک ہی انجیل کی اختلاف بیانی ملاحظہ ہو۔ پولوس رسول (جس نے مسئلہ تثلیث ایجاد کر کے تمام عیسائی کو مشرک بنایا) کے عیسائی مذہب قبول کرنے کا بیان انجیل اعمال میں تین جگہ ہوا ہے۔ مگر وہ تینوں بیان آپس میں مختلف ہیں۔ تعجب ہے کہ روح القدس (نعوذ باللہ) ایک ہی کتاب میں ایک ہی واقعہ کی نسبت جھوٹ بولتا ہے! (انجیل اعمال باب ۹۔ آیت ۳ میں لکھا ہے کہ پولوس رسول جنگل میں اپنے ساتھیوں کے ہمراہ کہیں جا رہا تھا کہ یکایک اس پر آسمان سے ایک نور چمکا تھا اور ایک آواز آئی تھی۔ پولوس آواز کو سن کر زمین پر گر پڑا اور ساتھی کھڑے رہ گئے۔ ساتھیوں نے آواز سنی مگر کسی کو دیکھا نہیں۔ اسی انجیل کے باب ۲۲ آیت ۹ میں لکھا ہے کہ ساتھیوں نے نور دیکھا مگر آواز نہ سنی۔ اسی انجیل میں تیسری جگہ باب ۲۶۔ آیت ۱۳ میں مذکور ہے کہ پولوس رسول اور اس کے سب ساتھی زمین پر گر پڑے۔

اب غور کرو ایک ہی انجیل میں ایک ہی واقعہ کی نسبت اس قدر غلط بیانی،
کیا ایک ہی واقعہ کے متعلق یہ تینوں باتیں صحیح ہو سکتی ہیں"؟
میرانو: ہرگز نہیں! تینوں باتیں غلط۔ اگر ایک صحیح بھی ہو تو اس کو متعین نہیں کیا جا سکتا"
عمر لمحی: دو انجیلوں میں اختلاف۔ ایک ہی انجیل میں اختلاف کی بھرمار۔ اب ایک شگوفہ اور ملاحظہ کرو کہ ایک ہی آیت میں اختلاف۔ انجیل لوقا۔ باب ۲۱ آیت ۱۶ میں حضرت مسیح اپنے شاگردوں سے فرماتے ہیں کہ تم کو لوگ قتل بھی کریں گے، گھروں اور شہروں سے بھی نکالیں گے۔ مگر دشمن تمہارا بال بیکا بھی نہ کر سکیں گے۔
مطلب یہ ہوا کہ حواریوں کو دشمن قتل کر دیں گے مگر ان کا بال بیکا نہ کر سکیں گے۔ گویا قتل کر دینا بال بیکا ہونے کے منافی نہیں ہے۔ خبر نہیں!! انجیل نویسوں کو خدا نے عقل بھی دی تھی یا نہیں؟ ایک ہی آیت میں یہ مضحکہ خیز اختلافات"
ازبلا: آخر بدبخت عیسائی ان تمام اختلافات کا کیا جواب دیتے ہیں"؟
عمر لمحی: جواب کیا خاک دیتے ہیں! صرف ادھر اُدھر کی باتیں بنا کر پیچھا چھڑانا چاہتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ یہ کتابت کی غلطیاں ہیں جن سے اصل مقصد میں فرق نہیں پڑتا۔ اگر اس جواب کو تسلیم بھی کر لیا جائے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر اصل عبارت کیا تھی۔ اور کتابت کی غلطیاں کون کون سی ہیں؟ مثلاً جہاں لکھا ہے کہ فلاں شخص کی عمر ایک ہی وقت میں ۲۲ سال اور ۴۲ سال تھی تو ان دونوں عددوں میں کتابت کی غلطی کون سی ہے اور اصل عدد کیا ہے؟ آج کوئی عیسائی نہیں بتا سکتا کہ اصل عبارت تو یہ تھی مگر کتابت کی غلطی سے اس کی جگہ یہ عبارت آ گئی۔ جب یقینی طور پر کتابت کی غلطی بھی

ظاہر نہیں ہوسکتی۔ تو یہ عذر اور جواب ہی نامعقول ہے۔ پس ثابت ہوا کہ خود عیسائیوں کے نزدیک بھی یہ تمام کتابیں مشکوک ہیں۔ اور جب ایک کتاب میں ایک جگہ غلطی تسلیم کرلی گئی تو تمام کتاب سے ایمان اور اعتقاد بھی اُٹھ گیا۔"

ازبلا: کیا کتابت کی غلطیاں اصل کو سامنے رکھ کر درست نہیں کی جاسکتیں"؟

عمرلمی: اگر اصل کتابیں موجود ہوتیں تو یہ مشکلات ہی کیوں پیش آتیں اصل کتابیں تو ہیں نہیں۔ صرف ان کے ترجمے درترجمے اور نقل درنقل پر اعتماد کیا جاتا ہے۔ پھر لطف یہ ہے کہ اب تک انجیلوں کے متعلق نہ تو یہ فیصلہ ہوسکا کہ وہ کس زبان میں اور کس زمانہ میں لکھی گئیں اور نہ یہ معلوم ہوسکا کہ ان کے لکھنے والے کون تھے۔ کوئی کہتا ہے کہ اصل انجیلیں عبرانی زبان میں لکھی گئی تھیں۔ کوئی کہتا ہے کہ یونانی زبان میں جو اس وقت عام طور پر فلسطین میں بولی جاتی تھی۔ کسی کا یہ قول ہے کہ عبرانی اور یونانی دونوں زبانوں میں لکھی گئی تھیں۔ خیر کسی زبان میں بھی لکھی گئی ہوں ان کا موجود ہونا تو ضروری تھا مگر اب وہ بھی کسی جگہ موجود نہیں۔ صرف ترجمے در ترجمے موجود ہیں جو قابل اعتماد نہیں۔"

پھر اس میں بھی اختلاف ہے کہ انجیلوں کی تصنیف کا صحیح زمانہ کیا تھا، پھر مصنفوں کا بھی حال معلوم نہیں ہوتا۔ کوئی لکھتا ہے کہ یوحنا حواری نے اپنی انجیل کو لکھا۔ کوئی لکھتا ہے کہ یہ کسی اور شخص کی تصنیف ہے جس کا نام بھی یوحنا تھا۔ مزہ کی بات یہ ہے کہ انجیلوں کی اندرونی شہادت سے بھی معلوم نہیں ہوتا کہ ان کے مصنف کون تھے۔ متی کی انجیل میں متی کا ذکر غائبانہ طریقہ پر کیا گیا ہے۔ وغیرہ۔

میرانو: عیسائی تو کہتے ہیں کہ کلیسا نے جس کتاب کی تصدیق کر دی بس وہ کتاب اللہ اور الہام ہے۔"

عمر لمی: تو گویا کلیسا پر کتاب کے الہامی ہونے کا دار و مدار رہا۔ خود الہامی کتاب گونگی اور بے زبان ٹھہری۔

ازبلا: عیسائی کہتے ہیں کہ کلیسا کا فیصلہ خطاؤں سے محفوظ ہوتا ہے گویا ان کا فیصلہ بھی الہامی فیصلہ ہوتا ہے۔

عمر لمی: اگر کلیسا کا فیصلہ خطاؤں سے محفوظ ہوتا ہے تو مختلف کلیساؤں کے فیصلوں میں اختلاف کیوں پیدا ہوا؟ کونسل نائس منعقدہ قسطنطینہ میں جو کتابیں الہامی قرار دی گئی تھیں ان میں سے بعض کو کونسل ٹرنٹ اور کونسل فلاڈلفیا نے الہامی فہرست سے خارج کر دیا۔ جن بعض کتابوں کو کونسل نے الہامی فہرست سے خارج کیا تھا نے پھر الہامی فہرست میں درج کر دیا۔ الہامی کتاب کیا ہوئی موم کی ناک ہوگئی کہ جس کلیسا نے جیسا چاہا موڑ توڑ کر رکھ دیا۔"

اس مجلس کے بعد سب لوگ منتشر ہو جاتے ہیں۔ ازبلا اور اس کی سہیلیوں کی تعلیم کا انتظام کر دیا جاتا ہے اور سب کی سب تعلیم دین کے حصول میں مشغول ہو جاتی ہیں چار سال کے بعد یہ تمام خواتین عربی زبان خوب بولنے لگیں اور اسلام کی حقیقت سے بھی انہوں نے براہ راست معلومات حاصل کر لیں۔ ازبلا کچھ دنوں کے بعد خواتین قرطبہ کا مرجع بن گئی۔ کیونکہ وہ تعلیم دین کے بعد اسلامی احکام کا نمونہ بن گئی تھی۔ تمام قرطبہ میں لوگ اسے محدثہ کہتے تھے۔ کیونکہ علم حدیث اور اسکے متعلقات میں اس نے مہارت تامہ حاصل کر لی تھی زہد و تقویٰ، ریاضت و عبادت اور تعلق باللہ میں وہ برابر ترقی کرتی گئی۔ اور بہت سی خواتین اس کے فیوض و برکات سے اپنے دامنوں کو پُر کرتی رہیں۔

## اٹھارہواں باب

# سفید جھوٹ

ہدایت اور اسلام کا نور اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت ہے وہ جس کو چاہتا ہے اپنے خزانۂ غیب سے یہ نعمت عطا کر دیتا ہے۔ ازبلا کہاں تو ایک بڑے پادری کی لڑکی پختہ عیسائی اور مسیحی الٰہیات کی ماہرہ تھی۔ لیکن اب وہ ایک ولیّہ، محدّثہ اور عابدہ اور مرتاض ہے۔ بڑے بڑے علماء و فقہاء کو اس کی شاگردی کا فخر حاصل ہے۔ اور تمام اسپین میں اس کے علم و فضل کی دھوم مچی ہوئی ہے۔ شریعت کا مشکل سے مشکل مسئلہ اس کے سامنے پیش کیا جاتا ہے اور وہ ان سب کو منٹوں میں حل کر کے رکھ دیتی ہے۔ اس کو مسلمان ہوئے اب دس سال کا عرصہ گذر چکا اور اس عرصہ میں عیسائیوں کی یورشیں بھی ختم ہو چکیں۔ اس دوران میں سینکڑوں عیسائی مردوں اور عورتوں نے ازبلا کے ذریعہ ہدایت پائی اور بہت سے علمی میدانوں میں اس نے خدا کے فضل سے فتح حاصل کی۔

اس زمانہ میں مشہور ہوا کہ طلیطلہ کی ایک عیسائی عورت قرآن و حدیث اور کتب سابقہ کی بڑی ماہر ہے۔ اور اس کے پاس مسیحی مذہب کی صداقت پر اس قدر دلائل موجود ہیں کہ اسپین کے بڑے سے بڑا عالم بھی ان کا جواب نہیں دے سکتا۔ علاوہ ازیں کرامتوں کی شہرت نے اس کو عیسائیوں میں وہ درجہ دے دیا ہے جو کسی پوپ کو بھی حاصل نہیں۔ دور دور سے عیسائی مرد اور عورتیں اس کے کپڑوں کو چھونے اور برکت حاصل کرنے کے لئے آتے ہیں۔ اور سنا ہے کہ وہ نگاہ

ڈالتے ہی خطرناک سے خطرناک مریض کو بھی اچھا کر دیتی ہے۔ اس مسیحی خاتون کو معلوم تھا کہ ازبلا دس سال پہلے مسلمان ہو چکی ہے۔ اس لئے اس نے اسپین میں عام اعلان کر دیا کہ اگر ازبلا میرے مقابلہ پر آجائے تو میں اپنی کراماتوں کے زور سے اور دلائل کی قوت سے اس کو پھر مسیحی بنالوں گی مگر وہ مقابلہ میں ہرگز نہ آئے گی۔ کیونکہ دس سال کے عرصہ میں اس پر اسلام کی خامیاں ظاہر ہو چکی ہیں اور وہ اس دھوکہ کو محسوس کر چکی ہے جس نے اس کو مسیحی مذہب سے جدا کیا تھا۔

اس اعلان نے تمام اسپین میں ایک دفعہ پھر حلچل مچادی اور عیسائی شوخی پر آمادہ ہو گئے۔ آخر ایک روز حلقۂ درس میں بیٹھے ہوئے کسی عالم نے ازبلا سے کہا:

عالم: "آپ نے ایک نیا اعلان بھی سنا ہے"؟

ازبلا: "وہ کیا"؟

عالم: "ایک مسیحی عورت نے آپ کو مقابلہ پر بلایا ہے اور اعلان کر دیا ہے کہ اوّل تو ازبلا میرے مقابلہ پر آئے گی نہیں اور اگر آگئی تو اس کو دلائل اور کراماتوں کے زور سے عیسائی بنا کر چھوڑوں گی"۔

ازبلا: لاحول ولاقوۃ الا باللہ! ایک عیسائی اور دلائل سے کسی سچے مسلمان کو عیسائی بنالے؟ سچ تو یہ ہے کہ اب مجھے ان باتوں سے کوئی دلچسپی نہیں رہی جس کو خدا ہدایت دیتا ہے وہ خود میرے پاس چلا آتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ عیسائی خاتون مشہور ہونا چاہتی ہے۔

عالم: مشہور تو وہ بہت دنوں سے ہو رہی ہے۔ مگر اس کے سر پر اب یہ جنون سوار ہوا ہے کہ وہ آپ سے ضرور مقابلہ کرے گی۔ تمام شہر میں اس کا چرچا ہو رہا ہے اور عیسائی شوخیاں کر رہے ہیں"۔

ازبلا: خیر شوخیاں کرنے کی تو ان کی عادت ہے۔ مگر اب یہ بتاؤ کہ وہ کچھ جانتی بھی ہے یا نہیں؟

عالم: سُنا تو یہی ہے کہ بڑی عالمہ اور فاضلہ ہے اور عیسائی تو یہاں تک کہتے ہیں کہ قرآن وحدیث میں کوئی عالم بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

ازبلا: بہت خوب! بہرحال اگر خاتون کو مقابلہ ہی کا شوق ہے تو وہ اپنے ساتھیوں کو لے کر یہاں آجائے اور جو کچھ پوچھنا ہو پوچھے۔

اس گفتگو کے بعد چھٹے روز ازبلا کے پاس مسیحی خاتون کی تحریر آئی جس میں لکھا تھا کہ "کیا تم مجھ سے اسلام اور مسیحیت کے بارے میں کچھ گفتگو کرو گی؟ اگر مجھے حاضر ہونے کی اجازت دی جائے تو میں بڑے شوق سے تمہارے شکوک کو رفع کرنے کی کوشش کروں گی۔ ازبلا نے اس کے جواب میں لکھ دیا کہ باتیں بنانے اور وقت ضائع کرنے کے لئے نہیں بلکہ حق کی تلاش کے لئے تم ہر وقت غریب خانہ پر آسکتی ہو" ازبلا کا جواب ملتے ہی مسیحی خاتون نے اس مقابلہ کی عام شہرت دے دی اور دوسرے ہی روز تقریباً ایک سو مسیحی خواتین کے ہمراہ ازبلا کے مکان پر جو دراصل علوم قرآن کی درسگاہ تھی پہونچ گئی۔ آزبلا نے تمام مہمانوں کا خیر مقدم کیا اور پھر یوں گفتگو شروع ہوئی۔

خاتون: افسوس ہے کہ تم نے خداوند یسوع مسیح اور تمام اولیاء کو چھوڑا اور اسلام جیسے (نعوذ باللہ) جھوٹے مذہب کو قبول کر لیا۔ بہتر ہے کہ تجربہ کے بعد مسیحی دین میں واپس آجاؤ۔

ازبلا: مجھے اگر کوئی زندہ آگ میں بھی جلا ڈالے تب بھی اسلام کو نہیں چھوڑ سکتی اور نہ عیسائیوں کے مشرکانہ اور شرمناک عقائد کو قبول کر سکتی ہوں، البتہ یہ دریافت کرنے کا حق رکھتی ہوں کہ تم کس اصول سے مجھے مسیحی دین کی

دعوت دینے آئی ہو۔ تمہاری انجیل میں تو یہ کہیں نہیں لکھا کہ دوسری قوموں کو عیسائیت کی دعوت دی جائے، بلکہ اس کے خلاف یہ لکھا ہے کہ حضرت مسیح[۴] صرف بنی اسرائیل (یہود) کے پیغمبر تھے اور انہی کو دعوت دینے آئے تھے"

خاتون: واہ وا! توکیا انجیل شریف میں لکھا ہے کہ انسانوں پر مسیحی دین کے دروازے بند کر دیے جائیں؟ بس یہی تو تمہاری تحقیق ہے جس کے برتے پر مسیحیت کو چھوڑ بیٹھی ہو۔؟

ازبلا: "ہاں، انجیل میں یہی لکھا ہے اور قرآن شریف سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ فرمایا: وَرَسُولًا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ (حضرت مسیح) بنی اسرائیل (یہود) کیلئے رسول بن کر آئے تھے۔ دوسری جگہ ارشاد ہے:

وَجَعَلْنَاهُ مَثَلًا لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ اور ہم نے حضرت مسیح کو بنی اسرائیل کے لئے نمونہ بنایا۔ (تمام دنیا کے لئے نہیں)۔

خاتون: ہم قرآن کو کب مانتے ہیں کہ تم اس کو ہمارے مقابلہ میں پیش کرنے لگیں؟ یہ دعویٰ انجیل سے تو ثابت کر کے دکھاؤ"؟

ازبلا: قرآن کریم کا نام میں نے اس لئے لیا تاکہ معلوم ہو جائے کہ اس معاملہ میں انجیل اور قرآن کا اتحاد ہے۔ اچھا سنو انجیل متی ۱۰/۵ میں لکھا ہے۔ بارہ حواریوں کو یسوع نے بھیجا اور انھیں حکم دے کر کہا کہ غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی بھیڑوں کے پاس جانا۔

اور دیکھو ایک کنعانی عورت ان سرحدوں سے نکلی اور پکار کر کہا کہ اے خداوند ابن داؤد مجھ پر رحم کر! ایک بد روح میری بیٹی کو بری طرح ستاتی ہے مگر اس نے کچھ جواب اسے نہ دیا اور اس کے شاگردوں

نے پاس آکر اس سے یہ عرض کی کہ اسے رخصت کر دے کیونکہ ہمارے پیچھے چلاتی ہے۔ اس نے جواب میں کہا کہ میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔

دیکھو تمہاری انجیل سے بھی ثابت ہو گیا کہ حضرت مسیح ہمارے لئے نہیں بلکہ بنی اسرائیل کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔ تم کو چاہئے کہ اپنے خداوند کے حکم پر عمل کرو۔ ہم کو عیسائی بنانا دراصل انجیل کی خلاف ورزی اور حضرت مسیح سے بغاوت ہے"

خاتون: انجیل کا حال تم کیا جانو؟ ان آیات کا مطلب ہم سے پوچھو۔ کیا انجیل شریف میں یہ نہیں لکھا کہ انجیل کی ہر جگہ منادی کرو"؟

ازبلا: "ہرگز نہیں"

خاتون: "اتنا سفید جھوٹ؟ ازبلا! تم اس مجمع میں تو کذب بیانی سے پرہیز کرو۔ دیکھو انجیل مرقص ۱۶/۱۵ میں اس طرح لکھا ہے کہ:

اور اس نے ان سے کہا کہ تم تمام دنیا میں جا کر ساری مخلوق کے سامنے انجیل کی منادی کرو۔ جو انجیل پر ایمان لائے وہ نجات پائے گا۔

دیکھا کیسا صاف بیان ہے کہ ساری دنیا کو عیسائی بناؤ"

ازبلا: "یہ آیت مرقص کی انجیل کے ۱۶ باب کی ۱۵ آیت ہے۔ شاید تم کو یہ معلوم نہیں کہ اصل انجیل صرف ۸ آیت پر ختم ہو گئی ہے۔ اور ۱۲ آیتیں بعد میں ملائی گئی ہیں۔ اس لئے اس محرف آیت کو استدلال میں پیش نہیں کیا جا سکتا"

خاتون: یہ کیسے معلوم ہوا کہ یہ آیات بعد میں ملائی گئی ہیں"؟

ازبلا: خود عیسائیوں کی تحقیقات سے، کیونکہ انجیل کے پرانے نسخوں کا مقابلہ کرنے سے یہ معلوم ہو گیا ہے کہ قدیم ترین نسخوں میں مرقص کے آخری باب کی ۱۲

آیتیں موجود نہیں ہیں"

(آج کل بائبل کا جو ایڈیشن اردو میں موجود ہے۔ اس میں بھی اس آیت کے حاشیہ میں اس تحریف کا اقرار کرلیا گیا ہے)

خاتون: چونکہ ہمارے پاس انجیل کے اصل نسخے موجود نہیں ہیں۔ اس لئے تمہارے جواب میں کچھ نہیں کہہ سکتے۔ اصل نسخوں کو دیکھ کر جواب دیا جائے گا مگر یہ تو بتاؤ کہ قرآن کی وہ کون سی تعلیم ہے جو انجیل میں نہیں، پھر تم نے اسلام کو کیوں قبول کیا"؟

ازبلا: اس سوال پر تو میں اسپین کے تمام مشہور پادریوں سے مفصل بحث کر چکی ہوں، ان سے ذرا دریافت کرلینا اور پھر یہ سوال کرنا"

خاتون: "مجھے کیا خبر کہ تم نے پادریوں کو کیا جواب دیا؟ آخر یہ تو بتاؤ کہ تم نے اسلام میں کیا فضیلت دیکھی۔؟ کیا انجیل فضائل سے خالی ہے؟ کچھ تو اسلام کی فضیلت بیان کرو"۔

ازبلا: کیا تمہارا خیال یہ ہے کہ میں نے اسلام کو آنکھیں بند کرکے تسلیم کیا ہے۔؟ کوئی بات تو ہے جس نے مجھے عیسویت سے بیزار اور اسلام کا والہ وشیدا بنادیا"؟

خاتون: تم اسلام کی فضیلت بیان کیوں نہیں کردیتیں؟ مگر بات یہ ہے کہ اسلام میں کوئی فضیلت نہیں ہے۔ دیکھو ازبلا! آج میرے علم کے مقابلہ میں تمام اسپین کے اندر ایک شخص بھی نہیں ہے، مجھے جو باتیں معلوم ہیں ان کی تم کو ہوا بھی نہیں لگی۔ اچھا اب میں تم سے ایک ایسی بات دریافت کرتی ہوں جس سے حق اور باطل کا فیصلہ روز روشن کی طرح ہوجائے گا۔ یہ بتاؤ کہ عدل اور فضل میں کس کو فضیلت حاصل ہے۔ یعنی شریعت عدل افضل ہے شریعت فضل سے یا شریعت فضل افضل ہے۔ شریعت عدل سے"۔

ازبلا: اپنی اپنی مناسب جگہ دونوں افضل ہیں، غیر محل میں دونوں ناقص"

خاتون: "تم سمجھیں بھی کہ میں نے کیا کہا ؟ دیکھو توریت شریعت عدل ہے کیوں کہ اس میں ہر جرم کی سزا مقرر ہے اور انجیل شریعت فضل ہے کہ جس میں صرف خداوند یسوع مسیح کے کفارہ کو گناہوں کا بدلہ قرار دیا گیا ہے۔ اب بتاؤ کیا شریعت فضل سے تم کو انکار ہے"؟

ازبلا: میں نے تو کہا کہ اپنی جگہ دونوں صحیح ہیں۔ اگر کسی مجرم کو اس بنا پر معاف کر دیا جائے کہ درگذر سے اس کی اصلاح ہو جائے گی تو عفو اور درگذر پر ہی عمل کرنا چاہیئے۔ اور اگر معاف کرنے سے مجرم کے دلیر ہونے کا اندیشہ ہو اور پھر بھی اس کے جرم کو معاف کر دیا جائے تو یہ معافی جرم ہو گی اور مجرم کے حق میں ظلم"

خاتون: اب یہ بتاؤ کہ قرآن شریعت عدل ہے یا شریعت فضل"؟

ازبلا: تمہارے فیصلہ کے مطابق توریت شریعت عدل ہے نہ کہ شریعت فضل۔ اور انجیل شریعت فضل ہے نہ کہ شریعت عدل۔ تو گویا دونوں کتابیں اپنی اپنی جگہ ناقص ٹھہریں۔ مگر قرآن عدل و فضل دونوں کا جامع ہے۔ اور ان دونوں کے استعمال کے صحیح طریقے بھی بتاتا ہے۔ مثلاً قرآن کریم نے فرمایا ہے: دیکھو پارہ ۲۶۔ رکوع ۴" برائی کا بدلہ برائی ہے"۔ یہ شریعت عدل ہے۔ آگے فرمایا: پس جو معاف کردے اور اسی میں اصلاح ہو تو وہ ماجور ہوگا۔ یہ شریعت فضل ہے۔

دوسری جگہ فرمایا: "اگر تم پر ظلم ہو تو ظلم کے مطابق بدلے لو"۔ یہ عدل ہے وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصَّابِرِينَ ۝ لیکن اگر صبر اختیار کرو تو صبر کرنے والوں کے لئے یہ بھی بہتر ہے۔ یہ فضل ہے"۔

تیسری جگہ ارشاد ہے وَإِنْ كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَىٰ مَيْسَرَةٍ ۚ اگر مقروض تنگدست ہو تو آسانی کے وقت تک اسے مہلت دے دینی چاہیئے۔ یہ عدل

ہے۔ وَاِنْ تَصَدَّقُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ اور اگر تم قرض کو صدقہ کردو تو تمہارے لئے بہتر ہے۔ یہ فضل ہے پس قرآن کریم عدل اور فضل دونوں کا جامع ہے۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا دیکھو قرآن شریف پارہ ۶۔ رکوع ۶"

خاتون:" قرآن میں تو ظالم سے بدلہ لینے کا بھی حکم ہے مگر انجیل شریف میں تو بدلہ لینے کی ممانعت اور معاف کرنے کا حکم ہے۔ پس انجیل شریف کی فضیلت ثابت ہوگئی"

ازبلا:۔ فضیلت نہیں بلکہ نقص ثابت ہوگیا۔ اگر ہر جگہ بدمعاشوں اور مجرموں کو معاف کر دیا جایا کرے تو دنیا میں فساد مچ جائے اور کائنات کا نظام درہم برہم ہو جائے۔ لیکن قرآن کریم نے مصلحت کے ماتحت عفو و انتقام دونوں پر عمل کرنا جائز قرار دیا۔ نیز انجیل کی تعلیم سے خدا پر بھی اعتراض پیدا ہوتا ہے اور وہ اس طرح کہ خدا نے انسان میں غضب اور جوش کیوں پیدا کیا؟ کیا قوت غضبی بالکل بیکار پیدا کی گئی ہے۔؟ ہرگز نہیں۔ خدا نے انسانی قوتوں میں سے ایک قوت بھی بیکار اور غیر مفید پیدا نہیں کی۔ اسی لئے قرآن کریم نے رحم و غضب اور عفو و انتقام کو استعمال کرنے کے صحیح طریقے بتائے اور انسانی درخت کی کسی شاخ کو بھی خشک ہونے نہیں دیا۔"

خاتون: دیکھو یہ تمہارا کتنا بڑا ظلم ہے کہ ہر خوبی کا انکار کرتی چلی جا رہی ہو۔ ہمارے خداوند نے کبھی کسی سے جنگ نہیں کی اور دشمنوں کو معاف کر کے ان کی اذیتوں پر صبر کیا۔ مگر تمہارے پیغمبر نے دشمنوں سے بدلہ لیا۔ اور کسی کو معاف نہیں کیا۔ پس ثابت ہوا کہ انجیل اور خداوند کا نمونہ ہی ہمارے لئے نجات کا ذریعہ ہے۔"

ازبلا:" صبر، عفو، استقلال، شجاعت، عدالت وغیرہ ایسے اوصاف ہیں جن کی خوبی

سے ہر انسان واقف ہے لیکن ان کی حقیقت بہت کم لوگوں کو معلوم ہے۔
ہر اخلاقی قوت اپنے موقعہ کے استعمال سے اچھی اور بڑی بنتی ہے ورنہ فی نفسہٖ صبر و عفو وغیرہ اپنے اندر کوئی خوبی نہیں رکھتے۔ دیکھو! عفو اور درگزر کو اس وقت کمال کے درجہ میں رکھا جائے گا۔ جب معاف کرنے والا انتقام کی بھی طاقت رکھتا ہو اگر کسی مجبور اور کمزور انسان میں بدلہ لینے کی قوت نہیں ہے تو اس کی چشم پوشی اور درگذر کو خوبی پر نہیں بلکہ مجبوری پر محمول کیا جائے گا۔
یہ عفو و درگذر کی اخلاقی قوت خاتم المرسلینؐ میں بدرجۂ اتم موجود تھی۔ چنانچہ فتح مکّہ کے بعد جب ظالم کفار آپؐ کے سامنے لائے گئے تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان کو یہ کہہ کر آزاد کر دیا کہ لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ (آج تم پر کوئی الزام نہیں) حالانکہ حضورؐ اگر چاہتے تو ان کفّار کی بوٹی بوٹی کر ڈالتے کیونکہ آپ بادشاہ تھے اور صحابہ کی فوج آپ کے حکم کی منتظر! لیکن یہ تو بتاؤ کہ آپ کے خداوند نے جو دشمنوں کو معاف کیا تھا اس کی کیا صورت تھی؟ ظاہر کہ آپ مظلوم تھے، کوئی آپ کا ساتھی نہ تھا، نہ بدلہ لینے کی آپ میں قوت تھی پھر اگر معاف نہ کرتے تو کیا کرتے؟ ہاں اگر آپ صاحبِ اقتدار ہوتے اور پھر دشمنوں کو معاف کرتے تو تمہارے لئے کوئی فخر کی بات ہوتی۔ مجبوری کا صبر عفو نہیں ہو سکتا۔"

خاتون: "تو یہ ازبلا! خونیوں کو تو تم خلیق کہتی ہو اور اس شخص کو کوئی درجہ ہی نہیں دیتیں جس نے کبھی خون کا ایک قطرہ بھی نہیں گرایا"؟

ازبلا: "یہ آپ کی سمجھ کا پھیر ہے کہ صاف بات کو بھی الٹا ہی سمجھتی ہو۔ میں دریافت کرتی ہوں کہ شجاعت آپ کے نزدیک کوئی خوبی ہے یا نہیں؟ اور عدل کو اچھا سمجھتی ہو یا برا"؟

خاتون: "یہ دونوں صفتیں بہت اچھی ہیں۔ ان سے کس کو انکار ہو سکتا ہے"۔

ازبلا: "بہت ٹھیک! اب یہ بتاؤ شجاعت کا کامل ظہور بغیر جنگ کے ممکن ہے"؟

کیا عدل کی صفت بغیر قیام حکومت درجۂ تکمیل کو پہونچ سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ اس لئے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے یہ دونوں موقعے عنایت فرمائے یعنی آپؐ نے کفار سے جنگ بھی کی اور تخت شاہی کو بھی حاصل کیا تاکہ ایک طرف جنگ کے موقع پر آپ کی طاقت و شجاعت کا ظہور ہوا اور دوسری طرف قیام حکومت کے بعد صفتِ عدل کی تکمیل ہو جائے۔ کیا تم یہ دونوں صفتیں اپنے خداوند میں دکھا سکتی ہو"؟

خاتون: گویا تمہارے نزدیک لڑنا جھگڑنا بھی کوئی بڑی خوبی ہے۔ ہمارے خداوند صلح و سلامتی کا پیغام لے کر آئے تھے نہ کہ جنگ کا"۔

ازبلا: مگر ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم میں دونوں باتیں جمع تھیں۔ ایک طرف تو آپ رحمۃ للعالمین اور رؤف رّحیم تھے اور دوسری طرف مجاہد اکبر اور پہلوان رب جلیل تاکہ آپ انسانی زندگی کے ہر شعبہ کے لئے نمونۂ عمل اور اسوۂ حسنہ بن سکیں۔

خاتون: ازبلا! تم کیسی اُلٹی اُلٹی باتیں کرتی ہو۔ بھلا ایک لڑاکو آدمی ایک صلح پسند کی برابری کس طرح کر سکتا ہے"؟

ازبلا: اگر دشمنوں سے لڑنا اور ان کی شرارتوں کا سدّباب کرنا کوئی بڑا جرم ہے تو پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے جن کی تمام زندگی دشمنوں سے لڑنے میں گذری اور جس پر توریت گواہ ہے؟ بیشک حضرت مسیح علیہ السلام صلح و سلامتی کے پیغمبر تھے اور انہوں نے کبھی اپنی عمر میں جنگ نہیں کی لیکن خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم جلال اور جمال دونوں

کے جامع تھے۔ اگر ایک طرف آپؐ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح کفّار سے جنگ کی تو دوسری طرف حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی طرح آپؐ نے دُنیا کو امن و سلامتی کا پیغام دیا۔ گویا آپؐ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے مظہرِ اتم تھے"۔

خاتون: معلوم ہوتا ہے کہ تم بڑی ہوشیار ہو گئی ہو مگر میں تم کو پوری طرح شکست دے کر چھوڑوں گی۔ میں تم سے صاف صاف بات کرنا چاہتی ہوں تاکہ یہاں جو خواتین موجود ہیں وہ بھی دو اور دو چار کی طرح سمجھ لیں۔ ذرا قرآن اور انجیل شریف کا مقابلہ کر کے دیکھو کہ حقیقت تم پر کتنی جلدی ظاہر ہوتی ہے"۔

ازبلا: "آپ جو بات دریافت کریں گی اُس کا جواب فوراً پیش کر دوں گی"۔

خاتون: "دیکھو جب تک تمہارے پیغمبر کی نبوّت ثابت نہ ہو جائے اس وقت تک یہ تمام باتیں فضول ہیں۔ پہلے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی صداقت اور نبوّت ثابت کرو اور پھر سلسلۂ کلام آگے بڑھاؤ"۔

ازبلا: آپ کے نزدیک نبوّت کا معیار کیا ہے"؟

خاتون: اگر تم دو باتیں حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں ثابت کر دو تو اسلام سچّا ورنہ جھوٹا۔ کیونکہ ہر نبی کے لئے دو باتوں کا ثبوت ضروری ہے۔ اول یہ کہ کسی سابق رسول نے اس کی آمد کی پیشین گوئی کی ہو۔ دوم یہ کہ اس نے معجزات دکھائے ہوں۔ پس یہ دونوں باتیں آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے متعلق ثابت کر کے دکھاؤ۔"

ازبلا: "تمہارے نزدیک حضرت آدم علیہ السلام نبی تھے"؟

خاتون: "کیوں نہیں"؟

ازبلا: "ان کے متعلق کسی سابق پیغمبر نے پیشین گوئی کی تھی"؟

خاتون:۔ ان سے پہلے دُنیا ہی موجود نہ تھی، پھر کوئی پیغمبر ان کے حق میں کس طرح پیشین گوئی کرتا"؟

ازبلا: معلوم ہوا کہ آپ کا یہ اصول غلط ہے کہ ہر نبی کے لئے کسی سابق نبی کی پیشین گوئی کا ہونا ضروری ہے، ورنہ حضرت آدم دائرۂ نبوت سے خارج ہوجاتے۔ رہا معجزات کا صدور تو یہ بھی نبوت کے لئے ضروری نہیں کیونکہ خود تمہاری انجیلوں میں لکھا ہے کہ جھوٹے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بھی بڑھ کر معجزے دکھائیں گے"۔

خاتون: تم کسی بات کو تسلیم نہیں کرتیں! آخر کسی طرح تم اپنے پیغمبر کی پیغمبری ثابت بھی کروگی یا نہیں"؟

ازبلا: یہی چیز تو میں آپ سے دریافت کرتی ہوں کہ عیسائیوں نے حضرت موسیٰ، داؤد، سلیمان، یعقوب، یوسف، ایوب، نوح، ابراہیم علیہم السلام کو کس دلیل سے تسلیم کیا؟ وہ دلیل تو ذرا پیش کرو۔ اسی پر انشاء اللہ خاتم المرسلینؐ کی نبوت بدرجۂ اتم ثابت کردی جائے گی۔ اور آپ کو انکار کی گنجائش باقی نہ رہے گی"۔

خاتون:" ہم نے ہر نبی کو اس کے کاموں سے شناخت کیا ہے"!

ازبلا: کون سے کام؟ ذرا تشریح کرکے بتاؤ تاکہ دلیل قائم کرنے میں کوئی دشواری پیش نہ آئے"۔

یہاں مسیحی خاتون ذرا سوچ میں پڑگئی اور بہت دیر تک سر جھکائے بیٹھی رہی۔ جو خواتین اس مجلس میں شریک تھیں انہوں نے محسوس کرلیا کہ ازبلا کی زبردست گرفت سے اس کا چھوٹنا محال ہے۔ اور یہ یقیناً عیسائیوں کی ذلت اور رسوائی کا باعث بنے گی۔ اتنے میں خاتون نے سر اٹھا کر کہا:

خاتون: "ہم اور پیغمبروں کے متعلق کچھ نہیں جانتے۔ ہمیں صرف اپنے خداوند مسیح سے سروکار ہے اور انھیں کی وجہ سے ہم تمام رسولوں پر ایمان لائے ہیں"

ازبلا: تو آپ اپنے خداوند کی صداقت کا کوئی معیار پیش کیجئے تاکہ اسی پر پیغمبر اسلام کی نبوت کو بھی ثابت کر دیا جائے"

خاتون: ہمارے خداوند کی صداقت کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ انھوں نے مردوں کو زندہ کیا، اندھوں کو آنکھیں بخشیں، کوڑھیوں کو پاک صاف کیا، اور لوگوں کو شیطان کے چنگل سے چھڑایا۔

ازبلا: کیا ثبوت ہے کہ آپ کے خداوند نے یہ سب کام کیے؟ وہ مردے کہاں ہیں جن کو حضرت مسیح نے زندہ کیا تھا۔؟ وہ اندھے اور کوڑھی کس جگہ رہتے ہیں جو آپ کے خداوند کے وسیلہ سے شفایاب ہوئے تھے۔ ہمگر اس کے مقابلہ میں، میں آپ کے سامنے اپنے پیارے رسول کا ایک معجزہ پیش کرتی ہوں جو آج بھی ایسا ہی زندہ ہے جیسا کہ حضورؐ کے زمانہ میں تھا اور قیامت تک زندہ رہے گا۔ وہ معجزہ قرآن پاک ہے۔ قرآن کریم نے ساری دنیا کو للکار کر کہا کہ اگر وہ حضرتؐ کے دماغ کی اختراع ہے تو اس جیسا کلام تم بھی بنا کر پیش کردو۔ دس آیتیں، چند آیتیں، بلکہ صرف ایک ہی آیت اس کے مقابلہ میں بنا کر لاؤ۔ مگر آج تک عیسائیوں، یہودیوں، بت پرستوں، مجوسیوں اور صابیوں سے اس کا مقابلہ نہ ہوسکا۔ یہ ہے زندہ معجزہ جو تمام دنیا کو قیامت تک عاجز کرتا رہے گا۔ اس کے مقابلہ میں دیگر انبیاء کے معجزات وقتی اور فانی تھے جن کا سوائے نقل کے اور کوئی ثبوت نہیں"

خاتون: تم نے تو ادھر ادھر کی باتیں بنانی شروع کردیں۔ بھلا وہ کتاب بھی کہیں معجزہ ہوسکتی ہے جس میں چار چار شادیاں کرنے کا حکم ہو۔؟ دیکھو ہمارے

خداوند نے فرمایا کہ "راہ حق اور زندگی میں ہوں اور بغیر میرے وسیلہ کے کوئی شخص خدا باپ کے پاس نہیں جاسکتا"

ازبلا :- قرآن کریم نے چار چار شادیوں کا حکم ہرگز نہیں دیا۔ اس نے تو بعض شرائط کے ساتھ اس کی اجازت دی ہے۔ اگر تعدد ازواج کوئی جرم ہے تو آپ حضرت داؤد اور حضرت سلیمان جیسے پیغمبروں کے متعلق کیا کہیں گی جنہوں نے بقول توریت کئی کئی سو عورتوں سے شادیاں کیں ؟ رہا آپ کے خداوند کا یہ قول کہ "راہ حق اور زندگی میں ہوں"۔ سو اس سے قرآن کریم کی تردید کس طرح ہو گئی ؟ ہر نبی راہ حق اور زندگی لے کر ہی دنیا میں آتا ہے۔ اسکے مقابلہ میں ذرا ہمارے پیارے رسول کا عمل بھی ملاحظہ ہو۔ آپکے خداوند تو فرماتے ہیں کہ راہ حق اور زندگی میں ہوں۔ اور قرآن کریم نے حضورؐ کے متعلق فرمایا کہ آپ نہ صرف خود راہ حق پر ہیں، بلکہ دوسروں کو بھی راہِ حق دکھاتے ہیں۔ اِنَّكَ لَتَهْدِیْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ (اے نبی! بیشک تو دُنیا کو سیدھے راستہ کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔)

قرآن کریم کہتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ خود ہی زندگی تھے، بلکہ آپ تمام دنیا کو زندہ کرنے کے لئے آئے تھے۔ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا۔ الخ دیکھو سورۃ انفال رکوع ۱۶۔ (اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول جب تم کو بلائیں تو ان کی دعوت کو قبول کرو تاکہ وہ تم کو زندہ کردیں۔)

اس کا ثبوت یہ ہے کہ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے وحشی، ظالم، جابر، جاہل، سارق، قاتل، زانی، مشرک اور بت پرستوں کو خلیق، عادل اور خدا پرست و متقی بنادیا۔ اور لاکھوں صحابہ آپ کے جھنڈے تلے جمع ہو گئے۔ گویا آپ نے اپنی

زندگی ہی میں تمام عرب کو زندہ کر دیا۔ اس کے خلاف تمہارے خداوند نے اپنی ساری عمر میں بارہ حواریوں کو اپنا پیرو بنایا۔ مگر ان کو کامل زندگی عطا نہیں فرمائی کیونکہ خود حضرت مسیح نے ان میں سے کسی کو بے ایمان، کسی کو ملعون اور کسی کو چور کہا۔"

خاتون: باتیں تو بناتی چلی جارہی ہو مگر اب تک یہ ثابت نہ کیا کہ تمہارے پیغمبر نے کون سا معجزہ دکھایا۔"

ازبلا: میرا مشورہ یہ ہے کہ آپ دلائل سے گفتگو کرنا چھوڑ دیں اور اپنی کرامت سے مجھ کو قائل کر دیں۔ کیونکہ آپ کی کراماتوں کا بڑا شہرہ ہے اور دُور دُور سے لوگ آپ سے برکتیں حاصل کرنے کے لئے آتے ہیں۔ دلیل سے گفتگو کرنا آپ کے بس کا روگ نہیں۔

خاتون: تم اس لائق کہاں ہو کہ تم کو کرامتیں دکھائی جائیں۔ اس کے لئے دل کی صفائی کی ضرورت ہے اور تم پر شیطان نے پورا قبضہ جما رکھا ہے۔"

ازبلا یہ فقرہ سن کر خاموش ہو گئی اور تمام مجلس میں ایک سناٹا سا چھا گیا۔ مسیحی خواتین نے مارے شرم و ندامت کے اپنے سر جھکائے اور مسلم خواتین روحانی خوشی سے خوش خوش نظر آتی ہیں۔ خود مسیحی خاتون خاموش بیٹھی ہے اور کوئی بات بنائے نہیں بنتی۔ جب ازبلا نے اس خاتون کی بے کسی اور بے مائگی کو دیکھا تو کہا:

ازبلا: "اچھا اب آپ تھک گئی ہوں گی۔ آج کی بحث کل پر اٹھا رکھئے۔ فرمایئے اب آپ کب تشریف لائیں گی؟"

خاتون: "میں تو حق و باطل کا فیصلہ ابھی کر کے اٹھوں گی، ہاں اگر تم خود تھک گئی ہو تو بات دوسری ہے۔"

ازبلا: "میری طرف سے تو آپ کو اجازت ہے کہ رات دن گفتگو کیجئے اور اس وقت تک یہاں سے نہ جایئے جب تک کہ حق و باطل کا فیصلہ نہ ہو جائے۔

مجھے تو صرف آپ کی پریشانی کا خیال ہے"۔

خاتون: "بس میں بھی یہ گفتگو آخری حد تک پہونچانا چاہتی ہوں۔ اب یہ بتاؤ کہ عیسوی مذہب کی موجودگی میں اسلام کے آنے کی کیا ضرورت تھی"۔؟

ازبلا: "اگر اسلام نہ آتا تو سچائی دنیا پر کبھی ظاہر نہ ہوتی۔ اسلام ہی نے آکر انبیاء اور ان کی تعلیمات کو از سر نو زندہ کیا اور دُنیا کو پاکیزگی اور طہارت کی تلقین کی۔ یہاں میں آپ کو مختصر طور پر اسلام کے آنے کی غرض بتاتی ہوں۔

(۱) اسلام نے آکر دین کو کامل کیا۔ کیونکہ کتب سابقہ کی تعلیمات اپنے زمانوں کے لئے تو مناسب تھیں مگر ان کو عالمگیر درجہ حاصل نہ تھا۔ اس لئے قرآن کریم نے آکر اس نقص کو پورا کیا"۔

(۲) انبیاء کی صحیح تعلیمات کو ان کے متبعین نے بگاڑ ڈالا تھا۔ قرآن کریم نے آکر اس کی اصلاح فرمائی۔ مثلاً عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا مان کر شرک کی بوسیدہ عمارت کھڑی کی تھی۔ اس کو سب سے پہلے ختم کیا۔ اسلام نے آکر توحید کے آفتاب کو از سر نو چمکایا اور خدا کی ربوبیت و جلال کا صحیح نقشہ دُنیا کے سامنے پیش کیا"۔

(۳) اہل کتاب نے انبیاء کرام پر مختلف شرمناک الزامات لگائے، کسی کو بُت پرست کہا، کسی پر زنا کا الزام عائد کیا، کسی کو جھوٹا اور فریبی قرار دیا غرض تمام نبیوں کو گنہگار ٹھہرایا۔ اسلام نے آکر ان الزامات کی پُر زور تردید کی اور انبیاء کی حقیقی عزّت و عظمت کا اظہار فرمایا۔

(۴) اہل کتاب نے اپنی اپنی کتابوں میں تحریف کر کے کلام الٰہی کو بگاڑ ڈالا تھا جس کی وجہ سے آسمانی کتابوں پر سے لوگوں کا اعتماد اُٹھ گیا تھا۔ قرآن کریم نے آکر اہل کتاب کے دجل و فریب کا پردہ چاک کیا۔ اور کتب

سابقہ کی جملہ تعلیمات کو از سر نو پیش کر دیا۔ اب ہم کو سوائے قرآن کے اور کسی کتاب کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اس میں تمام انبیاء کے صحائف شامل ہیں۔ فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ۔

(۵) چونکہ انبیاء۔ اور ان کی کتابیں خاص زمانوں اور خاص قوموں سے متعلق تھیں اس لئے ان میں وہ قوانین موجود نہ تھے جو قیامت تک انسانوں کے لئے ضروری ہوتے۔ اس کمی کو قرآن حکیم نے ہی پورا کیا اور تکمیل دین کے بعد عام اعلان کر دیا کہ تمام نوعِ انسانی کی ضروریات اس میں مہیّا کر دی گئی ہیں جن سے قیامت تک تمام انسان فیضیاب ہوتے رہیں گے۔ اب تو آپ نے سمجھ لیا کہ اسلام دنیا میں کیوں آیا"؟

خاتون: یہ سب دعوے ہی دعوے ہیں، دلیل کوئی بھی نہیں۔ نہ تو تم نے اپنے پیغمبر کا کوئی معجزہ پیش کیا اور نہ ان کی نبوّت کو ثابت کیا۔ حالانکہ تعلیمات کا کا درجہ ان امور کے فیصلہ کے بعد ہے۔

از ہلا: "آپ نے ہی فرمایا تھا کہ اسلام کے آنے کی ضرورت بیان کر دیں میں نے چند ضرورتیں گنوا دیں۔ اب آپ کا فرض ان دلائل کا جواب دینا ہے۔ معجزہ کا ثبوت میں دے چکی ہوں۔ اور ایک ایسا زندہ معجزہ پیش کر چکی ہوں جس کو آج بھی تمام دنیا مشاہدہ کر رہی ہے۔ یعنی قرآن کا مقابلہ اور اس کا جواب۔ اگر قرآن کلام الٰہی نہیں ہے تو مقابلہ میں ایک ہی آیت پیش کر دو مگر یہی وہ بات ہے جو ساری دنیا سے بھی حل نہیں ہو سکتی۔ رہا پیغمبر خدا کی نبوّت کا ثبوت تو وہ اس معجزہ میں مضمر ہے۔ یعنی جب قرآن کی ایک آیت کا بھی جواب نہیں ہو سکتا تو ثابت ہوا کہ وہ کلام الٰہی ہے اور اس کے لانے والے خدا کے سچّے رسول ہی ہو سکتے ہیں"۔

دوسرا ثبوت یہ ہے کہ پیغمبر خدا نے مبعوث ہو کر جس طرح دنیا کی اصلاح فرمائی اور اپنی ہی زندگی میں تمام عرب کو خدا کے دربار میں لاکر جھکا دیا کیا اس کی نظیر کسی جھوٹے انسان میں پائی جاتی ہے۔ کسی ایک فریبی انسان کا تو نام لو جس نے اصلاح کا یہ عظیم الشان کام انجام دیا ہو"؟

خاتون: کچھ ہی کہو، مگر تمہارے پیغمبر اس قابل نہیں کہ ان کی پیروی کی جائے۔ بھلا جس شخص نے ساری عمر خونریزی کی ہو اور کئی کئی عورتوں سے شادیاں کی ہوں وہ کبھی مصلح بن سکتا ہے؟ دیکھو ہمارے خداوند کی پاکیزگی، کہ انہوں نے ساری عمر شادی نہیں کی"۔

ازبلا: "خیر آپ کے خداوند تو خدا ہی تھے، ان کو شادی کی کیا ضرورت! اس کی ضرورت تو انسان کو پیش آتی ہے۔ چونکہ ہمارے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) دیگر انسانوں کی طرح بشر تھے اس لئے انہوں نے شادیاں بھی کیں۔ البتہ کسی اور نبی کا حوالہ دو جس نے انسان ہونے کے باوجود شادی نہ کی ہو"۔

خاتون: "کامل انسان وہی ہے جو دوسروں سے ممتاز ہو"۔

ازبلا: مگر آپ تو اپنے خداوند کو خدا اور ابن خدا مانتی ہیں"؟

خاتون: "مگر اس کے ساتھ ہی خداوند کامل انسان بھی تھے"۔

ازبلا: تو کیا وہ کھاتے پیتے بھی تھے"؟

خاتون: کیوں نہیں۔ ان کا کھانا پینا خدا ہونے کی حیثیت سے نہیں، بلکہ انسان ہونے کی حیثیت سے تھا"۔

ازبلا: "تو پھر آپ کے خداوند دوسروں سے ممتاز کہاں رہے؟ اچھا کامل انسان کی تعریف کیا ہے۔؟

خاتون: کامل انسان وہ ہے جس کے اتباع کرنے میں انسانوں کو کسی قسم کی دشواری پیش نہ آئے"۔

ازبلا: "بہت ٹھیک، اب معاملہ آپ نے خود ہی صاف کر دیا۔ سوال یہ ہے کہ ایک عیسائی جو بیوی بچوں والا ہے وہ اپنی گھریلو زندگی میں اپنے خداوند کی پیروی کس طرح کر سکتا ہے؟ اسی طرح جو عیسائی مسلمانوں اور بُت پرستوں سے جنگ کرتے رہتے ہیں ان کو جنگی معاملات میں اپنے خداوند کی پیروی کس طرح کرنی چاہیئے۔

خاتون: "ہمارے خداوند نے نہ تو کوئی جنگ کی اور نہ شادی۔ اس لئے یہ سوال ہی فضول ہے۔"

ازبلا: آپ نے کامل انسان کی تعریف یہ کی تھی کہ جس کی اتباع اور پیروی میں کسی انسان کو دشواری پیش نہ آئے مگر یہاں سخت دشواری پیش آگئی اس لئے کہ ایک بیوی بچوں والے انسان کے لئے آپ کے خداوند میں کوئی نمونہ نہیں کیوں کہ وہ ساری عمر خود مجرد رہے۔ علیٰ ہذا القیاس ایک جنگ میں سرفروشی کرنیوالے انسان کیلئے بھی حضرت مسیح نمونہ نہیں بن سکتے۔

خاتون: (تھوڑی دیر خاموش رہ کر) خداوند ہماری روحانی زندگی میں نمونہ ہیں، جسمانی زندگی سے ان کو کیا تعلق؟"

ازبلا: "بہت ٹھیک! حضرت مسیح روحانی زندگی میں تو نمونہ بن سکتے ہیں مگر جسمانی زندگی میں نہیں۔ گویا جسمانی زندگی کے لئے کسی اور رہبر کو تلاش کرنا چاہیئے۔ اس حصّہ میں آپ کے خداوند ناقص ہیں۔ انسان کی روحانی اور جسمانی دونوں زندگیوں کے لئے جو ذات نمونہ بن سکتی ہے وہ ایک ہی ذات ہے۔ انسان نہ فقط روحانی ہے کہ اس کو روحانی پیشوا کی ضرورت ہے نہ فقط جسمانی ہے کہ اس کو فقط دنیاوی رہنما کی احتیاج ہے۔ جس طرح نوع انسانی روح اور جسم کی ترکیب سے مرکّب ہے اسی طرح ایک ایسے رہنما اور پیشوا اور ہادی کی ضرورت ہے جو دونوں

باتوں میں ان کی صحیح رہنمائی کر سکے۔ اس کی زندگی انسان کی پوری زندگی میں نمونہ بنائی جا سکے۔ اس میں شک نہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی ایک جلالی زندگی تھی اور میں یہ بھی تسلیم کرتی ہوں کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی زندگی ایک جمالی زندگی تھی۔ لیکن خاتم المرسلین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کمالی رنگ کی زندگی تھی۔ آپ کی زندگی جس طرح ایک عابد، زاہد اور صوفی کے لئے نمونہ تھی اسی طرح آپ کی مقدس زندگی ایک دنیا دار تاجر، بلکہ بادشاہ کے لئے بھی کامل نمونہ تھی۔ خاتم المرسلین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ابتدائی زندگی میں بکریاں چرانا، پھر غارِ حرا میں گوشہ نشینی اور تبتل کی زندگی پھر ملک شام میں تجارت کرنا، پھر خدیجۃ الکبریٰ سے نکاح کرنا اور گھر بار کی زندگی اختیار کرنا، پھر فاران کی چوٹیوں پر اور مکہ کی گلیوں میں تبلیغ کرنا، تبلیغ کے لئے طائف اور قبائل حجاز کا سفر کرنا اور سفر میں مخالفوں اور دشمنوں کے ہاتھوں سے تکلیف اُٹھانا مزدور اور فاقہ کشوں کی خدمت کرنا، یتیموں اور بیواؤں کی خبر گیری کرنا، مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کرنا، مدینہ کے یہود سے بین الاقوامی معاہدے کرنا، مساجد کا تعمیر کرنا لوگوں کے باہمی مقدمات کا فیصلہ کرنا، نماز میں امامت کرنا، مختلف مواقع پر تقریر کرنا میدان بدر و اُحد میں فوج کو ترتیب دے کر سپہ سالار کی حیثیت سے کمان کرنا اور عسکری زندگی کا کمال دکھانا پھر رات کو عبادت کرنا اور عبادت بھی اتنی طویل جس میں پاؤں سوج جائیں اور پھٹ جائیں۔ غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک و مقدس زندگی میں ضروریات زندگی کے تمام طریقے اور نمونے موجود ہیں۔ آپ کی زندگی بکریوں کے چرواہے کے لئے بھی اسی طرح ایک نمونہ ہے جس طرح ایک بہت بڑے تاجر کے لئے اور آپ کی ذات ایک مبلغ کے لئے بھی اسی طرح قابل تقلید ہے جس طرح ایک مسافر اور مہاجر کے لئے، آپ کی مقدس ذات ایک گوشہ نشین زاہد کے لئے بھی اسی طرح رہنما ہے جس طرح ایک گھریلو زندگی

رکھنے والے انسان کے لئے اور آپ کی مقدس تعلیم ایک بین الاقوامی زندگی کے لئے اسی طرح مکمل قانون پیش کرتی ہے جس طرح کسی جنگل کے تنہا بسنے والے انسان کے لئے کسی قانون اور ضابطہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ آپ کا طریقۂ کار جس طرح میدان جنگ میں مشعل ہدایت ہوسکتا ہے۔ اسی طرح آپ کا طرز عمل صلح و آشتی کے زمانہ میں بھی لوگوں کے لئے بہترین نمونہ ہوسکتا ہے۔ غرض خانہ داری، تبلیغ، تجارت، عبادت و ریاضت، صلح اور جنگ، فصل خصومات، بین الاقوامی معاہدات، امامت و خطابت عزلت و گوشہ نشینی، گلہ بانی، ترتیب آئین و جہانداری، شادی و غمی، نکاح و طلاق، مرنا اور جینا، بچوں کی تربیت اور تعلیم، انسانی زندگی میں اور نوع انسانی کے تمدن میں جو جو باتیں پیش آتی ہیں ان میں ایسی کون سی چیز ہے جو خاتم المرسلین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کمالی زندگی میں موجود نہیں ہے، یا آپ کی مقدس ذات اس ضرورت کے لئے نمونہ نہیں ہے۔ زندگی کا یہ کمال اور انسانی ضروریات کی یہ ہمہ گیری نہ تو موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں ہے اور نہ مسیح کی زندگی میں۔ پس ہم سب انصافاً اور ایماناً یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ نبی آخر الزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہر انسان کی جسمانی اور روحانی زندگی کے نظام کے مرکز اور جلال و جمال کے جامع ہیں۔ دنیا کے انسانوں میں سے جو دنیا اور آخرت کے صحیح نظام عمل کا سچا متلاشی اور طلب گار ہے اس کے لئے ایمانداری سے اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں کہ وہ خاتم المرسلین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیع اور رحمت سے لبریز دامنوں میں پناہ لے۔ اور آپ کی مقدس زندگی کو اپنی زندگی کے لئے راہ عمل بنائے۔

از بلا کی اس تقریر کے بعد تمام مجلس پر سکوت اور خاموشی چھا گئی اور مسیحی خاتون باوجود ادعائے کرامت مسحور ہو گئی۔ جب دیکھا کہ خاتون شرم و ندامت کے دریا میں غرق ہے تو از بلا نے معذرت کرتے ہوئے سب مہمانوں کو رخصت کیا۔

ابوحفص کا بیان ہے کہ اس گفتگو کا اثر یہ ہوا کہ مجلس میں شریک ہونے والی اکثر مسیحی خواتین کچھ عرصہ میں مسلمان ہوگئیں اور خود مسیحی خاتون نے بھی چند سال کے بعد ازبلا کے دستِ حق پرست پر اسلام قبول کرلیا۔ مگر یہ کام جلدی انجام نہیں پایا بلکہ تین چار سال میں سعید زوجیں خدا کی رحمت سے سرفراز ہوئیں۔

ازبلا جب تک زندہ رہی اسلام کی شان دار خدمات انجام دیتی رہی۔ ایک طرف عیسائیوں کا ناطقہ بند کیا۔ دوسری طرف علم تفسیر وحدیث کا دریا بہایا۔ اور ہزاروں علما، اسلامی علوم سے فیضیاب ہوئے۔

ازبلا نے اسّی سال کی عمر پائی۔ اور عمر طبعی کے قریب پہونچ کر وصال کیا۔ تمام اسپین میں مرحومہ کے انتقال کی خبر سے ایک کہرام مچ گیا۔ اور لاکھوں انسانوں نے اس کے جنازہ میں شرکت کی۔

آخر میں ہم بھی اپنی اسلامی مرحومہ بہن کے نامعلوم قبر پر عقیدت ومغفرت کے پھول چڑھاتے ہیں اور خدا سے دعا کرتے ہیں کہ مرحومہ پر اپنی رحمتوں اور بخششوں کی بارش کرتا رہے۔ آمین ثم آمین!!

**رسول اللہؐ** یہ آقائے نامدار جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مختصر مگر جامع اور عام فہم سوانح عمری ہے۔ اس چھوٹی سی کتاب میں تقریباً سو سے زیادہ عنوان قائم کرکے ہر ہر عنوان کے تحت ضروری واقعات لکھے گئے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن غزوات میں خود شرکت فرمائی یا صرف صحابہؓ کو بھیجا۔ ان کو بھی تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اگر اس کتاب کے متعلق یہ کہا جائے کہ سمندر کو کوزہ میں بند کردیا ہے تو بیجا نہ ہوگا۔

**تقاریر السعیدین** حضرت سحبان الہندؒ اور ان کے خلف الرشید مولانا محمد سعید دہلوی کی ان تقریروں کا مجموعہ ہے جو ان دونوں حضرات نے آل انڈیا ریڈیو سے کی تھیں۔ اور سننے والوں نے بیحد پسند کی تھیں۔ ان تقریروں میں مذہبی، معاشرتی، اخلاقی اور سیاسی تقریروں کے علاوہ کچھ ادبی تقریریں بھی ہیں جن سے دارالخلافہ دہلی کے شاندار ماضی کی ایک جھلک آنکھوں کے سامنے آجاتی ہے، اور دل ہنرمندانِ دہلی کی یاد میں ڈوب جاتا ہے۔ یہ مجموعہ پہلی دفعہ کتابی شکل میں منظر عام پر آیا ہے۔

**شوکت آرا بیگم** یہ حضرت مولانا کا ایک مذہبی ناول ہے جو آپ نے اب سے چالیس سال قبل لکھا تھا۔ شوکت آرا بیگم کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس کتاب کا ہر گھر میں ہونا ضروری ہے۔ حضرت مولانا نے اس ناول میں کوئی مذہبی بحث چھوڑی نہیں ہے۔ یہاں تک کہ شادی بیاہ کا طریقہ اور ہندوستان دارالحرب ہے کہ دارالسلام، بنک سے مسلمان سود لے سکتے ہیں یا نہیں، اور اگر لے لیں تو اس کو اپنی ضرورت پر خرچ کرنا جائز ہے کہ نہیں۔ بہرکیف "شوکت آرا بیگم" ناول پڑھنے کے قابل ہے۔ امید ہے کہ آپ اس ناول کو منگا کر ضرور ملاحظہ فرمائیں گے۔